عمران سیریز

ڈیول والا





ارشاد العصر جعفری



محترم قارئین

السلام علیکم

محترم قارئین۔ السلام علیکم۔ میرے پہلے ناول ''زیروزون'' کو آپ نے جو پذیرائی بخشی وہ میری توقع سے بڑھ کر ہے۔ آپ کے خطوط پڑھ کر یقیناً میرا حوصلہ بڑھا ہے اور مزید ناول لکھنے کے لئے میری ہمت بندھی ہے۔ میں قریشی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ آپ کے خطوط شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں۔ آپ کی آراء اور تجاویز میری رہنمائی کریں گی۔

آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ازل سے دو طاقتیں ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ ایک حق کی طاقت ہے اور دوسری باطل کی طاقت۔ باطل قوتیں بظاہر بہت خوبصورت اور پرکشش ہوتی ہیں لیکن ان کا اصل چہرہ انتہائی مکروہ ہوتا ہے۔ یہ باطل طاقتیں ہمیشہ حق کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں مصروف رہتی ہیں اور بعض اوقات بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ باطل قوتیں جیت گئی ہیں لیکن نہیں۔ باطل کو دائمی جیت کبھی حاصل نہیں ہوتی۔ مشہور محاورہ ہے کہ جیت ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ اس ناول میں بھی باطل قوتیں سرگرم عمل رہیں اور انہوں نے عمران کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا لیکن

کیسے۔اس کیسے کا جواب تو آپ کو ناول پڑھنے کے دوران ہی ملے گا۔
''ڈیول ولا'' عمران سیریز میں منفرد قسم کا ناول ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کو مدتوں یاد رہے گا۔شر کے خلاف عمران اور جوزف کی جدوجہد یقینا آپ سے داد وصول کرے گی۔ مجھے آپ کے لئے اگلا ناول لکھنا ہے لیکن یاد رکھیئے کہ میں آپ کی تجاویز کے بغیر نہیں لکھ سکتا۔ سو ''ڈیول ولا'' کا آخری صفحہ پڑھنے کے بعد آپ نے کاغذ قلم سنبھالنا ہے اور مجھے ناول کے متعلق خط ضرور لکھنا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا اپنا

ارشاد العصر جعفری

سلیمان گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران کو دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے آج ہوٹل کا رخ کرنا پڑا تھا۔ہوٹل کے ہال میں داخل ہوتے ہی عمران کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ آج بہت دنوں بعد اسے سوپر فیاض دکھائی دیا تھا۔وہ ایک میز پر مدبرانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔اس کے چہرے پر رعب و دبدبہ صاف دکھائی دے رہا تھا اور ایسا اس لئے تھا کہ اس کے سامنے ایک نہایت ہی حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے اور لڑکی سر ہلا کر سوپر فیاض کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔ عمران سوپر فیاض کے قریب پہنچ گیا مگر وہ باتوں میں اس قدر محو تھا کہ اسے عمران کی موجودگی کا احساس تک نہ ہوا اور عمران اس کی باتیں سننے لگا۔
" زندگی بہت ہی انمول چیز ہے۔اسے بوریت میں گزار کر گنوانا نہیں چاہئے بلکہ اس کی قدر کرتے ہوئے اسے بھرپور انداز میں

انجوائے کرنا چاہئے ۔ زندگی ہے ہی کتنے دن کی"..... سوپر فیاض نے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" السلام علیکم ۔ آپ کی کشش محفل وعظ میں کیا مجھے بیٹھنے کی اجازت ہے"..... عمران نے انتہائی معصومیت سے کہا تو سوپر فیاض کو جیسے بجلی کا زور دار جھٹکا لگا ۔ وہ یکدم اچھلا اور عمران کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

" عم ۔ عمران ۔ تت ۔ تم"..... سوپر فیاض نے ہکلاتے ہوئے کہا اسے یقین تھا کہ جس لڑکی کو وہ ہزار کوششوں کے بعد کھانے کے لئے لایا ہے عمران اسے بھگا دے گا اس لئے وہ عمران کی آمد پر بوکھلا گیا تھا ۔ بہت عرصے سے اس نے عمران کو ہوٹل میں دیکھا نہیں تھا اس لئے عمران کی آمد اس کے لئے غیر متوقع تھی۔

" اگر آپ اجازت دیں تو میں کرسی پر بیٹھ جاؤں"..... عمران نے معصوم سی صورت بناتے ہوئے سوپر فیاض سے کہا اور پھر اس کا جواب سنے بغیر ہی کرسی پر بیٹھ گیا ۔ سوپر فیاض جو اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا وہ بھی بیٹھ گیا۔

" ماشاء اللہ ۔ اب تو آپ عالموں جیسی باتیں کرنے لگے ہیں ۔ اگر آپ کہیں تو میں ڈیڈی سے کہہ کر آپ کو معلم کی سیٹ پر ٹرانسفر کرا دیتا ہوں ۔ آپ کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی"..... عمران نے کہا۔

" میں کہاں اور عالم لوگ کہاں ۔ تم کیسی باتیں کر رہے ہو ۔

میں تو مس عروسہ سے ویسے ہی ایک بات کہہ رہا تھا بلکہ انہیں سمجھا رہا تھا ۔ یہ آج کل زندگی سے بہت بیزار ہیں"..... سوپر فیاض نے انکسارانہ لہجے میں کہا۔

" آپ لوگ آپس میں باتیں کرتے رہیں گے یا مجھ پر بھی کوئی توجہ دیں گے"..... لڑکی نے کہا۔

" سوری مس عروسہ ۔ میں تعارف کرانا بھول گیا ۔ یہ علی عمران ہے ۔ میرا بہت پرانا دوست اور میرے باس سر عبدالرحمن کا اکلوتا بیٹا اور عمران ان سے ملو یہ ہیں مس عروسہ ۔ یہ میری نئی دوست ہیں یہ زندگی سے بہت بیزار ہیں ۔ میں انہیں پررونق زندگی کی طرف لانے کی کوشش کر رہا ہوں"..... سوپر فیاض نے پہلے لڑکی اور پھر عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ تمہاری کوششوں کو تو میں دیکھ ہی چکا ہوں ۔ اچھا یہ بتاؤ تم کھانا کھا چکے ہو یا ابھی کھانا ہے"..... عمران نے پوچھا کیونکہ اس وقت اسے سخت بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے اس نے سوپر فیاض سے کھانے کا پوچھا۔

" میں بس آرڈر دینے ہی والا تھا کہ تم آگئے"..... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو بلا کر کھانے کا آرڈر دے دیا۔

" عمران ۔ تم آج کل کہاں رہتے ہو ۔ نظر ہی نہیں آتے"..... سوپر فیاض نے عمران سے پوچھا۔

" آہ ۔ غریب آدمی کسی کو بھی نظر نہیں آتا ۔ رشتے دار، دوست اور

عزیز سب مشکل میں ساتھ چھوڑ جاتے ہیں ۔ اب تم اپنی مثال ہی دیکھ لو ۔ تم میرے کتنے مخلص اور گہرے دوست ہو لیکن مجھ پر مشکل وقت آیا تو تم نے میرا حال تک پوچھنا چھوڑ دیا"..... عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے چونک کر اسے دیکھا۔

" کیا ہوا ۔ یہ تم اس طرح کی باتیں کیوں کر رہے ہو"..... سوپر فیاض نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے، جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے"..... عمران نے غمگین انداز میں کہا۔

" سوری مس عروسہ ۔ آپ میری باتوں سے شاید بور ہو رہی ہوں گی لیکن میرے دوست نے مجھ سے نہ ملنے کا شکوہ کیا تو مجھے اپنا حال سنانا پڑا ۔ اس بے مروت دوست کو ۔ ویسے میں آپ کو ایک سچی بات بتا دوں ۔ یہ سوپر فیاض دوستی کے قابل نہیں ہے ۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ دوستی ہوتی کیا چیز ہے"..... عمران نے عروسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جو واقعی ان دونوں کی باتوں سے بور ہو رہی تھی۔

" عمران پلیز ۔ مجھے نہیں معلوم کہ تم کس حال میں ہو ۔ تم مجھے بتاتے نا"..... سوپر فیاض نے کہا۔

" سن لیا آپ نے ۔ یہ ہے دوست ۔ جسے دوست کی خبر ہی نہیں ۔ آپ نے کس سے دوستی کر لی ہے"..... عمران نے کہا۔

" فیاض صاحب ۔ واقعی آپ کی زیادتی ہے ۔ آپ کو اپنے دوست کا خیال رکھنا چاہئے ۔ دیکھیں نا عمران صاحب کس قدر پریشان اور

غمگین نظر آ رہے ہیں"..... عروسہ نے کہا تو عمران نے شکل مزید غمگین بنا لی۔

" اس کے غم کو تو میں اچھی طرح جانتا ہوں"..... سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" بس وہ محکمانہ مصروفیت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ کچھ ہوش ہی نہیں رہتا ۔ پھر اس کے ڈیڈی یعنی میرے باس اتنے سخت ہیں کہ ادھر ادھر ہلنے ہی نہیں دیتے ۔ چنگیزی خون ہے ان کا ۔ یکدم جلال میں آ جاتے ہیں ۔ اچھا عمران ۔ تم فکر نہ کرو ۔ تمہیں ادھار چاہئے نا ۔ میں آج شام ہی تمہارے فلیٹ پر ایک لاکھ روپے پہنچا دوں گا"..... سوپر فیاض نے پہلے عروسہ اور پھر عمران کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ نہیں ۔ تم سے کس نے کہا ہے کہ مجھے ادھار چاہئے"..... عمران نے کہا اور اسی لمحے ویٹر بھی ان کے قریب آ گیا ۔ اس نے کھانا میز پر لگایا اور پھر واپس چلا گیا۔

" عمران ۔ میں نے پہلے تمہیں ادھار دے کر کبھی واپسی کا مطالبہ کیا ہے اور میرا نام تو ویسے ہی فیاض ہے ۔ دریا دلی تو میری ذات کا حصہ ہے"..... سوپر فیاض نے شاہانہ لہجے میں کہا اور پھر چور نظروں سے عروسہ کی طرف دیکھا ۔ جو فیاض کی باتیں سن کر اس سے اب متاثر نظر آ رہی تھی۔

" بالکل ۔ تمہاری دریا دلی کے چرچے تو عام ہیں"..... عمران نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا ۔ باتوں کے دوران وہ تینوں

کھانا بھی کھاتے رہے۔

" یہ سخاوت مجھے وراثت میں ملی ہے۔جب ہم گاؤں میں رہتے تھے تو سارا گاؤں ہمارے گھر سے کھانا کھاتا تھا"... سوپر فیاض نے کہا۔

" سارا گاؤں"... سوپر فیاض کی شیخی سن کر عروسہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہ صرف ہمارے گاؤں کے لوگ بلکہ ارد گرد کے گاؤں میں رہنے والے بھی ہمارے ہاں آکر کھانا کھاتے تھے۔میرے داد کی زمینیں بھی بہت زیادہ تھیں، ایک سو مربع سے بھی زائد اور وہ گندم بیچنے کے حق میں نہیں تھے۔جتنی بھی گندم ہوتی تھی اسی طرح مہمان نوازی میں ختم ہو جاتی تھی"... سوپر فیاض نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا تو عروسہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

" پرسوں تمہارے گھر کا باورچی نوکری چھوڑ کر چلا گیا تھا۔وہ کیوں گیا تھا"... عمران نے سوپر فیاض سے کہا تو اس کے چہرے کا رنگ یکدم اڑ گیا۔

" وہ۔وہ خود کہاں گیا تھا۔میں نے اسے نوکری سے نکالا تھا"... سوپر فیاض نے کھوکھلے لہجے میں کہا۔

" وہ تو بتا رہا تھا کہ صاحب نے چار مہینے سے تنخواہ نہیں دی اور یہ کہ اس کی بیوی بیمار ہے اور تم نے اس کی بیماری کا سن کر بھی اس کی تنخواہیں نہیں دیں اس لئے اس نے نوکری چھوڑ دی"... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" وہ۔وہ ملازم لوگ تو یونہی بہانے بناتے رہتے ہیں۔وہ بہانے نہ بتائیں تو ان سے ہمدردی کون کرے"... سوپر فیاض نے کہا۔ عروسہ کی نگاہوں میں بھی اب تحسین کی جگہ حیرت ابھر آئی تھی۔

" اوہ۔فیاض صاحب۔آپ غریبوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں"... عروسہ نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔نہیں۔وہ باورچی انتہائی مکار شخص ہے۔اس نے عمران سے رقم حاصل کرنے کے لئے ڈرامہ کیا ہو گا اور عمران بھی اس کے ہاتھوں بے وقوف بن گیا ہو گا۔کتنی رقم دی ہے تم نے اسے"... سوپر فیاض نے پہلے عروسہ اور پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں تو خود غریب آدمی ہوں۔میں اسے کہاں سے رقم دے سکتا ہوں"... عمران نے مسکین سے لہجے میں اور بریانی کی ڈش اپنی طرف کھسکا لی۔

" میں تو آپ کو بہت عظیم انسان سمجھ رہی تھی فیاض صاحب۔مجھے بہت مایوسی ہوئی ہے"... عروسہ نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اس سے پہلے کہ سوپر فیاض اسے روکتا وہ گڈ بائی کہتے ہوئی چلی گئی۔

" تم سے کبھی برداشت نہیں ہوتا کہ کوئی خوبصورت لڑکی مجھے بھی کمپنی دے۔تم مجھ سے اس قدر جیلس کیوں ہو"... عروسہ کے مین گیٹ سے باہر نکل جانے کے بعد سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" فیاض ڈیئر۔غیر لڑکیوں کے ساتھ ہوٹلنگ کرنا بہت بڑا گناہ

ہے اور میں نے تمہیں اس گناہ سے بچایا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کو مزید غصہ آگیا اور وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری نصیحتیں۔ اب اس کھانے کا بل بھی تم خود ہی ادا کرنا"..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ آج مجھے سیٹھ رفیق بھی ملا تھا بینک میں۔ وہی سیٹھ رفیق جو مال روڈ پر کلب بنا رہا ہے۔ دو ملین کا چیک اس نے تمہارے اکاؤنٹ میں جمع کرایا تھا"..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ وہ چند لمحے تو عمران کو گھورتا رہا پھر دھڑام سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب تم مجھے بلیک میل کرو گے۔ تم ہو ہی گھٹیا انسان۔ اپنے دوستوں کو بھی نہیں چھوڑتے"..... سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو اشارہ کر دیا۔ چونکہ عمران بھی کھانے سے فارغ ہو چکا تھا اس لئے ویٹر برتن اٹھا کر لے گیا۔ سوپر فیاض نے بل ادا کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو۔ میری بات تو سنو"..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں بتاؤ۔ اب کیا ہے"..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران اس کے انداز پر مسکرانے لگا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے بات ہو رہی تھی کہ میرے حالات اچھے نہیں

ہیں"..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض اسے گھورنے لگا۔

"اچھا۔ ایک لاکھ روپے شام کو تمہارے فلیٹ پر پہنچا دوں گا"..... سوپر فیاض نے کہا۔

"یار۔ تمہاری جیب میں چیک بک ہے۔ تم مجھے چیک لکھ دو"..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے ایک مرتبہ پھر عمران کو گھورا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر چیک بک نکالی اور ایک لاکھ کا چیک کاٹ کر عمران کو دے دیا۔

"تمہارے بچے جئیں۔ تمہاری بیگم تمہاری تابعداری کرے اور اسے کبھی بھی معلوم نہ ہو کہ تم غیر عورتوں کے ساتھ ہوٹلنگ کرتے ہو"..... عمران نے دعائیں دیتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے منہ بنا لیا اور اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد عمران بھی مسکراتا ہوا اٹھا اور ہوٹل سے باہر آگیا۔ پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھا اور مین روڈ پر آگیا۔ وہ ایک مارکیٹ سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک بارہ تیرہ سالہ بچے پر پڑی جس نے ایک بہت بڑا بریف کیس سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ بریف کیس کا وزن بہت زیادہ تھا اور بچہ بمشکل قدم اٹھا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک آدمی متکبرانہ انداز میں چل رہا تھا۔ وہ اونچے قد کا صحت مند آدمی تھا۔ عمران کو بچے کی آنکھوں میں بے بسی اور بے چارگی نظر آئی تو اس نے فوراً کار ایک سائیڈ پر روکی اور کار سے نیچے اتر کر اس بچے کے قریب پہنچ گیا۔

"یہ بریف کیس آپ کا ہے"..... عمران نے اس آدمی سے پوچھا۔

"ہاں۔ کیا تم نے چھین کر بھاگنا ہے"..... اس آدمی نے طنزیہ میں کہا۔

"آپ کے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہوں گے اور اگر کوئی ان پر طرح بوجھ لاد دے تو آپ پر کیا گزرے گی"..... عمران نے اس لہجے کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا اور بچے کے سر سے بریف کیس کر زمین پر رکھ دیا۔

"یہ میرا نوکر ہے۔ اس سے سامان نہ اٹھواؤں تو کیا اسے بٹھاؤں"..... اس آدمی نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ چائلڈ لیبر کے قوانین انتہائی سخت ہیں عمران نے کہا۔

"چائلڈ لیبر قوانین اور تمہاری ایسی کی تیسی۔ تم نے میر بریف کیس کو ہاتھ لگایا کیوں ہے۔ تم چوری کرنا چاہتے ہو۔ تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا"..... اس آدمی نے غراتے ہو کہا تو اسی وقت عمران کی نظر ایمرجنسی پولیس وین پر پڑی۔ عم نے اسے رکنے کا اشارہ کیا اور پھر پولیس والوں کو اشارے سے قریب بلایا۔ جلد ہی پولیس والے ان کے قریب آ گئے۔ اس دور عمران کے قریب کافی لوگ جمع ہو گئے تھے جو اس آدمی اور عمران گفتگو سن رہے تھے۔

"میں معروف سیاست دان چوہدری جبار ہوں اور یہ آدمی

یف کیس چھین رہا تھا۔ اسے گرفتار کر لو"..... جیسے ہی پولیس الے ان کے قریب پہنچے تو اس آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چوہدری صاحب کو لے جاؤ۔ میں ابھی انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو پولیس اسٹیشن بھیجتا ہوں۔ وہ ان کے خلاف پ کے ایس ایچ او کو چائلڈ لیبر ایکٹ کے تحت پرچہ درج کرنے کا کم دیں گے یا پھر اپنے آفس بلا کر یہ حکم جاری کریں گے"..... عمران نے پولیس والوں سے کہا تو ان سب نے یکدم عمران کو سلیوٹ کیا۔ و شخص انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کو حکم دینے کا کہہ رہا تھا وہ یقیناً وئی بہت بڑا افسر تھا۔ یہی سوچ کر ان سب نے عمران کو سلیوٹ کیا تھا اور اب چوہدری جبار بھی پریشان نظر آنے لگا تھا۔

"چلو آگے لگو۔ بچوں سے مزدوری کراتا ہے"..... ایک پولیس والے نے کہا۔

"تمیز سے بات کرو۔ میں تم سب کی پیٹیاں اتروا دوں گا اور اس بڑے افسر کو بھی دیکھ لوں گا"..... چوہدری جبار نے پولیس والے کو دھونس دیتے ہوئے کہا لیکن ایک بڑے افسر کے سامنے وہ اس کی دھونس کی پرواہ کیسے کرتے لہذا انہوں نے اسے گاڑی میں بٹھایا اور اس کا بریف کیس بھی اٹھا کر گاڑی میں رکھ لیا۔

"کیا نام ہے بیٹا آپ کا اور اب آپ رو کیوں رہے ہو"..... عمران نے بچے سے پوچھا۔

"میرا نام شہزاد ہے۔ میری نوکری گئی۔ اب ہمارے گھر میں

روٹی کیسے پکے گی ۔ میرے بیمار والد کی دوائی کیسے آئے گی"..... نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

" تم میرے ساتھ اپنے گھر چلو ۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جا گا"..... عمران نے بچے کو تسلی دیتے ہوئے کہا اور اسے ساتھ لے اپنی کار میں آ گیا ۔ بچے نے اپنے گھر کا ایڈریس بتایا تو عمران نے اس بچے کے گھر کی طرف موڑ دی ۔ راستے میں ہی عمران نے ا موبائل فون سے سوپر فیاض کو فون کر کے چوہدری جبار کے خلا کارروائی کرنے کا کہہ دیا تھا ۔ پہلے تو سوپر فیاض نے اس معاملے پڑنے سے انکار کر دیا لیکن پھر عمران نے اسے اپنے طریقے سے را کر لیا ۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکے کے گھر پہنچ گئے ۔ یہ غریبوں کا محلہ تھا ج میں زندگی کی بنیادی سہولتوں کی بھی کمی تھی ۔ شہزاد کا گھر ایک کمرے پر مشتمل تھا ۔ شہزاد نے اپنے والد کو بتایا کہ کوئی صاحب ا سے ملنے آئے ہیں تو اس نے عمران کو اندر ہی بلا لیا ۔ عمران کمر میں داخل ہوا تو شہزاد کا والد چارپائی پر لیٹا ہوا تھا ۔ عمران کو دیکھ وہ اٹھنے لگا۔

" آپ لیٹے رہیں ۔ میں نے سنا ہے کہ آپ بیمار ہیں"..... عمرا نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

" مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کے بیٹے کی نوکری چا گئی"..... عمران نے شہزاد کے والد سے کہا تو وہ پریشان ہو گیا۔

" کیا ہوا ہے صاحب ۔ کیا شہزاد سے کوئی غلطی ہو گئی تھی"..

شہزاد کے والد نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" نہیں ۔ شہزاد سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ۔ دراصل اس کے مالک نے اس سے ایک بھاری بریف کیس اٹھوایا ہوا تھا ۔ وہ اتنا بھاری تھا کہ شہزاد کا چلنا دوبھر ہو رہا تھا ۔ میں شہزاد کو اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو گیا اور اس کے مالک سے الجھ پڑا"..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اب کیا ہو گا ۔ وہ نوکری شہزاد کو بہت مشکل سے ملی تھی"..... شہزاد کے والد نے کہا۔

" شہزاد ابھی بچہ ہے ۔ آپ اس سے نوکری کیوں کروا رہے ہیں ۔ آپ خود کوئی کام کیوں نہیں کرتے"..... عمران نے کہا۔

" میں اپنا کام کرتا تھا صاحب ۔ چائے کا کھوکھا تھا میرا ۔ اللہ کے فضل سے اچھا گزارہ ہو جاتا تھا اور شہزاد بھی پڑھ رہا تھا ۔ پھر میں بیمار ہو گیا اور صحیح علاج نہ ہونے کی وجہ سے بیماری بڑھ گئی اور کاروبار ختم ہو گیا اور مجبوراً شہزاد کو نوکری کرنا پڑی"..... شہزاد کے والد نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

" کیا بیماری ہے آپ کو"..... عمران نے پوچھا۔

" میرے پتے میں رسولی ہے جس کا آپریشن ضروری ہے لیکن میرے پاس آپریشن کے پیسے نہیں ہیں"..... شہزاد کے والد نے کہا۔

" یہ لیں ایک لاکھ کا چیک ۔ اسے آپ کیش کرا لیں ۔ اس سے آپ کا آپریشن بھی ہو جائے گا اور آپریشن کے بعد آپ پھر سے اپنا

کاروبار بھی کر سکیں گے "..... عمران نے سوپر فیاض کا چیک شہزاد کے والد کو دیتے ہوئے کہا۔

" ایک ۔ ایک لاکھ "..... شہزاد کے والد نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ دس بارہ ہزار میں آپ کا آپریشن ہو جائے گا ۔ اس کے بعد ایک ڈیڑھ ماہ آپ آرام کریں تو آسانی سے آپ کا گزارہ دس پندرہ ہزار میں ہو جائے گا اور باقی رقم سے آپ کسی اچھی سی جگہ پر اپنا کاروبار شروع کر سکتے ہیں "..... عمران نے کہا اور پھر اس کی بات سنے بغیر اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا ۔ چند لمحوں بعد اس کی کار فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی۔

تاحد نظر برف ہی برف نظر آ رہی تھی ۔ تبت کے یہ پہاڑ سارا سال ہی برف سے ڈھکے رہتے تھے ۔ ان پہاڑوں کا درجہ حرارت گرمیوں میں منفی دس ڈگری اور سردیوں میں منفی تیس ڈگری سے بھی نیچے گر جاتا تھا اور جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا وہاں پہنچنا تو کسی انسان کے بس کی بات ہی نہیں تھی کیونکہ اس چوٹی تک پہنچنے کا راستہ انتہائی کٹھن تھا جہاں گرمیوں میں بھی برفانی طوفان آتے رہتے تھے ۔ لیکن وہ صرف ایک زیر جامہ پہنے برف کے اس پہاڑ پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے سامنے چند لکڑیاں سلگ رہی تھیں ۔ اگر اس کے پاس چند ماورائی طاقتیں اور ماورائی علم نہ ہوتا تو ان لکڑیوں نے بھی یہاں سلگنے سے انکار کر دینا تھا ۔ اس نے اپنے منتروں کی طاقت سے یہ لکڑیاں سلگائی ہوئی تھیں۔

یہ شالو تھا ۔ شیطان کا پیروکار ۔ سردیوں کے موسم میں برف کے

اس پہاڑ پر ایک ماہ سے چلہ کاٹ رہا تھا اور آج اس کے چلے کا آخری دن تھا۔ اس کی کامیابی بالکل قریب تھی۔ اسے بڑے شیطان کے دربار میں بہت بڑا رتبہ ملنا تھا اور بہت ساری شیطانی طاقتیں اس کے تابع ہونی تھیں۔ جیسے جیسے اس کی کامیابی کا وقت قریب آ رہا تھا ویسے ویسے اس کی بے تابی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔

آخر کار اس کا چلہ مکمل ہو گیا۔ اسے گرم ہوا کا ایک جھونکا محسوس ہوا اور اس کے ارد گرد انتہائی تیز بدبو پھیل گئی۔ اس نے گہرا سانس لے کر اس بدبو کو اپنے اندر جذب کیا اور پھر آنکھیں کھول دیں۔ اس کے سامنے ایک انتہائی مکروہ شکل انسان موجود تھا۔ یہ بڑے شیطان کا نمائندہ خصوصی شکنتو تھا۔ شکنتو کو دیکھ کر شالو سجدے میں گر گیا۔ شکنتو خاص موقعوں پر خاص لوگوں کے پاس جاتا تھا ورنہ شیطان کے دیگر نمائندے اس کے پیروکاروں کے پاس جایا کرتے تھے۔ بڑے شیطان کے بعد شکنتو شیطانی دنیا کی معتبر شخصیت تھی اس لئے شیطان کے پیروکار، شیطانی ذریات اور طاقتیں اس کے احترام میں جھک جاتی تھیں۔

"تمہیں مبارک ہو شالو۔ تم کامیاب ہو گئے"…. شکنتو نے کہا تو شالو نے سجدے سے سر اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا اور اس نے آگے بڑھ کر عقیدت بھرے انداز میں شکنتو کا ہاتھ چوم لیا۔

"تمہیں بہت جلد بڑے شیطان کے دربار میں طلب کیا جائے گا۔ تمہارے اعزاز میں جشن ہو گا اور تمہیں دربار میں بڑا رتبہ دیا جائے

گا"…. شکنتو نے شالو سے کہا تو اس کا چہرہ مزید کھل اٹھا۔

"شیطان آقا زندہ باد"…. شالو نے خوشی سے معمور لہجے میں شیطان کے حق میں نعرہ بلند کرتے ہوئے کہا۔

"اس جشن سے پہلے تم نے ایک کام کرنا ہے جو تمہارا امتحان بھی ہے۔ اگر تم نے یہ کام کر لیا تو تمہارے انعامات میں بے پناہ اضافہ کر دیا جائے گا اور تمہیں ایسی طاقتیں دے دی جائیں گی کہ تم سینکڑوں سال تک زندہ رہو گے"…. شکنتو نے کہا۔

"میری جان بھی شیطان آقا پر قربان ہو۔ مجھے کام بتایا جائے"…. شالو نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے پاکیشیا کا نام سنا ہے"…. شکنتو نے شالو سے پوچھا۔

"ہاں۔ ہمارے ہمسایہ ملک کافرستان سے اس کی سرحد ملتی ہے"…. شالو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس ملک میں ایک بزرگ جبل شاہ کا دربار ہے۔ اصل نام تو ان کا ابراہیم شاہ تھا مگر وہ جبل شاہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے دربار میں ایک عمامہ رکھا ہوا ہے اور تم نے وہ عمامہ حاصل کرنا ہے لیکن خود حاصل نہیں کرنا کیونکہ ہم اور تم تو اس جگہ جا بھی نہیں سکتے۔ یہ عمامہ پاکیشیا میں رہنے والا ایک سیکرٹ ایجنٹ عمران ہی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس دربار سے اس عمامے کو کوئی حاصل نہیں کر سکتا لیکن یہ عمران انتہائی خطرناک اور ذہین انسان ہے۔ اس کے بارے میں تم سب سے پہلے اپنی کسی طاقت سے

معلومات حاصل کر لینا یا پھر کوئی ایسا پلان بنانا کہ عمران ازخود وہ عمامہ حاصل کرے اور تمہارے آدمی کے حوالے کر دے ۔ بصورت دیگر نہ صرف تم عمران کے ہاتھوں مارے جاؤ گے بلکہ بڑا شیطان جس مقصد کے لئے وہ عمامہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ مقصد بھی ختم ہو جائے گا"..... شکنتو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" میں عمران کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں گا اور پھر اس کے مطابق کوئی پلان بناؤں گا ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اس عمامہ کی کیا اہمیت ہے"..... شالو نے کہا۔

" آج سے سینکڑوں برس پہلے ایک ساحر تھا جس کا نام لاکو تھا ۔ اس لاکو نے اپنی روح بڑے شیطان کے سپرد کی ہوئی تھی ۔ یہ بڑے شیطان کا بہت بڑا پیروکار تھا ۔ اس نے اپنے جادو سے سینکڑوں لوگوں کو سیدھے راستے سے بھٹکایا اور شیطانی عوامل کو بہت زیادہ ترقی دی نیک لوگ اس سے بہت تنگ تھے ۔ آخر جبل شاہ نے اسے پکڑ لیا اور اسے فنا کر دیا لیکن چونکہ اس کی روح بڑے آقا شیطان کے سپرد تھی اس لئے اس کا جسم تو فنا ہو گیا لیکن روح پاتال میں چلی گئی ایک خاص عرصے کے لئے ۔ اب وہ مدت پوری ہونے والی ہے ۔ جب اس کی روح پاتال سے باہر آئے گی پھر یا تو وہ مکمل طور پر فنا ہو جائے گی یا پھر کسی نئے جسم میں منتقل ہو جائے گی ۔ نئے جسم میں منتقل ہونے کے لئے اسے ایک مخصوص عمل کی ضرورت ہو گی اور یہ عمل بھی ایک انسان کو کرنا ہو گا ۔ اس عمل کے دوران جبل شاہ کا عمامہ

عامل کے سامنے رکھنا ہو گا اور پھر ایک اور انسان اس عمامہ کو آگ لگا دے گا ۔ جب اس عمامے کو آگ لگے گی تو لاکو کی روح اس میں منتقل ہو جائے گی اور پھر لاکو کو نیا جسم مل جائے گا اور وہ پہلے کی طرح عوام کو شیطان پرست بنائے گا"..... شکنتو نے کہا تو شالو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میں سمجھ گیا ۔ میں جبل شاہ کا عمامہ حاصل کر لوں گا"..... شالو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" جس دن تم نے وہ عمامہ حاصل کر لیا اس دن شیطان آقا کی نوازشات کی تم پر بارش ہو جائے گی"..... شکنتو نے شالو سے کہا اور پھر وہ یکدم وہاں سے غائب ہو گیا ۔ اس کے غائب ہوتے ہی شالو نے بھی اپنے ہاتھ کو ایک جھٹکا دیا اور دوسرے ہی لمحے وہ برف کے پہاڑوں کی بجائے ایک کالے کمرے میں موجود تھا ۔ یہ کمرہ اس کے گھر کا تھا ۔ اس کمرے میں بیٹھ کر وہ بڑے شیطان کی پوجا کیا کرتا تھا اور معمول کے چلے بھی وہ اسی کمرے میں کرتا تھا۔

اس کمرے میں دیواروں پر مختلف شیطانی شکل کی تصویریں لگی ہوئی تھیں اور کمرے کے ایک کونے میں ایک صندوق رکھا ہوا تھا ۔ شالو نے وہ صندوق کھولا اور اس میں سے ایک شیشی نکال لی ۔ اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا تو کمرے میں کسی مرے ہوئے جانور کی تیز بدبو پھیل گئی ۔ اس نے چند لمحوں کے لئے شیشی کا دہانہ ایک تصویر کے ہونٹوں سے لگایا اور پھر شیشی بند کر دی ۔ چند لمحوں بعد ایسا

محسوس ہونے لگا جیسے تصویر میں جان پڑ رہی ہو اور پھر تصویر والا چہرہ اچھل کر فرش پر آ گرا۔ یہ کریہہ الصورت چہرہ تھا۔ اس کے نقش نسوانی تھے۔ اس کے سر کے بال کانٹوں کی مانند تھے اور آنکھیں چوکور تھیں۔

"بوجی حاضر ہے آقا۔ حکم دو"۔۔۔ کریہہ الصورت چہرے نے باریک اور چیختی ہوئی نسوانی آواز میں کہا۔

"تم نے چند معلومات حاصل کرنی ہیں"۔۔۔ شالو نے بوجی سے کہا۔

"معلومات مل جائیں گی آقا۔ پہلے میری بھینٹ دو"۔۔۔ بوجی نے باریک اور چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس گھر میں چھ ملازم ہیں۔ جس سے چاہو بھینٹ لے لو"۔۔۔ شالو نے کہا تو بوجی یکدم غائب ہو گئی اور پھر چند لمحوں بعد وہ دوبارہ حاضر ہو گئی۔ اب اس کے ہونٹوں پر تازہ خون لگا ہوا تھا جسے وہ زبان سے چاٹ رہی تھی۔

"ہاں آقا۔ اب بولو۔ کیسی معلومات چاہئیں"۔۔۔ بوجی نے ہونٹوں پر لگے خون کو چاٹنے کے بعد کہا۔

"پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک سیکرٹ ایجنٹ عمران رہتا ہے۔ اس کے متعلق مکمل معلومات چاہئیں"۔۔۔ شالو نے کہا تو بوجی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"آقا۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ یہ تو بہت خطرناک انسان ہے اس کے پیچھے تو روشنی کی طاقتیں بھی ہیں اور یہ خود بھی بہت مضبوط کردار کا مالک ہے۔ انتہائی ایمان دار اور محب وطن ہے۔ دولت، جائیداد، عورت، منصب کسی چیز کی اسے خواہش نہیں ہے۔ اگر دنیا کی حسین ترین عورت بھی اسے پیش کر دی جائے تو وہ دور بھاگ جائے گا۔ ایک خاص بات اور آقا۔ یہ شخص کئی بار بڑے آقا کے مقاصد کو نقصان پہنچا چکا ہے اس لئے بڑے آقا اسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں"۔۔۔ بوجی نے عمران کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ہم نے اس عمران سے اپنا ایک کام نکلوانا ہے"۔۔۔ شالو نے کہا۔

"بہت مشکل ہے آقا۔ آپ اور میں تو اس کے قریب بھی نہیں جا سکتے"۔۔۔ بوجی نے کہا۔

"میں یہ بات جانتا ہوں۔ لیکن بڑے آقا نے حکم دیا ہے جسے ہم نے پورا کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں ان کا یہ حکم پورا کر سکتا ہوں اس لئے بڑے آقا نے اپنے اس کام کے لئے صرف میرا انتخاب کیا ہے"۔۔۔ شالو نے کہا۔

"بڑے آقا کا کیا حکم ہے"۔۔۔ بوجی نے شالو سے پوچھا تو اس نے شکنتو کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"آقا۔ ایک بھینٹ مجھے اور دو۔ پھر میں دیکھوں گی کہ یہ کام کیسے کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ بوجی نے کہا۔

" جاؤ ۔ ایک بھینٹ اور لے لو"۔۔۔۔ شالو نے کہا تو بوجی یکلر
غائب ہو گئی ۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئی تو پہلے کی طرح تاز
خون اس کے ہونٹوں پر لگا ہوا تھا جسے وہ اپنی زبان سے چاٹ ر
تھی ۔ چند لمحوں میں ہی اس نے اپنے ہونٹ صاف کر لئے اور پھر ا
نے اپنی آنکھیں بند کر لیں ۔ کچھ دیر تک آنکھیں بند رکھنے کے بعد ا
نے آنکھیں کھولیں تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی ۔
مسکراہٹ بہت ہی بھیانک تھی لیکن شالو سمجھ گیا کہ اس نے کو
حل سوچ لیا ہے ۔

" آقا ۔ وہ عمامہ حاصل کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ بوجی نے مسکرا
ہوئے کہا ۔ اس کے دانتوں پر ابھی تک خون لگا ہوا تھا ۔ بوجی
مسکراتا دیکھ کر شالو بھی مسکرانے لگا ۔

" تفصیل بتاؤ ۔ عمامہ کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ شالو نے
کریہہ الصورت بوجی سے پوچھا ۔

" آقا ۔ جبل شاہ کے خاندان کے اکثر لوگ اب بھی نیک او
پارسا ہیں لیکن بہت سے دنیا دار بھی ہو چکے ہیں ۔ حرص، طمع
جھوٹ اور حسن پرستی میں پڑے ہوئے ہیں ۔ ان کے خاندان کا ایک
نوجوان ہے فاضل جسے حسن اور شراب سے خاصی رغبت ہے لیکن
اس کی شکل انتہائی معصوم ہے ۔ اگر اس کے پاس کوئی حسین نو
لڑکی بھیج دی جائے تو وہ عمران سے یہ کام نکلوا سکتا ہے"۔۔۔۔ بوجی
شالو سے کہا ۔

" اب بڑے آقا کا یہ کام بہت آسانی سے ہو جائے گا ۔ تم جا سکتی
و"۔۔۔۔ شالو نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو کریہہ الصورت بوجی
چھل کر تصویر سے ٹکرائی اور تصویر میں سما گئی ۔
شالو نے شیشی کا ڈھکن ایک مرتبہ پھر کھولا اور اس کا دہانہ بوجی
تصویر کے ساتھ والی تصویر کے ہونٹوں سے لگا دیا ۔ چند لمحوں بعد
س تصویر میں حرکت کے آثار دکھائی دیئے اور پھر تصویر ہی جتنی
یک عورت اس تصویر سے نکل کر فرش پر آ گری اور آہستہ آہستہ
ی ہونے لگی ۔ چند لمحوں بعد وہ ایک عورت کا روپ دھار چکی تھی ۔
ں کے نقش بھی انتہائی بھیانک تھے ۔ اس کے سر کے بال دھاگے
مانند تھے اور آنکھیں انتہائی سرخ تھیں ۔ وہ شالو کے سامنے جھکتی
گئی ۔

" فرے بینیا ۔ کیا تم ہر طرح کی عورت کا روپ دھار سکتی ہو"۔۔۔۔
لو نے سوالیہ انداز میں اس سے پوچھا ۔

" ہاں آقا ۔ بڑے آقا کی مہربانی سے مجھ میں یہ خاصیت ہے کہ میں
طرح کی عورت کا روپ اپنا سکتی ہوں"۔۔۔۔ فرے بینیا نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ تم نے پندرہ سولہ سال کی لڑکی کا ایسا روپ اپنانا
کہ جسے دیکھ کر صد سالہ بوڑھا بھی اپنا زہد توڑ دے"۔۔۔۔ شالو نے
تو فرے بینیا مسکرائی اور اگلے ہی لمحے وہ پندرہ سولہ سال کی لڑکی
چکی تھی ۔ وہ اتنی حسین نظر آ رہی تھی کہ لگتا تھا دنیا جہاں کا حسن
ٹ کر اس میں سما گیا ہو ۔

"آقا ۔ میرا یہ روپ آپ کے لئے بھی حاضر ہے لیکن مجھے چھو
سے پہلے آپ کو بھینٹ دینا ہو گی"... فرے بنیا نے ایک مرتبہ
اپنا سر جھکاتے ہوئے انتہائی دلکش لہجے میں کہا اور ساتھ ہی بھینٹ
مطالبہ بھی کر دیا۔

"یہ روپ میں نے اپنے لئے نہیں بلکہ کسی اور کے لئے پسند
ہے"... شالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی غلام ہوں اور آپ میرے آقا ہیں ۔ آپ مجھے جو
دیں گے وہ پورا کرنا میرا فرض ہے"... فرے بنیا نے کہا۔

"پاکیشیا میں ایک نوجوان ہے فاضل ۔ تم نے اسے اپنے ح
کے جال میں قید کرنا ہے اور پھر اس سے اپنا ایک کام کرانا ہے۔
کام یہ کہ فاضل کے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ گزرے ہیں جن کا
جبل شاہ تھا ۔ ان کا دربار پاکیشیا میں ہے ۔ اس دربار میں ان بزر
کا عمامہ رکھا ہوا ہے ۔ ہمیں وہ عمامہ چاہئے ۔ ہم تو کیا کوئی
انسان یہاں تک کہ جبل شاہ کے خاندان کے افراد بھی وہ عم
حاصل نہیں کر سکتے ۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک سیکر
ایجنٹ ہے عمران ۔ صرف وہی اس دربار سے وہ عمامہ حاصل کر
ہے لیکن ہماری دنیا کا کوئی بھی فرد اس عمران کے قریب نہیں جا
بلکہ بڑے شیطان کا خصوصی حکم ہے کہ اس عمران کے قریب نہ
جائے اس لئے ہم نے خود عمران سے دور رہنا ہے ۔ اس فاضل
معصوم اور مظلوم بنا کر عمران کے پاس بھیجنا ہے ۔ وہ عمران

ایک فرضی کہانی سنائے گا تاکہ عمران اس عمامے کو حاصل کر کے
اس فاضل کے حوالے کر دے ۔ عمامہ جیسے ہی فاضل کے ہاتھوں
میں آئے گا ہم خود اس سے وہ عمامہ لے لیں گے"... شالو نے فرے
بنیا کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آقا ۔ یہ بہت آسان کام ہے ۔ ہو جائے گا"... فرے بنیا نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ۔ تم اس وقت واقعی شعلہ جوالہ لگ رہی ہو ۔ کام سے
فارغ ہو کر آؤ تو میں تمہیں مستقل اسی روپ میں رکھوں گا"... شالو
نے اسے حریص نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اپنی تعریف سن کر
خوش ہو گئی۔

"آقا ۔ میں دو انسانوں کی بھینٹ لوں گی"... فرے بنیا نے خوشی
سے معمور لہجے میں کہا۔

"میرے اس محلے میں سے دو انسانوں کی بھینٹ لے لو"... شالو
نے کہا تو فرے بنیا نے خوشی سے ایک چیخ ماری اور پھر یکدم غائب
ہو گئی ۔ شالو اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا ۔ فرے بنیا نے واپسی
میں زیادہ دیر نہیں لگائی اور جب وہ واپس آئی تو بوجی کی طرح اس کے
ہونٹوں پر بھی تازہ خون لگا ہوا تھا جیسے وہ زبان سے چاٹ رہی تھی۔

"واہ ۔ واہ آقا ۔ بھینٹ لے کر مزہ آگیا"... فرے بنیا نے ہونٹوں
پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"تم نے بھینٹ لے لی ۔ اب تم جاؤ اور جو کام تمہارے ذمے لگایا

گیا ہے اسے پورا کرو"..... اس مرتبہ شالو نے تحکمانہ لہجے میں ک
فرے بینا یکدم غائب ہو گئی ۔ شالو اب خاصا مطمئن نظر آ رہا تھ
اسے یقین تھا کہ وہ عمامہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے
فرے بینا کے ساتھ ساتھ اس نے خود بھی پاکیشیا جانے کا ارادہ ک
تھا۔

عمران سٹنگ روم میں بیٹھا مطالعہ میں مصروف تھا کہ سلیمان اچانک کمرے میں داخل ہوا ۔ اس کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا ۔ عمران سلیمان کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"آغا سلیمان پاشا ۔ یہ مٹھائی ۔ کیا گاؤں میں تم نے شادی کر لی ہے"..... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

"صاحب ۔ ایسی قسمت کہاں"..... سلیمان نے سرد آہ بھر کر کہا۔

"تو پھر کس خوشی میں ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"صاحب ۔ میری ترقی ہو گئی ہے ۔ پہلے میں پاکیشیا کک ایسوسی ایشن کا چیئرمین تھا اور اب میں انٹرنیشنل کک ایسوسی ایشن کا چیئرمین بن گیا ہوں ۔ اب میرے اختیارات بہت وسیع ہو گئے ہیں"..... سلیمان نے سینہ پھلا کر کہا تو عمران اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"انٹرنیشنل لک ایسوسی ایشن کا چیئرمین ۔ یہ تو بہت بڑا عہدہ ہے۔ تمہیں کیسے مل گیا"..... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"ساری دنیا آغا سلیمان پاشا کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتی ہے صرف آپ کو میری قدر نہیں ہے"..... سلیمان نے کہا۔

"میں تمہاری قدر کس طرح کر سکتا ہوں جناب چیئرمین سلیمان پاشا صاحب"..... عمران نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"آپ میری سابقہ تنخواہیں ادا کریں ۔ آئندہ بروقت مجھے تنخواہ د دیا کریں ۔ علاوہ ازیں ہر سال بونس بھی ہونا چاہئے اور اب چو میں انٹرنیشنل لک ایسوسی ایشن کا چیئرمین ہوں اس لئے م مصروفیات بہت بڑھ جائیں گی ۔ کبھی پاکیشیا میں اجلاس، روسیاہ میں میٹنگ، کبھی ایکریمیا میں کارنر میٹنگ، کبھی گریٹ ا میں گول میز کانفرنس ۔ کبھی کہیں تو کبھی کہیں اس لئے یہاں ایک نائب ہونا چاہئے اور آپ مجھے ملکی و غیر ملکی دوروں کا ٹی اے اے بھی ادا کریں گے"..... سلیمان نے کہا۔

"چیئرمین تو تم ایسوسی ایشن کے ہو تمہارا ٹی اے ڈی اے کیوں ادا کروں"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ میں آپ کا باورچی ہوں اور ایک اہم اجلاس میں آپ کی تعریف بھی کر بیٹھا ہوں"..... سلیمان نے کہا۔

"میں تمہارے غیر ملکی دوروں کا ٹی اے ڈی اے تو ادا نہیں سکتا البتہ ایک ایسے دورے کا انتظام کر سکتا ہوں کہ تم ان

اخراجات سے بے نیاز ہو جاؤ گے"..... عمران کہا تو سلیمان عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا اور خوش ہو گیا۔

"صاحب ہو تو آپ جیسا ۔ جلدی سے انتظام کریں ۔ میں نے کل ہی گریٹ لینڈ جانا ہے"..... سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور فرضی نمبر پریس کرنے لگا ۔ نمبر پریس کر کے اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ۔ مینٹل ہسپتال"..... عمران نے کہا تو سلیمان کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"جناب ۔ میرے باورچی کو پاگل پن کے دورے پڑ رہے ہیں ۔ جی ہاں ۔ جی ہاں ۔ بہت ہی خطرناک نوعیت کے دورے ہیں ۔ آپ پلیز گاڑی بھیج کر میرے باورچی کو ہسپتال شفٹ کر دیں اور اسے انتہائی خطرناک پاگلوں کے وارڈ میں داخل کریں ۔ جی ہاں ۔ بہت مہربانی ۔ جی ایڈریس نوٹ کر لیں"..... عمران نے مسلسل باتیں کرنے اور دوسری طرف کے فرضی جواب سننے کے بعد کہا اور پھر اس نے اپنے فلیٹ کا ایڈریس بھی بتا دیا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"صاحب ۔ آپ مجھے ہسپتال بھجوا رہے ہیں"..... سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی تو بتایا ہے تمہیں دوڑے پڑنے والے ہیں ۔ اگر بیماری کا علاج ابتداء میں ہی کر لیا جائے تو کسی بڑے نقصان سے بچا جا سکتا ہے"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" صاحب ۔ انٹر نیشنل کلک ایسوسی ایشن کی بات تو میں نے ویسے ہی کی تھی ۔ میں تو آپ پر رعب ڈال کر آپ سے کچھ رقم ہتھیانا چاہتا تھا ورنہ انٹر نیشنل کلک ایسوسی ایشن اور میں ۔ میرا منہ تو دیکھیں ۔ یہ منہ تو لوکل کلک ایسوسی ایشن کا چیئرمین بننے کے قابل بھی نہیں ہے"..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اب کیا کیا جا سکتا ہے ۔ اب تو میں نے گاڑی منگوا لی ہے ۔ زیادہ نہیں تو ایک ہفتہ تو تمہیں مینٹل ہسپتال میں رہنا ہی پڑے گا"..... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان نے فوراً ہی اپنے کان پکڑ لئے ۔

" صاحب ۔ اب معاف کر دیں آئندہ جھوٹ نہیں بولوں گا"..... سلیمان نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

" تم نے جھوٹ بولا ہے تو اس کی سزا تو تمہیں ملنی چاہئے نا"..... عمران نے کہا۔

" صاحب ۔ میں مرغا بن جاتا ہوں ۔ آپ بس ایک بار مجھے معاف کر دیں"..... سلیمان نے کہا اور پھر اس نے مٹھائی کا ڈبہ میز پر رکھا اور مرغا بن گیا۔

" چلو اٹھو ۔ اس مٹھائی کے ساتھ چائے بھی لے آؤ"..... عمران نے کہا تو سلیمان بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور کچن کی طرف دوڑ گیا اور عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

" اللہ کرے فون پر کوئی سریلی اور میٹھی آواز سنائی دے"..... عمران نے رسیور اٹھا کر کہا ۔ اس نے سکرین پر نمبر دیکھ لیا تھا ۔ یہ نمبر جولیا کے سیٹلائٹ موبائل فون کا تھا۔

" اچھا تو تمہیں فون پر سریلی اور میٹھی آوازیں چاہئیں"..... جولیا کی غصیلی آواز سنائی دی ۔

" ارے واہ ۔ دعائیں کتنی جلدی قبول ہو جاتی ہیں ۔ ادھر میں نے سریلی اور میٹھی آواز کی بات کی اور ادھر تمہاری مدھر آواز میرے کانوں میں رس گھولنے لگی ۔ ہم تو خواہ مخواہ شکوہ کرتے رہتے ہیں کہ ہماری عائیں قبول نہیں ہوتیں"..... عمران نے کہا۔

" اچھا ۔ اب مزید وقت ضائع نہ کرو اور فوراً ہوٹل ڈریم لینڈ پہنچ عاؤ ۔ ہم سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں"..... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور ریڈل پر رکھ دیا ۔ چونکہ آج کل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس وئی کام نہیں تھا اس لئے تمام ممبران یا تو کسی ساتھی کے فلیٹ پر ع ہو جاتے تھے یا پھر ہوٹلنگ کرتے تھے ۔ اب رات کے کھانے کا نت قریب تھا اور عمران جانتا تھا کہ اسے کھانے پر بلایا جا رہا ہے ۔ ران اٹھنے ہی لگا تھا کہ سلیمان ایک ٹرے میں مٹھائی کی پلیٹ اور ائے کا کپ رکھے اندر داخل ہوا۔

" اب یہ چائے تم خود ہی پی لو"..... عمران نے کہا اور پھر سٹنگ م سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ

ہوٹل ڈریم لینڈ پہنچ گیا۔ہال کے آخری کونے میں رکھی ہوئی بڑی
میز کے ارد گرد تمام ممبران بیٹھے ہوئے تھے اور عمران کے لئے ایک
کرسی خالی رکھی ہوئی تھی۔ہال میں داخل ہوتے ہی عمران کی نظرا
پر پڑ گئی اور پھر عمران ان کی طرف بڑھنے لگا۔

"السلام علیکم".... عمران نے ان کے قریب پہنچتے ہی اونچی آوا
میں کہا اور اس کے سلام کے اس انداز پر ہال میں بیٹھے ہوئے ا
افراد نے اس کی طرف دیکھا مگر عمران کو بھلا ان کی پرواہ کب تھی
سلام کے بعد وہ خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ تو ہر جگہ ہمیں ذلیل کراتا ہے۔اس کی وجہ سے لوگ ہم
کیسی کیسی نظروں سے دیکھ رہے ہیں".... تنویر نے منہ بنا
ہوئے کہا۔

"جن نظروں سے تنویر مجھے دیکھ رہا ہے انہی نظروں میں وہ تم
کو دیکھ رہے ہیں۔اب اس میں میرا کیا قصور۔کیوں میاں صف
یار جنگ".... عمران نے نہایت ہی معصوم لہجے میں کہا اور ساتھ
صفدر سے اپنی بات کی تصدیق بھی چاہی۔

"عمران صاحب۔آج کا کھانا آپ ہمیں کھلا رہے ہیں".... صف
نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی۔پہلے قاضی قطب الدین کو تو آنے دو پھر میں دعوت
کھلادوں گا".... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"قاضی قطب الدین کو۔یہ کون صاحب ہیں".... جولیا

حیران ہو کر پوچھا۔

"تنویر ابھی اچھے بھائیوں کی طرح جائے گا اور قاضی قطب الدین
صاحب کو بلا کر لائے گا۔قریب ہی وہ رہتے ہیں۔تنویر نے بات کر
لی ہے۔پھر نکاح نامہ میں سرپرست والے خانے پر دستخط بھی کرے
گا۔اس کے بعد قاضی قطب الدین صاحب نکاح پڑھائیں گے اور پھر
نکاح کے بعد میں زبردست دعوت ولیمہ کھلاؤں گا".... عمران نے کہا
تو جولیا کا چہرہ حیا سے گلنار ہو گیا اور اس نے سر جھکا لیا جبکہ تنویر کا
چہرہ بھی غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"جب تمہیں معلوم ہے کہ عمران نے ایسی گھٹیا باتیں کرنی ہیں
تو تم مجھے کیوں بلاتے ہو".... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"توبہ۔توبہ۔یہ شادی کی باتوں کو گھٹیا کہہ رہا ہے۔بھائی
میرے تم تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جاؤ گے".... عمران نے باقاعدہ
کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"میں نے شادی کی باتوں کو گھٹیا نہیں کہا بلکہ تمہاری باتوں کو
گھٹیا کہا ہے۔شادی تو ایک مقدس فریضہ ہے۔میں اسے گھٹیا کیسے
کہہ سکتا ہوں".... تنویر نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ان باتوں کو چھوڑیں اور کھانے کا آرڈر دیں۔
ہمیں سخت بھوک لگی ہے".... اس سے پہلے کہ عمران تنویر کی بات کا
جواب دیتا نعمانی نے جلدی سے کہا۔

"بھائی۔تمہیں جلدی ہے تو تم جلدی سے جاؤ اور کسی بھی قاضی

کو لے آؤ۔ اگر تمہاری گاڑی میں پٹرول نہ ہو تو میری گاڑی لے جاؤ"..... عمران نے کار کی چابی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" کھانا ہم منگواتے ہیں ۔ بل اگر عمران نے نہ دیا تو میں دے دوں گی"..... جولیا نے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو بلا کر کھانے کا آرڈر دے دیا۔

" یہ تو اور بھی اچھی بات ہے کہ دعوت دلہن کی طرف سے اور بھی ایڈوانس"..... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" اب خاموشی سے بیٹھے رہو ورنہ اس دعوت کے ساتھ ساتھ بھاری جرمانہ بھی عائد ہو جائے گا"..... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" چپ کا مقام ہے ۔بول کوئی نہیں سکتا"..... عمران نے کہا اور خاموش ہو گیا ۔اتنے میں ویٹران کی میز پر برتن رکھنے لگا ۔میز پر کھانا لگا تو سب خاموشی سے کھانا کھانے لگے ۔ کھانے کے بعد عمران نے ویٹر کو ہاتھ کے اشارے سے قریب بلایا ۔جب ویٹر قریب آ گیا تو عمران نے اسے اشارے سے بل لانے کو کہا۔

" عمران ۔ یہ کیا ہے ۔ تم اس طرح اشاروں میں بات کیوں کر رہے ہو"..... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

" عجب زبان بندی ہے ۔بولیں تو خاموش رہنے کا حکم ملتا ہے۔ نہ بولیں تو ۔اب کیا کہوں"..... عمران نے بے چارگی سے کہا۔

" تم بولو ضرور لیکن بے مقصد نہیں ۔جب تم بے مقصد بولتے

ہو تو مجھے بہت برے لگتے ہو"..... تنویر نے کہا۔

" اچھا ۔ تم یہ بتاؤ کہ تم اس دنیا میں کیا مقصد لے کر آئے ہو"..... عمران نے کہا۔

" کیا مطلب ۔ تم نے پھر وہی بے مقصد بات کی ہے"..... تنویر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

" تمہاری تو زندگی ہی بے مقصد ہے ۔میری باتیں بے مقصد ہو گئیں تو کیا ہوا"..... عمران نے کہا۔

" تمہاری زندگی تو مقصد سے پر ہے نا"..... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" زیادہ مقصد کے بارے میں تو میں نہیں جانتا البتہ ایک مقصد تو مجھے معلوم ہے"..... عمران نے کہا۔

" کون سا مقصد عمران صاحب"..... اس مرتبہ چوہان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا پوچھا تو عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

" ہائیں ۔آپ کے منہ میں بھی زبان ہے"..... عمران نے حیرت سے چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ہم لوگ بھی خوب بول لیتے ہیں لیکن آپ کی موجودگی میں خاموش رہتے ہیں کیونکہ آپ اکیلے ہی سب کا کوٹہ پورا کر دیتے ہیں"..... اس مرتبہ صدیقی نے کہا تو عمران اس کی بات پر مسکرانے لگا۔

" عمران صاحب ۔آپ اپنی زندگی کا مقصد بتا رہے تھے"..... نعمانی

نے عمران کو گفتگو کا موضوع یاد دلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ میں بتا رہا تھا کہ میری زندگی کا بس ایک ہی مقصد ہے جو ابھی تک پورا نہیں ہو سکا"…. عمران نے کہا۔

" سب لوگ وہی مقصد تو جاننا چاہتے ہیں"…. صفدر نے کہا۔

" میری زندگی کا مقصد ہے قاضی قطب الدین کی آمد"…. عمران نے جلدی سے کہا تو تنویر نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا لیکن اس کی بات درمیان میں ہی رہ گئی کیونکہ اسی لمحے ہوٹل سے باہر ایک زور دار دھماکہ ہوا ۔ دھماکے کی آواز سنتے ہی وہاں موجود تمام افراد ہراساں ہو گئے اور خوف کے عالم میں باہر کی طرف دوڑے ۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی جلدی سے اٹھے اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے ۔

فاضل اکیس سال کا انتہائی خوبصورت نوجوان تھا ۔ اس کے
رے پر بچوں جیسی معصومیت تھی ۔ اسی خوبصورتی اور معصوم
رے کا وہ ناجائز فائدہ اٹھاتا تھا ۔ اس کی دوستی کئی لڑکیوں سے تھی
بیس سال عمر زیادہ نہیں تھی لیکن وہ اس عمر میں ہی شراب و شباب
اپنی کمزوری بنا بیٹھا تھا ۔ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا ۔ اس
ے والد دو سال قبل فوت ہو گئے تھے اور ان کے مرنے کے بعد وہ
ں عیاشیوں میں پڑ گیا تھا ۔ روپے پیسے کی اسے پرواہ نہیں تھی کیونکہ
ں کے والد کی اچھی خاصی زمین تھی اور اب وہ اس زمین کا اکلوتا
رث تھا۔

فاضل اپنی زمینوں پر ہفتے میں دو تین بار جایا کرتا تھا ۔ اس کی
بنوں کا منظر بہت ہی خوبصورت تھا ۔ ایک طرف سرسبز پہاڑ تھے
ر دوسری طرف گھنا جنگل ۔ اس کی زمینوں کے قریب سے گزرتی

ہوئی ندی تو انتہائی خوبصورت تھی ۔ انہی خوبصورتیوں کو دیکھنے لئے وہ ہفتے میں دو تین دن اپنی زمینوں پر آتا تھا ورنہ اسے زمینو آنے کی ضرورت نہیں تھی ۔ اس کے ملازم زمینوں پر خوب کرتے تھے ۔

آج بھی وہ اپنی زمینوں پر آیا ہوا تھا ۔ سارا دن گزار کر ا واپس جا رہا تھا ۔ شام ہونے والی تھی ۔ پہاڑوں پر اترتی شام کا اسے بہت پسند تھا ۔ وہ اسی منظر میں کھویا اپنے گھر کی طرف بڑ تھا کہ چھن چھن کی آواز پر وہ چونک پڑا ۔ اس نے آواز کی سمت تو ندی کے کنارے ایک انتہائی حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی لڑکی کے پاؤں میں پازیب تھی اور وہ اپنے ننگے پاؤں ندی میں ہوئے ایک پتھر پر مار رہی تھی جس سے چھن چھن کی آواز پیدا ہو تھی ۔ لڑکی کی خوبصورتی دیکھ کر لگتا تھا جیسے دنیا بھر کا حسن اس سمٹ آیا ہو ۔ اس لڑکی کی عمر بھی زیادہ نہیں تھی ۔ یہی کوئی سولہ سال کی ہو گی ۔ اس کے چہرے پر پھولوں جیسی پاکیزگ معصومیت نظر آ رہی تھی ۔ وہ دنیا جہاں سے بے خبر پانی اٹکھیلیاں کرنے میں مصروف تھی ۔

فاضل اسے دیکھ کر مبہوت ہو کر رہ گیا ۔ وہ دنیا کو فراموش کے اسے دیکھنے لگا ۔ اب وہ پلک تک نہیں جھپک رہا تھا ۔ وہ کچھ دیر تک پانی سے اٹکھیلیاں کرتی رہی اور پھر اٹھی اور فاضل طرف بڑھنے لگی ۔ لیکن اس نے ابھی تک فاضل کو نہیں دیکھا تھا

بے خبری کے عالم میں فاضل کے قریب پہنچ گئی اور پھر اچانک اس کی نظر فاضل پر پڑی تو وہ یکدم گھبرا گئی ۔

" ہائے میں مر گئی ۔ کون ہو تم " .... لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ وہ خوفزدہ ہرنی کی مانند نظر آ رہی تھی ۔ اس کی ادا اور ان الفاظ نے فاضل کو اور بھی گھائل کر دیا تھا ۔ اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا ۔

" یہی سوال میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم کون ہوں ۔ میں نے آج سے پہلے تمہیں یہاں کبھی نہیں دیکھا حالانکہ میں اس علاقے کے تمام افراد کو جانتا ہوں " .... فاضل نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا ۔

" میرا نام فرنیہ ہے ۔ میں کل ہی اپنے بابا کے ساتھ اس گاؤں میں آئی ہوں " .... لڑکی نے کہا ۔ اس لڑکی کی آواز اتنی سریلی تھی کہ فاضل کو اپنے پورے وجود میں مٹھاس سی اترتی ہوئی محسوس ہوئی ۔

" میرا نام فاضل ہے اور یہ تمام زمینیں میری ہیں ۔ جس گاؤں کا تم ذکر کر رہی ہو وہ بھی ہمارا ہے ۔ وہاں میرے چچا، تایا رہتے ہیں جبکہ میں شاداب پور میں رہتا ہوں جو یہاں سے ایک کلومیٹر دور ہے شاداب پور میں بھی ہماری زمینیں ہیں ۔ میرے تین ماموں، دو خالائیں اور میری امی اس گاؤں کے مالک ہیں " .... فاضل نے لڑکی سے کہا ۔

" پھر تو آپ ہمارے بھی مالک ہوئے ۔ معاف کرنا جی میں نے

آپ کو سلام نہیں کیا"۔۔۔۔ فرنیہ نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر ماتھے پر رکھ لیا۔ اس کی اس ادا پر بھی فاضل فدا ہو گیا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے محبت پاش نظروں سے فرنیہ کو دیکھا۔ فرنیہ اس کی نگاہوں کی تپش کو برداشت نہ کر سکی اور وہ زمین کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا تم ہمیشہ کے لئے اس گاؤں میں آئی ہو یا کچھ دنوں کے لئے"۔۔۔۔ فاضل نے پوچھا۔

"یہ تو جی میرے بابا کو معلوم ہو گا کہ ہم کتنے دن اس گاؤں میں ٹھہریں گے"۔۔۔۔ فرنیہ نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واپس چلی جاؤ گی"۔۔۔۔ فاضل نے یکدم اداس ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم تو پردیسی ہیں نا مالک جی۔ پردیسی تو ایک نہ ایک دن واپس چلے جاتے ہیں"۔۔۔۔ فرنیہ نے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں واپس نہیں جانے دوں گا۔ میں تمہیں تمہارے بابا سے مانگ لوں گا۔ میں کل ہی اپنی امی کو تمہارے بابا سے ملوانے لاؤں گا۔ میری امی ہمارے رشتے کی بات کریں گی"۔۔۔۔ فاضل نے فرنیہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"ہائے میں مر گئی۔ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مالک جی"۔۔۔۔ فرنیہ نے شرم سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہاں سے بھاگنے لگی لیکن فاضل نے دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ رک گئی۔ لیکن اس

کی نظریں نیچے کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔

"یہ تو بتاؤ اس گاؤں میں تم باپ بیٹی کس کے گھر ٹھہرے ہوئے ہو"۔۔۔۔ فاضل نے پوچھا۔

"ایک خالی گھر تھا۔ بابا نے گاؤں والوں سے اجازت لے کر وہاں ڈیرا ڈال لیا ہے۔ اب ہم کچھ دن یہاں رہیں گے اور پھر وہ گھر خالی کر کے چلے جائیں گے"۔۔۔۔ فرنیہ نے کہا۔

"میں نے کہا نا۔ اب تم کہیں نہیں جاؤ گی۔ اب تم میرے دل کی رانی بن کر یہاں راج کرو گی۔ میں کل ہی تمہارے گھر آؤں گا۔ تم میرا انتظار کرنا"۔۔۔۔ فاضل نے کہا تو فرنیہ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہاں سے بھاگ گئی۔

اگلے ہی دن فاضل اپنی امی کو ساتھ لے کر اپنے گاؤں پہنچ گیا۔ گاؤں کے تمام لوگ اسے جانتے تھے۔ وہ اس گاؤں کے مالکوں میں سے تھا اس لئے تمام چھوٹے بڑے اسے جھک جھک کر سلام کر رہے تھے۔ جب اس کا والد زندہ تھا تو وہ اسی گاؤں میں رہتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد فاضل کی والدہ فاضل کو ساتھ لے کر اپنے ماں باپ کے گاؤں آ گئی تھی۔ اس گاؤں میں اس کی والدہ کی کچھ زمین تھی جو اس کے ماں باپ نے اس کے نام کی ہوئی تھی کیونکہ فاضل کی ماں نیک اور ہمدرد عورت تھی اس لئے دونوں گاؤں کے افراد اس کی دل سے قدر کرتے تھے۔

گاؤں میں داخل ہوتے ہی انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ گاؤں میں نیا

آنے والا بزرگ کس گھر میں رہ رہا ہے ۔فاضل کی ماں پہلے فاضل کے تایا اور چچا کے گھر گئی اور انہیں فاضل کی ضد کے بارے میں بتایا اور پھر وہ لوگ فرنیہ کے گھر آگئے ۔فرنیہ کے باپ کا نام شادو تھا ۔ وہ کافی عمر رسیدہ لیکن صحت مند شخص تھا۔

" جناب ۔آپ مالک ہیں لیکن مجھے سوچنے کے لئے ایک دو دن تو دیں".... شادو نے ہاتھ باندھتے ہوئے فاضل کے تایا سے کہا۔

" جی چچا ۔ یہ تو آپ کا حق بنتا ہے ۔ٹھیک ہے ۔آپ سوچ لیں ۔ ہم پرسوں پھر حاضر ہو جائیں گے".... فاضل کے تایا نے کہا اور پھر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے ۔انہوں نے شادو کو سلام کیا اور اس کے گھر سے باہر آگئے ۔ایک خاص بات انہوں نے محسوس ہی نہیں کی تھی ۔ انہوں نے آتے ہوئے بھی شادو کو سلام کیا تھا اور اب واپس جاتے ہوئے بھی انہوں نے شادو کو سلام کیا تھا لیکن دونوں مرتبہ اس نے سلام کا جواب نہیں دیا تھا ۔فاضل کے چچا اپنے گھر چلے گئے ۔فاضل کی امی کو اس کے تایا اپنے گھر لے گئے جبکہ فاضل اپنی زمینوں پر چلا گیا ۔اسے اپنی زمینوں پر ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس نے فرنیہ کے باپ شادو کو دیکھا ۔وہ اس کی طرف آرہا تھا۔

" شادو چچا آپ اور یہاں".... فاضل نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ مجھے تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں".... فرنیہ کے والد شادو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ گاؤں کے کسی آدمی کو بھیج کر مجھے بلوا لیتے ۔ آپ نے تکلیف کیوں کی".... فاضل نے کہا۔

" میں علیحدگی میں تم سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں اس لئے یہاں آگیا".... شادو نے کہا۔

"جی کہیں ۔آپ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں".... فاضل نے کہا۔

" سب سے پہلی بات تو یہ کہ ہمارے درمیان جو باتیں ہوں گی تم ان کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے ۔یہاں تک کہ تم اپنے تایا، چچا اور والدہ کو بھی نہیں بتاؤ گے".... شادو نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا".... فاضل نے فوراً ہی حامی بھرتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ ایسے نہیں ۔پہلے تم مجھ سے پکا وعدہ کرو پھر ہم باتیں کریں گے".... شادو نے کہا۔

" میرا وعدہ رہا ۔ میری زبان سے یہ باتیں کہیں نہیں جائیں گی".... فاضل نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

" اب تم یہ بتاؤ ۔ کیا تم فرنیہ سے شادی کرنا چاہتے ہو".... فاضل کے وعدہ کرنے کے بعد شادو نے اس سے پوچھا۔

" میں اسی لئے تو اپنے بزرگوں کو ساتھ لے کر آپ کے گھر آیا ہوں".... فاضل نے کہا۔

" اگر تم فرنیہ سے شادی کرنا چاہتے ہو تو تمہیں ایک کام کرنا پڑے گا".... شادو نے کہا۔

" میں فرینہ سے شادی کرنے کے لئے ہر کام کرنے کو ت
ہوں"..... فاضل نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ گزرے ہیں اور وہ بہت پہنچے ہوئے بزرگ تھے"..... شادو نے کہا۔

" جی ہاں ۔ ہمارا سارا خاندان جانتا ہے ۔ جبل شاہ ان کا نام تھ
صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی ان کا دربار ابھی تک نیا کا نیا ہے
دارالحکومت کی ایک مضافاتی بستی ہے رنگ پور ۔ یہ دربار اسی ر
رنگ پور میں ہے"..... فاضل نے کہا۔

" ان کے دربار میں ایک عمامہ بھی موجود ہے جسے کوئی چرا نہ
سکتا"..... شادو نے کہا۔

" جی ہاں ۔ ان کا ایک عمامہ وہاں موجود ہے ۔ بہت سے لوگ
نے اس عمامے کو حاصل کرنے کی کوشش کی مگر سب کی کوشش
بے کار گئیں ۔ الٹا انہیں نقصان ہی ہوا ۔ اب اس عمامے کو حا
کرنے کے بارے میں کوئی نہیں سوچتا"..... فاضل نے کہا۔

" لیکن ہم نے وہ عمامہ حاصل کرنا ہے"..... شادو نے کہا۔

" یہ تو ناممکن ہے ۔ ہم اس عمامے کو حاصل نہیں کر سکتے ۔
نہیں"..... فاضل نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

" دارالحکومت میں ایک شخص ایسا ہے جو اسے حاصل کر
ہے"..... شادو نے کہا۔

" یہ کیسے ممکن ہے ۔ ہم جبل شاہ کی نسل میں سے ہیں ۔

عمامہ حاصل نہیں کر سکتے تو وہ شخص کیسے حاصل کر سکتا ہے ۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا"..... فاضل نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں یہ بات ۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں ورنہ میں تمہارے خاندان کے کسی فرد کا نام بھی لے سکتا تھا"..... شادو نے کہا تو فاضل سوچ میں پڑ گیا اور وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا۔

" آپ یہ بات اتنے یقین سے کیسے کہہ رہے ہیں"..... کچھ دیر سوچنے کے بعد شادو نے کہا۔

" میں نے ایک خاص قسم کا چلہ کیا تھا جس کے نتیجے میں مجھے یہ بات معلوم ہوئی"..... شادو نے کہا۔

" آپ ہمارے بزرگ کا یہ عمامہ کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں"..... فاضل نے پوچھا۔

" اس بات کو تم رہنے دو ۔ اگر تم نے فرینہ سے شادی کرنی ہے تو میرا ساتھ دو ورنہ میں کسی اور انسان کے ذریعے وہ عمامہ حاصل کر لوں گا اور فرینہ کی شادی اس سے کر دوں گا"..... شادو نے کہا۔

" اگر فرینہ کی شادی کسی اور سے ہو گئی تو میں پوری دنیا کو آگ لگا دوں گا"..... فاضل نے جذباتی لہجے میں کہا۔

" تو پھر میں جس طرح کہتا ہوں تم اسی طرح کرو"..... شادو نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آپ جس طرح کہیں گے میں ویسے ہی کروں گا ۔ آپ بتائیں مجھے کیا کرنا ہے"..... فاضل نے کہا۔

" دارالحکومت میں ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے جس کا نام عمران ہے وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے ۔اس کے ساتھ اس کا ایک باورچی بھی ہے ۔ تم اس عمران سے ملو گے اور روتے ہوئے اسے ایک کہانی سناؤ گے ۔ کہانی میں تمہیں بتا دیتا ہوں ۔ بس تم نے اداکاری ایسی کرنی ہے کہ جس سے وہ متاثر ہو جائے ۔ تمہاری شکل ویسے ہی بہت معصوم ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری شکل سے دھوکہ کھا جائے گا اور وہ عمامہ حاصل کر کے جیسے ہی تمہیں لا کر دے گا تمہارا کام ختم ہو جائے گا۔ پھر میں نہ صرف تمہاری فرینہ سے شادی کرا دوں گا بلکہ ہر مہینے تمہیں دنیا کی بہترین شراب کی پانچ بوتلیں بھی دیا کروں گا ۔ ایسی شراب جو پاکیشیا میں دستیاب ہو ہی نہیں سکتی"…. شادو نے کہا تو فاضل کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

" تم ایسی شراب کہاں سے لاؤ گے"…. فاضل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے ۔ میں تم سے جو وعدہ کر رہا ہوں وہ ہر حال میں پورا ہو گا"…. شادو نے غصے سے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ہوں"…. فاضل نے ہاتھ اٹھا کر معنی خیز انداز میں کہا۔

" کیا سمجھ گئے ہو تم"…. شادو نے فاضل کو گھورتے ہوئے تو وہ پریشان ہو گیا۔

"یہی کہ تم وہ نہیں ہو جو میں سمجھا تھا۔ میں تو تمہیں غریب آدمی

سمجھ رہا تھا لیکن تم کوئی بہت بڑی چیز ہو ۔ شاید کوئی بہت بڑے گینگسٹر"…. فاضل نے کہا۔

" نہیں ۔ میں گینگسٹر نہیں ہوں ۔ فقیر ٹائپ آدمی ہی ہوں لیکن ہوں تھوڑا سا مختلف"…. شادو نے کہا۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ جعلی پیروں فقیروں کی ہمارے ہاں بھرمار ہے جو عوام کو دھوکہ دیتے ہیں ۔ تم بھی انہی میں سے ہو گے ۔ لیکن یاد رکھنا مجھے دھوکہ دینے کی کوشش مت کرنا ۔ اگر تم نے فرینہ کے سلسلے میں مجھے دھوکہ دیا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا اور ہم زمینداروں کے لئے قتل کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا"…. فاضل نے کہا۔

" فرینہ تمہاری ہی ہے ۔ چاہو تو اس سے ابھی شادی کر لو ۔ اسی وقت ۔ جاؤ اپنے بزرگوں کے ساتھ قاضی کو بھی لے آؤ ۔ نکاح ابھی کر لو اور رخصتی میرا کام ہونے کے بعد ہو گی"…. شادو نے کہا۔

" نہیں ۔ نہیں ۔ اتنی ایمرجنسی میں میرے بزرگ مشکوک ہو جائیں گے ۔ ٹھیک ہے ۔ مجھے تم پر اعتماد ہے ۔ اس کام کے بعد ہی نارمل طریقے سے یہ شادی ہو جائے گی"…. شادی کی بات سن کر فاضل نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

" اب میں تمہیں اسی وقت ملوں گا جب تم میرا کام مکمل کر لو گے اور ہاں ۔ اب تم وہ کہانی بھی سن لو جو تم نے عمران کے سامنے دوہرانی ہے"…. شادو نے کہا اور پھر وہ فاضل کو ایک کہانی کی

تفصیل بتانے لگا۔ اس کے بعد وہ فاضل سے ہاتھ ملا کر گاؤں جانے والے راستے پر ہو لیا۔ جب وہ کافی دور چلا گیا تو فاضل نے اپنے ایک نوکر کو آواز دی۔

"جی سائیں"۔۔۔۔ نوکر نے کہا۔

"کریمو۔ تم نے اس شادو کو دیکھا ہے"۔۔۔۔ فاضل نے دور جاتے شادو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی سائیں۔ یہ بزرگ اپنی بیٹی کے ساتھ کچھ دن پہلے ہی اس گاؤں میں آیا ہے"۔۔۔۔ کریمو نے کہا۔

"کریمو۔ تم نے، اللہ رکھے نے اور دین محمد نے باری باری اس کے گھر پر پہرہ دینا ہے۔ اس طرح کہ اس کی نظر تم پر نہ پڑے۔ اگر یہ اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر اس گاؤں سے جانے لگے تو تم نے اسے روکنا ہے اور میرے موبائل فون پر فوری مجھے اطلاع دینی ہے"۔۔۔۔ فاضل نے کریمو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"جی سائیں۔ میں سمجھ گیا ہم نے کیا کرنا ہے۔ اب آپ بے فکر ہو جائیں"۔۔۔۔ کریمو نے کہا۔

"یہ پہرہ تم نے صرف دن ہی کو نہیں دینا بلکہ رات کو بھی دینا ہے اور جب تک میری شادی اس کی بیٹی سے نہیں ہو جاتی تم نے پہرہ دیتے رہنا ہے"۔۔۔۔ فاضل نے کہا۔

"میں سمجھ گیا سائیں۔ سب سمجھ گیا سائیں۔ کیا آپ کی شادی اس لڑکی سے ہو رہی ہے"۔۔۔۔ کریمو نے پوچھا۔

"ہاں۔ اماں جانی اور تایا جان نے اس سے رشتہ مانگا ہے۔ اس نے انکار تو نہیں کیا لیکن مجھے خطرہ ہے یہ کہیں بھاگ نہ جائے اس لئے میں نے تمہیں اس کے پہرے پر لگایا ہے"۔۔۔۔ فاضل نے کہا۔

"اس کی تو خوش قسمتی ہے سائیں۔ یہ کیوں بھاگے گا۔ آپ جیسا رشتہ تو اسے پوری دنیا میں کہیں نہیں ملے گا"۔۔۔۔ کریمو نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

"کئی لوگ خوش قسمتی کو ٹھکرا بھی دیتے ہیں اس لئے تم نے اس کی کڑی نگرانی کرنی ہے"۔۔۔۔ فاضل نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سائیں۔ یہ آپ کی اجازت کے بغیر اس گاؤں سے جا نہیں سکے گا"۔۔۔۔ کریمو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو فاضل اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا کیونکہ اس نے ابھی دارالحکومت جانے فیصلہ کر لیا تھا۔

عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" خیریت ہے عمران صاحب۔ آپ بہت سنجیدہ بلکہ رنجیدہ نظر آ رہے ہیں"..... بلیک زیرو نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ہمیں رنجیدہ ہونا ہی چاہئے۔ ساری قوم کو رنجیدہ ہونا چاہئے۔ شاید ہمارے پاکیشیا کو کسی کی نظر لگ گئی ہے۔ یہاں خود کش بم دھماکے بہت ہونے لگے ہیں اور ان دھماکوں سے اب تک سینکڑوں گھروں کے چراغ بجھ چکے ہیں اور کتنے معصوم بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ کتنی معصوم بہنیں اپنے بھائیوں سے محروم ہو گئی ہیں اور کتنی مائیں اپنے لخت جگر ہمیشہ کے لئے کھو چکی ہیں"..... عمران نے رنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب اور شاید آپ ڈریم لینڈ

ہوٹل کے باہر ہونے والے دھماکے کی خبر سن کر آ رہے ہیں"..... عمران کو رنجیدہ دیکھ کر بلیک زیرو نے بھی رنجیدہ لہجے میں کہا۔

" شاید نہیں یقیناً۔ اس دھماکے میں دو بچوں اور تین خواتین سمیت دس افراد موقع پر ہی ہلاک ہو گئے ہیں۔ ہسپتال میں کتنے لوگ دم توڑتے ہیں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ میں اور سیکرٹ سروس کی تمام ٹیم دھماکے کے وقت ڈریم لینڈ ہوٹل میں ہی تھے"..... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ یہ پاکیشیا کے دشمن عناصر کی کارروائیاں ہیں پاکیشیا جتنا مضبوط ہو گا اتنا ہی اسلامی دنیا کے لئے مفید ہو گا اس لئے وہ پاکیشیا کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں"..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔

" میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں"..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ چائے بنانے کے لئے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کے دو کپ بنا کر لے آیا۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

" عمران صاحب چائے آ گئی ہے"..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

" ہاں۔ چائے کی خوشبو مجھے محسوس ہوئی تھی"..... عمران نے کہا اور پھر اس نے کپ اٹھایا اور چائے پینے لگا۔ چائے پی کر عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا

ہوا۔

" اس حادثے نے میرے دماغ کو تھکا دیا ہے اس لئے میں سونے کے لئے فلیٹ پر جا رہا ہوں"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے صرف اقرار میں گردن ہلا دی۔ عمران اپنی کار میں دانش منزل سے اپنے فلیٹ پر آگیا۔ ڈور بیل کے جواب میں سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" کون ہے "..... سلیمان نے پوچھا۔

" عمران "..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور اگلے ہی لمحے دروازہ کھل گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ عمران کا چہرہ دیکھ کر سلیمان کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ عمران سے کوئی بات کرتا۔ عمران سیدھا اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اگلے دن وہ دوپہر تک سویا رہا تھا۔ وہ تو شاید کچھ دیر اور بھی سوتا لیکن سلیمان نے آکر اسے جگا دیا۔

" صاحب۔ ایک شخص آپ سے ملنے کے لئے آیا ہے"..... سلیمان نے عمران کو جگاتے ہوئے کہا۔

" ہوں۔ اچھا میں آتا ہوں"..... عمران نے کہا تو سلیمان کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ عمران فریش ہونے کے لئے واش روم میں گھس گیا اور نہانے کے بعد ڈرائینگ روم میں آگیا۔ ڈرائینگ روم میں بیس اکیس سال کا ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ لگتا تھا جیسے وہ کافی دیر تک روتا رہا ہو۔ اب بھی رومال اس کے ہاتھ میں تھا جیسے وہ بار بار اپنی آنکھوں سے لگا رہا تھا۔

" آپ۔ آپ ہی عمران صاحب ہیں نا"..... عمران کو دیکھ کر اس شخص نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ میرا نام ہی عمران ہے۔ بیٹھو"..... عمران نے کہا تو وہ شخص دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

" میرا نام فاضل ہے اور میں"..... فاضل نے کہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اسی لمحے سلیمان ناشتے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔

" صاحب۔ جب سے یہ آیا ہے مسلسل روئے جا رہا ہے۔ میں نے وجہ پوچھی لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ کہتا ہے کہ بس عمران صاحب سے ملوں گا"..... سلیمان نے کہا۔

" دیکھو بھئی فاضل۔ اب نہیں رونا۔ تمہارا جو بھی مسئلہ ہے حل ہو جائے گا۔ یہ میرا وعدہ رہا۔ اب میرے ساتھ ناشتہ کرو پھر میں تم سے تمہارا مسئلہ سنوں گا"..... عمران نے فاضل کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے کھانا شروع کیا تو فاضل اس کا ساتھ دینے لگا لیکن اس کی رفتار بہت سست تھی۔ وہ بس عمران کا ساتھ دے رہا تھا۔ البتہ اس کا رومال والا ہاتھ اب بھی بار بار اس کی آنکھوں پر جا رہا تھا۔

" ہاں۔ اب بتاؤ۔ تمہیں رقم کی ضرورت ہے یا نوکری کی"..... ناشتے سے فارغ ہو کر عمران نے فاضل سے پوچھا۔

" عمران صاحب۔ میں بہت بڑا زمیندار ہوں۔ مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رہی نوکری کی بات تو میرے اپنے کئی ملازم

ہیں"…. فاضل نے کہا اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے۔

"تو مجھے بتاؤ نا۔ تمہارا کیا مسئلہ ہے"…. عمران نے کہا۔

"میرے والد پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں اور آج رات میری والدہ بھی فوت ہو جائیں گی"…. فاضل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔

"میں تمہاری بات نہیں سمجھ سکا۔ تمہاری والدہ کیوں فوت ہو جائے گی۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ آج رات فوت ہو جائے گی اور میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں"…. عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو فاضل چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اپنے آنسو صاف کئے اور بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا میں واش روم جا کر ہاتھ منہ دھو سکتا ہوں۔ منہ دھو کر شاید میں بتانے کے قابل ہو جاؤں"…. فاضل نے کہا۔

"ہاں۔ یہ دروازہ واش روم کا ہے"…. عمرن نے واش روم کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو فاضل اٹھا اور واش روم میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ منہ دھو کر واپس آ گیا۔

"میری والدہ بہت بیمار ہے۔ میں نے اندرون ملک اور بیرون ملک انہیں دکھایا ہے لیکن کوئی ڈاکٹر ان کی بیماری ٹریس نہیں کر سکا۔ اب ڈاکٹروں نے والدہ کی حالت دیکھتے ہوئے کہا ہے کہ وہ چند دن کی مہمان ہیں"…. فاضل اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ عمران اس

بھی نہ سمجھ سکا کہ فاضل اس کے پاس کیوں آیا ہے۔

"میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم میرے پاس کیوں آئے ہو"…. عمران نے پوچھا۔

"ہم جبل شاہ کی نسل میں سے ہیں۔ ہمارے یہ بزرگ سینکڑوں برس پہلے خلق خدا کے بہت بڑے خادم تھے اور دارالحکومت سے کچھ فاصلے پر آج بھی ان کا دربار قائم و دائم ہے۔ ان کی قبر مبارک پر ان کا ایک عمامہ رکھا ہوا ہے جو آج بھی بالکل نیا ہے۔ کئی لوگوں نے مختلف ادوار میں وہ عمامہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس عمامے کو کوئی حاصل نہیں کر سکا۔ پچھلے ایک ہفتے سے ہمارے یہ بزرگ میرے خواب میں آ رہے ہیں اور انہوں نے مجھے ایک دعا بتائی ہے۔ اگر میں ان کا عمامہ پہن کر وہ دعا پڑھوں گا تو میری والدہ صحت یاب ہو جائیں گی لیکن میں وہ عمامہ حاصل نہیں کر سکتا۔ میں کیا میرے تایا بھی جو اس دربار کے مجاور ہیں وہ بھی یہ عمامہ حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمارے انہی بزرگ نے جہاں مجھے دعا بتائی ہے وہیں آپ کا نام اور پتہ بھی بتایا ہے اور کہا ہے کہ ان کی قبر مبارک سے صرف آپ ہی وہ عمامہ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے علاوہ دنیا کا کوئی شخص اس عمامے کو وہاں سے نہیں اٹھا سکتا۔ اب میں اسی لئے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے ساتھ دربار تک چلیں اور ہمارے بزرگ کی ہدایت کے مطابق ان کی قبر مبارک سے وہ عمامہ اٹھا کر مجھے دے دیں تاکہ میں اسے پہن کر دعا پڑھوں اور میری والدہ

صحت یاب ہو جائیں ۔ ہمارے بزرگ نے آج رات تک کی بشارت
دی ہے اگر آج بھی دعا نہ پڑھی گئی تو میری والدہ"۔۔۔۔ فاضل نے
اور اس کی آنکھیں ایک بار پھر آنسوؤں سے تر ہو گئیں لیکن اس مر
اس نے خود پر قابو پا لیا۔

" وہاں پر موجود لوگ مجھے عمامہ اٹھانے دیں گے"۔۔۔۔ عمران نے
پوچھا۔

" ہم گدی نشین ہیں اور وہاں کے مجاور ہیں ۔ سب لوگ ہمیں
جانتے ہیں ۔ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا"۔۔۔۔ فاضل نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اگر میرے اتنے سے کام سے آپ کی والدہ
زندگی بچ سکتی ہے تو مجھے یہ کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں"
عمران نے کہا تو فاضل ممنون نظروں سے اسے دیکھنے لگا اور
عمران، فاضل کے ساتھ فلیٹ سے نیچے آ گیا ۔ وہ اپنے گاڑی کی طرف
بڑھنا ہی چاہتا تھا کہ فاضل نے اسے روک دیا۔

" عمران صاحب ۔ میری گاڑی موجود ہے ۔ آپ میری گاڑی
چلیں میں آپ کو واپس بھی چھوڑ جاؤں گا"۔۔۔۔ فاضل نے کہا۔

" نہیں فاضل ۔ واپسی پر مجھے نجانے کہاں جانا پڑ جائے اس
میں اپنی گاڑی پر جاؤں گا ۔ تم آگے چلو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اپنی
میں بیٹھ گیا ۔ فاضل بھی اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اس کی گاڑی روانہ
گئی ۔ پھر تقریباً چالیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک دربار
پہنچ گئے ۔ عمران نے اپنی کار فاضل کی کار کے قریب ہی پارک کی

اس کے ساتھ دربار میں داخل ہو گیا ۔ دربار میں عقیدت مندوں کا
بہت رش تھا ۔ ان میں سے اکثر فاضل کو جانتے تھے کیونکہ وہ بڑی
عقیدت اور محبت سے فاضل کو مل رہے تھے ۔ وہ احاطے سے ہوتے
ہوئے مقبرہ تک پہنچ گئے ۔ قبر کے قریب بھی بہت سے لوگ موجود
تھے ۔ قبر پر سفید رنگ کا بالکل نیا عمامہ رکھا ہوا تھا۔

" اگر آپ لوگ برا محسوس نہ کریں تو کچھ دیر کے لئے باہر چلے
جائیں"۔۔۔۔ فاضل نے وہاں موجود افراد سے کہا تو وہ سب باہر چلے
گئے۔

" عمران صاحب ۔ یہ عمامہ ہے ۔ بسم اللہ پڑھ کر آپ اسے اٹھا
لیں"۔۔۔۔ فاضل نے دھڑکتے دل کے ساتھ تھا ۔ شادو نے اسے یقین
دلایا تھا کہ عمران باآسانی وہ عمامہ اٹھا لے گا لیکن اس کے باوجود وہ
بہت خوفزدہ تھا ۔ عمران کو کچھ بھی ہو سکتا تھا اس لئے اس لمحے اس
کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں ۔ عمران نے بسم اللہ پڑھ کر
عمامہ اٹھا لیا اور عمران کو کچھ بھی نہ ہوا ۔ یہ دیکھ کر فاضل کا چہرہ
خوشی سے جگمگا اٹھا ۔ اس نے فوراً ہی جیب سے تہہ کیا ہوا بڑا شاپر
نکالا اور اسے کھول کر عمامہ اس میں رکھ دیا ۔ پھر اس نے عمران کا
ہاتھ پکڑا اور مقبرے سے باہر آ گیا ۔ باہر بہت سے لوگ موجود تھے
جو ان کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

" بزرگو ۔ میں نے اپنے بزرگ کا عمامہ حاصل کر لیا ہے اور مجھے
کچھ بھی نہیں ہوا ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے بزرگ نے یہ عمامہ

میرے لئے ہی رکھا تھا۔ اب میری والدہ بھی ٹھیک ہو جائیں گی ا
آئندہ کا گدی نشین بھی میں ہوں گا۔ ہمارے بزرگ نے یہ عمار
مجھے دے دیا ہے۔ یہ دیکھو"..... فاضل نے وہاں موجود لوگوں سے
اور شاپر سے عمامہ نکال کر انہیں دکھانے لگا۔ عمران نے اسے وہ
چھوڑا اور دربار سے باہر آگیا۔ اسے اس بات سے غرض نہیں تھی
فاضل گدی نشین بنتا ہے یا نہیں۔ اس نے تو نیک نیتی سے عمار
اٹھایا تھا کہ اس طرح اگر اس کی ماں صحت یاب ہوتی ہے تو یہ ثواب
کا کام ہے۔ وہ اپنی گاڑی مین بیٹھا اور پھر اس کی گاڑی دارالحکومت
طرف بڑھنے لگی۔

فرے بنیا اور شالو زور زور سے ہنس رہے تھے۔ فرے بنیا، فرینہ کے روپ میں تھی اور شالو بزرگ شادو کے روپ میں تھا۔ جیسے ہی فاضل دارالحکومت کی طرف روانہ ہوا تھا انہیں خبر ہو گئی تھی اور انہیں اپنی کامیابی کا پورا یقین تھا اس لئے وہ خوش تھے اور ہنس رہے تھے۔

"بے وقوف۔ احمق گدھا۔ ہم پر پہرے لگا رہا ہے"..... شالو نے زور زور سے ہنستے ہوئے کہا۔

"آقا۔ تم اس کی بات مان کیوں نہیں لیتے۔ ہائے کتنا خوبصورت نوجوان ہے"..... فرے بنیا نے شوخ لہجے میں کہا۔

"کیا تم اس سے شادی کرنا چاہتی ہو"..... شالو نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ ہماری دنیا میں شادیاں کہاں ہوتی ہیں۔ ہم تو شادیوں کے

خلاف ہیں ۔ ہمارے ہاں نکاح تو انتہائی بری چیز ہے"۔۔۔۔ فرے نے بدستور شوخ لہجے میں کہا۔

" بات تو تم نے اس طرح کی ہے جیسے فاضل تمہیں بہت پسند گیا ہو ۔ اگر وہ تمہیں پسند ہے تو تم اس کے ساتھ وقت گزار سکتی ہمارے ہاں یہ بات کوئی معیوب تو نہیں"۔۔۔ شالو نے کہا۔

" پسند تو یہ مجھے بہت آیا ہے اس لئے کام ہونے کے بعد میں ا کی بھینٹ لینا چاہتی ہوں ۔ آپ مجھے اس کی بھینٹ دے دیں" فرے بنیا نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ کام ہونے کے بعد اس کی بھینٹ لے لینا"۔۔۔۔ شا نے کہا تو فرے بنیا کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

" میں نے آپ جیسا آقا پہلے کبھی نہیں دیکھا"۔۔۔۔ فرے بنیا خوشامدانہ لہجے میں کہا تو شالو بھی خوش ہو گیا۔

" آقا ۔ فاضل عمران کے فلیٹ پر پہنچ چکا ہے"۔۔۔۔ تھوڑی دیر فرے بنیا نے شالو سے کہا۔

" ہاں ۔ میں نے اسے دارالحکومت کی طرف جاتے ہوئے د تھا"۔۔۔۔ شالو نے کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں ۔ کافی بعد اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو وہ بہت خوش دکھائی دے رہا تھ فرے بنیا بھی خوش ہو گئی تھی۔

" فاضل نے تو بہت اچھا ڈرامہ کیا ہے ۔ اس نے عمران سامنے کمال کی اداکاری کی ہے اور دیکھو عمران جیسے ذہین آدمی کو

پر معمولی سا شک بھی نہیں ہوا اور وہ فاضل کے ساتھ جا رہا ہے"۔۔۔۔ شالو نے کہا۔

" آقا ۔ اسی لئے تو میں کہتی ہوں کہ فاضل کا خون بہت لذیذ ہو گا ۔ اس کا خون پی کر مزہ آ جائے گا"۔۔۔۔ فرے بنیا نے شالو سے کہا اور اپنی زبان ہونٹوں پر پھیرنے لگی ۔ وہ تصور میں ہی فاضل کا خون چاٹنے لگی تھی۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ اس کا خون پینا ۔ خوب جی بھر کر پینا"۔۔۔۔ شالو نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

" لگتا ہے اب وہ دربار کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد شالو نے ایک مرتبہ پھر آنکھیں کھولتے ہوئے کہا تو فرے بنیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آقا مبارک ہو ۔ کام ہو گیا"۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اچانک فرے بنیا نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ اس نے عمامہ حاصل کر لیا ہے ۔ آؤ ہم اس سے عمامہ چھین لیں"۔۔۔۔ شالو نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے غائب ہو گئے ۔ وہ ایک سڑک پر ظاہر ہوئے تھے اور یہ سڑک فاضل کے گاؤں کی طرف جاتی تھی ۔ انہیں سڑک پر آئے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ دور سے ایک کار آتی دکھائی دی ۔ یہ کار فاضل کی تھی فاصلہ تیزی سے کم ہو رہا تھا جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ کار کی رفتار

بہت تیز ہے ۔ چند ہی لمحوں میں وہ کار ان کے قریب پہنچ گئی ۔ شالو نے اسے رکنے کا اشارہ کیا تو کار ایک جھٹکے سے ان کے قریب آ کر رک گئی ۔ کار رکتے ہی فاضل نے کار کے شیشے گرا دیئے ۔

" تم یہاں ہو "..... فاضل نے ان سے پوچھا ۔ وہ چونکہ اپنا آدمی ان کی نگرانی کے لئے چھوڑ آیا تھا اس لئے اسے حیرت ہو رہی تھی کہ یہ دونوں گاؤں سے باہر کیسے آ گئے اور اس کے آدمیوں نے انہیں روکا کیوں نہیں ۔

" جی صاحب ۔ ہم یہاں آپ کے استقبال کے لئے آئے ہیں ۔ آپ عمامہ بابا کو دے دیں ۔ ہم دونوں پہاڑ کی دوسری طرف چلتے ہیں "..... فرے بنیا نے نشیلی آنکھوں سے فاضل کو دیکھتے ہوئے کہا تو فاضل سب کچھ بھول گیا اور اس نے عمامہ شالو کے حوالے کر دیا اور فرے بنیا کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگا ۔

" تم کچھ دیر آپس میں باتیں کرو میں گاؤں جا رہا ہوں اور ہاں ۔ جلدی گاؤں واپس آ جانا "..... شالو نے ان سے کہا اور گاؤں کی طرف بڑھ گیا ۔ فرے بنیا نے فاضل کا ہاتھ پکڑا اور پھر وہ دونوں پہاڑ کے قریب پہنچ گئے ۔ یہ جگہ بالکل سنسان اور ویران تھی ۔ کبھی کبھار سیاح یہاں آتے تھے لیکن گاؤں کے لوگ تو یہاں بالکل نہیں آتے تھے ۔

" فاضل ۔ تم کتنے اچھے ہو اور تمہاری یہ گردن کتنی نرم ہے اور گردن کی رگیں تو بہت ہی نرم ہیں "..... فرے بنیا نے اس کی گردن

ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ۔ اس کے اس طرح گردن پر ہاتھ پھیرنے سے فاضل کو نشہ سا ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھیں اور پھر اچانک ہی اس کی آنکھوں میں وحشت پھیل گئی ۔ اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی کیونکہ اس کے سامنے اب فرینہ نہیں تھی بلکہ اس کے سامنے جو چہرہ تھا وہ انتہائی خوفناک اور بھیانک تھا ۔

اس بھیانک چہرے کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس کے نوکیلے اور لمبے دانت نظر آ رہے تھے ۔ فاضل نے خوف و دہشت کے باوجود اس بھیانک چہرے کو دور کرنا چاہا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا ۔ لگتا تھا اس کے جسم میں طاقت ہی نہ رہی ہو ۔ اس بھیانک اور خوفناک چہرے والی نے اسے قابو کیا ہوا تھا اور پھر وہ نوکیلے اور لمبے دانت اس کی گردن کی طرف بڑھے اور گردن میں پیوست ہو گئے ۔ فاضل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن میں کئی کانٹے چبھ گئے ہوں ۔

فاضل کے حلق سے اذیت ناک چیخ نکلی اور اس نے تڑپنا چاہا لیکن فرے بنیا نے اسے اس طرح قابو کیا ہوا تھا کہ وہ تڑپ بھی نہ سکا ۔ فرے بنیا اس کا خون غٹ غٹ کی آواز کے ساتھ پینے لگی ۔ کچھ ہی دیر میں وہ فاضل کا سارا خون پی گئی تو اس نے اس کا جسم چھوڑ دیا ۔ فاضل کا مردہ جسم ایک طرف لڑھک گیا ۔ فرے بنیا کے ہونٹوں پر خون لگا ہوا تھا اور پھر وہ اپنی زبان ہونٹوں پر پھیر کر ہونٹ صاف کرنے لگی ۔

عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں "..... جب عمران کرسی پر بیٹھ چکا تو بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا اور کچھ دیر بعد چائے کے دو کپ بنا کر لے آیا ۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا ۔ عمران نے کپ اٹھایا اور ہونٹوں سے لگا لیا۔

" اماں بی چائے سے روکتی ہیں اور تم فوراً چائے بنا کر لے آتے ہو ۔ اماں بی کا کہا نہ مانا جائے تو گناہ، تمہاری حکم عدولی کی جائے تو چیک بند ۔ اب بے چارہ عمران کہاں جائے "..... عمران نے بے چارگی سے کہا۔

" اماں بی چائے سے تو نہیں روکتیں بلکہ زیادہ چائے پینے سے روکتی ہیں اور سلیمان اماں بی کو رپورٹیں دیتا ہے کہ آپ دن میں

تیس چالیس کپ چائے پی جاتے ہیں ۔ اتنی زیادہ چائے پینے سے صرف اماں بی ہی نہیں ہر کوئی منع کرے گا "..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تیس چالیس ۔ ہرگز نہیں ۔ مطالعے کے دوران بس پندرہ بیس کپ پی جاتا ہوں "..... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ سلیمان کا کہنا ہے کہ مطالعے کے دوران تو آپ کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ آپ کتنے کپ پی چکے ہوتے ہیں ۔ وہ چونکہ بنانے والا ہوتا ہے اس لئے اسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کتنے کپ چائے پی چکے ہیں "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" اچھا ۔ تم سب اس کی بات کا یقین کرو میرا اللہ مالک ہے "..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرانے لگا۔

" عمران صاحب ۔ بہت دن ہو گئے ہیں کوئی مشن ہی نہیں ہے ۔ ہماری ٹیم تو فارغ رہ رہ کر بور ہو چکی ہے "..... بلیک زیرو نے گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ عمران نے سی ایل آئی پر نمبر چیک کیا تو اس کے فلیٹ کا نمبر تھا ۔ سلیمان اسی وقت دانش منزل فون کرتا تھا جب کوئی اہم بات ہوتی تھی ۔

" ایکسٹو "..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا ۔ ایسا وہ احتیاط کے طور پر کرتا تھا تاکہ اگر فلیٹ پر سلیمان کے علاوہ کوئی اور ہو تو وہ ایکسٹو اور عمران کے روابط کا اندازہ نہ لگا سکے ۔

" جناب ۔ اگر صاحب آپ کے پاس ہوں تو میری ان سے بات

کرا دیں"..... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" سلیمان ۔ میں عمران بول رہا ہوں ۔ کس لیئے فون کیا ہے"..
چند لمحوں بعد عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

" صاحب ۔ ابھی اماں بی کا فون آیا تھا ۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ آپ فوراً کوٹھی پہنچ جائیں"..... سلیمان نے کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے ۔ میں ابھی جاتا ہوں"..... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر کچھ سوچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور کوٹھی کے نمبر پریس کرنے لگا ۔ تیسری بیل پر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

" ہیلو ۔ کون صاحب"..... کوٹھی کے پرانے ملازم دینو کی آواز سنائی دی۔

" السلام علیکم دینو بابا ۔ کیا حال ہیں آپ کے"..... عمران نے سلام دعا کے بعد دینو بابا سے پوچھا۔

" وعلیکم السلام چھوٹے صاحب ۔ آپ کی دعاؤں سے بالکل ٹھیک ہوں"..... دینو بابا نے کہا۔

" بابا ۔ اماں بی موجود ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

" جی چھوٹے صاحب ۔ میں فون ان کے پاس لے جا رہا ہوں ۔ لیجیئے بیگم صاحبہ سے بات کیجئے"..... دینو بابا نے کہا۔

" عمران ۔ تم فوراً کوٹھی پہنچو"..... اماں بی کی آواز سنائی دی اور فون بند ہو گیا ۔ انہوں نے عمران کو سلام کرنے کا موقع بھی نہیں

دیا تھا اور ان کی آواز نہایت ہی پرجلال تھی ۔ ساری زندگی عمران نے اماں بی کو اس انداز اور اس لہجے میں بات کرتے نہیں سنا تھا اس لیئے وہ حیران ہو رہا تھا۔

" کیا بات ہے عمران صاحب ۔ آپ اماں بی کا فون سن کر پریشان ہو گئے ہیں ۔ خیریت تو ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" معلوم نہیں ۔ میں اماں بی کے لہجے سے پریشان ہوں ۔ انہوں نے اس لہجے میں پہلے کبھی مجھ سے بات نہیں کی"..... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا جو ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

" عمران صاحب ۔ آپ فوراً کوٹھی جائیں ۔ آپ کی بات سن کر میں بھی پریشان ہو گیا ہوں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ کوٹھی تو جانا ہی پڑے گا"..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے کوٹھی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ وہ جلد ہی کوٹھی پہنچ گیا ۔ اس کے ہارن بجانے پر چوکیدار نے باہر نکل کر دیکھا اور پھر گیٹ کھول دیا ۔ عمران نے کار کوٹھی کے پورچ میں لے جا کر روک دی ۔ اماں بی برآمدے میں ٹہل رہی تھیں ۔ وہ انتہائی پریشان لگ رہی تھیں ۔ انہیں پریشان دیکھ کر عمران مزید پریشان ہو گیا اور کار سے اتر کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

" اماں بی ۔ خیریت ہے آپ بہت پریشان لگ رہی ہیں"..... عمران نے اماں بی کے قریب پہنچ کر کہا۔

"خیریت نہیں ہے عمران ۔ تم نے کوئی غلط کام کیا ہے"..... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے کوئی غلط کام کیا ہے ۔ نہیں اماں بی ۔ میں نے تو کوئی غلط کام نہیں کیا"..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ تم نے کوئی غلط کام کیا ہے ۔شاہ صاحب تجھ سے سخت ناراض ہیں"..... اماں بی نے کہا۔

"اوہ ۔شاہ صاحب مجھ سے ناراض ہیں ۔اس کا مطلب ہے کہ مجھ سے انجانے میں کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے ۔ میں شاہ صاحب کی خدمت میں حاضری دیتا ہوں اور ان سے معافی مانگتا ہوں ۔ اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور معلوم کرتا ہوں کہ مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے"..... عمران نے شاہ صاحب کی ناراضگی کا سن کر کہا۔

"ہاں ۔ تم فوراً جاؤ ۔ ان جیسی بزرگ ہستی کو تم سے ناراض نہیں ہونا چاہئے ۔ تم فوراً جاؤ اور ان سے معافی مانگو ۔ یاد رکھو وہ تم سے ناراض رہے تو میں بھی ناراض رہوں گی"..... اماں بی نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"انشاء اللہ وہ مجھ سے ناراض نہیں رہیں گے ۔ میں ابھی جا کر انہیں راضی کر لوں گا"..... عمران نے کہا اور پھر وہ اماں بی سے اجازت لے کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا ۔اس کی کار کوٹھی سے نکل کر اماں بی کے مرشد شاہ صاحب کے گاؤں کی طرف بڑھنے لگی ۔ کار کی رفتار کافی تیز تھی ۔ عمران شاہ صاحب کے گھر پہنچا تو اسے معلوم ہوا

کہ شاہ صاحب مسجد میں ہیں ۔وہ گھر سے مسجد میں آگیا۔ مسجد کے چھوٹے سے صحن میں شاہ صاحب چند دیہاتیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور انہیں درس دے رہے تھے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"..... عمران نے مسجد میں داخل ہو کر وہاں بیٹھے ہوئے تمام افراد کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ شاہ صاحب اور دیگر بیٹھے ہوئے لوگوں نے عمران کے سلام کا جواب دیا تو عمران بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور شاہ صاحب کا درس سننے لگا۔ کچھ دیر بعد جب انہوں نے اپنا درس ختم کیا تو وہاں پر موجود تمام افراد نے شاہ صاحب سے اجازت لی اور چلے گئے ۔

"شاہ صاحب ۔ اماں بی نے مجھے بتایا ہے کہ مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے اور آپ مجھ سے ناراض ہیں"..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"عمران بیٹے میں عاجز اور ناچیز بندہ ہوں ۔ میں بھلا کسی سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں"..... شاہ صاحب نے کہا۔

"میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کا طلب گار ہوں ۔ اللہ میری خطاؤں کو معاف فرمائے ۔ آپ بھی میرے حق میں دعا کریں اور مجھے بتائیں کہ مجھ سے کیا بھول ہوئی ہے ۔ میں نے جس وقت سے سنا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں میں اس وقت سے بے چین ہوں ۔ آپ کی ناراضگی دور ہو گی تو مجھے سکون ملے گا ورنہ میں بے چین ہی رہوں

گا".... عمران نے کہا۔

" عمران بیٹے ۔ تم سے ایک انتہائی غلط کام ہو گیا ہے ۔ لیکن چونکہ تم اس معاملے سے لاعلم تھے اور تمہاری نیت بھی صحیح تھی اس لئے تمہیں سزا نہیں ملی ورنہ تمہیں اس کام کی کڑی سزا ملنی تھی"..... شاہ صاحب نے کہا تو عمران کانپ کر رہ گیا۔

" شاہ صاحب ۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا طلب گار ہوں ۔ خدارا آپ میرے لئے دعا کریں".... عمران نے کہا اور پھر وہ چونکہ باوضو تھا اس لئے وہ وہیں قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔ سجدے میں جاتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ وہ کافی دیر تک سجدے میں گڑگڑاتا رہا اور پھر اس نے سجدے سے سر اٹھالیا۔

" شاہ صاحب ۔ کیا آپ مجھے بتائیں گے نہیں کہ مجھ سے کیا بھول ہوئی ہے".... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم فاضل نامی ایک نوجوان کے ساتھ جبل شاہ کے مزار پر گئے تھے اور تم نے ان کی قبر سے ان کا عمامہ اٹھایا تھا".... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" وہ عمامہ قبر سے اٹھا کر اور پھر اسے فاضل کے حوالے کر کے تم نے بہت بڑی بھول کی ہے".... شاہ صاحب نے کہا۔

" اوہ ۔ واقعی شاہ صاحب ۔ میں نے قبر سے عمامہ اٹھایا ہے ۔ آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کہ مجھے ایسا کیوں نہیں کرنا چاہئے تھا ۔ کیا

اس عمامے کا حق دار کوئی اور تھا اور میری غلطی کی وجہ سے عمامہ کسی اور مل گیا ہے".... عمران نے کہا۔

" نہیں عمران بیٹے ۔ یہ بہت بڑا معاملہ ہے ۔ آج سے کئی سو سال پہلے ایک بہت بڑا ساحر ہوا کرتا تھا جس کا نام لاکو تھا ۔ یہ بڑے شیطان کا نائب تھا اور اس نے دنیا میں شیطانی عوامل کو خوب ترقی دی ۔ مخلوق خدا اس سے بہت عاجز تھی ۔ اللہ کے ایک نیک بندے جبل شاہ نے اسے گھیر کر ہلاک کر دیا ۔ وہ جسمانی طور پر تو ہلاک ہو گیا لیکن اس کی روح عالم ارواح میں جانے کی بجائے پاتال میں چلی گئی اور وہاں قید ہو گئی ۔ ایسا کسی شیطانی عمل کی وجہ سے ہوا تھا ۔ اب پاتال میں اس کی مدت پوری ہونے والی ہے ۔ جب اس کی روح پاتال سے باہر آئے گی تو وہ فنا ہو جائے گی لیکن ایک شیطانی عمل کے ذریعے وہ روح کسی اور کے جسم میں بھی منتقل ہو سکتی ہے ۔ اگر ایسا ہو گیا تو اس سے شیطانی عوامل کو مزید تقویت ملے گی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ مخلوق خدا کو تنگ کرے گی اور اسے آسانی سے فنا بھی نہیں کیا جا سکے گا کیونکہ وہ ایک جسم سے نکل کر کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو جائے گی اور یوں یہ سلسلہ چل نکلے گا".... شاہ صاحب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ میں بہت شرمندہ ہوں شاہ صاحب ۔ میری وجہ سے اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے خبر ہی نہیں".... عمران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" صرف ندامت سے کچھ نہیں ہو گا عمران بیٹے ۔ تمہیں میدان

عمل میں اترنا ہو گا"۔۔۔۔ شاہ صاحب نے کہا۔

" آپ میری رہنمائی کریں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی امیدوں پر پورا اتر سکوں"۔۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" بڑے شیطان کے نائبین میں سے کوئی انسان اس عمامہ کو سامنے رکھ کر کوئی شیطانی عمل کرے گا تو لاکو کی روح پاتال سے باہر آجائے گی اور پھر وہ کسی انسان کے ذریعے اس عمامے کو آگ لگائیں گے۔ جو انسان اس عمامے کو آگ لگائے گا لاکو کی روح اس کے جسم میں منتقل ہو جائے گی۔ تم نے لاکو کی روح کو کسی جسم میں منتقل ہونے سے روکنا ہے اور اس عمامے کو حاصل کر کے دوبارہ جبل شاہ کی قبر پر رکھنا ہے"۔۔۔۔ شاہ صاحب نے کہا۔

" میں عمامہ حاصل کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ آپ یہ بتائیں کہ شیطان کے نائب یہ عمل کہاں کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے پرعزم لہجے میں کہا۔

" تبت کے برفیلے پہاڑوں پر۔ تبت کی ایک چوٹی ہے جس کا نام چنواڑی ہے۔ اس چوٹی پر یہ عمل کیا جائے گا"۔۔۔۔ شاہ صاحب نے کہا اور پھر انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ نکال لیا۔ اس کاغذ پر ایک نقشہ بنا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک نظر نقشے کو دیکھا اور پھر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" یہ چنواڑی کا نقشہ ہے۔ یہ پہاڑی بہت دشوار گزار ہے۔ تمہیں بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا"۔۔۔۔ شاہ صاحب نے کہا۔

" شاہ صاحب۔ مجھے یقین کامل ہے کہ جب اللہ کی مدد شامل حال ہو تو پھر کوئی دشواری نہیں رہتی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ہر نیک کام میں اللہ کی مدد شامل ہوتی ہے۔ اللہ توفیق دیتا ہے تو انسان نیک عمل کرتا ہے"۔۔۔۔ شاہ صاحب نے کہا۔

" بے شک۔ اب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں واپس جاؤں"۔۔۔۔ عمران نے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ اب تم جا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی عطا کرے"۔۔۔۔ شاہ صاحب نے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

" آمین"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ شاہ صاحب سے مصافحہ کرنے کے بعد وہ مسجد سے باہر آگیا اور پھر کچھ دیر بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ عمران جلد ہی رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ اس نے ڈور بیل بجائی تو جوزف نے پہلے ذیلی دروازہ کھول کر دیکھا اور پھر عمران کو دیکھ کر اس نے بڑا گیٹ کھول دیا۔ عمران نے کار اندر لے جا کر گیراج میں روکی تو جوزف نے آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھول دیا اور عمران نیچے اتر آیا۔

" باس۔ آپ بہت عرصے بعد رانا ہاؤس آئے ہیں"۔۔۔۔ جوزف نے کہا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے میں ہر وقت تمہارے دیو جیسے چہرے کا دیدار کرتا رہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ باس تم بہت ہنساتے ہو"۔۔۔۔ جوزف نے ہنستے ہوئے

کہا۔

" اچھا ۔ میں تمہیں مسخرہ نظر آتا ہوں ۔ بلاؤں کندرل غار کی چمگادڑوں کو جو تیرے سر پر پھڑپھڑانا شروع کر دیں"…. عمران نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو جوزف یکدم کانپ کر رہ گیا۔

" باس ۔ ایسا غضب مت کرنا ۔ اگر ایسا ہو گیا تو افریقہ کا پرنس جوزف دی گریٹ حقیر سا کینچوا بن جائے گا اور کینچوا تو تمہاری غلامی نہیں کر سکتا اور جو زندگی تمہاری غلامی میں نہ گزرے تو ایسی زندگی کا کیا فائدہ ۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میں خودکشی کر لوں"…. جوزف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" خبردار اگر تم نے خودکشی کی ۔ ایک ہزار ایک ڈنڈ نکلواؤں گا"…. عمران نے جوزف کو گھورتے ہوئے کہا۔

" ایک ہزار ایک ڈنڈ ۔ اوہ ۔ نہیں باس ۔ پھر تو خودکشی کرنا بہت مشکل ہو جائے گا ۔ ٹھیک ہے میں خودکشی نہیں کروں گا ۔ تم بھی آئندہ کندرل غار کی چمگادڑوں کا ذکر نہیں کرو گے"…. جوزف نے عمران سے کہا تو وہ مسکرانے لگا۔

" جناب جوزف دی گریٹ صاحب ۔ مجھے آگے جانے دو گے یا ساری عمر اسی طرح کھڑا کئے رکھو گے"…. عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ تمہارے آنے کی خوشی میں، میں سب کچھ بھول گیا ہوں آؤ ۔ آؤ"…. جوزف نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران آگے بڑھ

گیا ۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ جوزف اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

" اب چائے بھی بنا کر لاؤ گے یا یونہی کھڑے کھڑے میرا منہ دیکھتے رہو گے"…. عمران نے کہا۔

" باس ۔ تمہارا چہرہ دیکھنا تو غلام کی زندگی کا مقصد ہے"…. جوزف نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

" اچھا ۔ چہرہ بھی تکتے رہنا پہلے چائے بنا لاؤ"…. عمران نے کہا تو زف کچن کی طرف بڑھ گیا ۔ کچھ دیر بعد وہ عمران کے لئے چائے بنا لے آیا ۔ اس نے چائے کا کپ عمران کو دیا اور خود ہاتھ باندھ کر ڑا ہو گیا۔

" جوزف ۔ تم نے ایک مشن پر میرے ساتھ جانا ہے"…. چائے یے کے بعد عمران نے جوزف سے کہا۔

" یہ تو میرے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے باس ۔ رانا ہاؤس میں بکار پڑے پڑے مجھ زنگ لگ گیا ہے"…. جوزف نے خوش ہوتے ئے کہا ۔ بہت دنوں سے کام نہ کرنے کی وجہ سے وہ اب بہت ریت محسوس کر رہا تھا۔

" تو پھر تیاری کر لو ۔ میں فون پر تمہیں اطلاع کر دوں گا"…. مران نے کہا اور خالی کپ میز پر رکھ دیا۔

" کسی مشن پر جانے کے لئے جوزف دی گریٹ کو تیاری کی ارت نہیں پڑتی"…. جوزف نے کہا تو عمران وہاں سے اٹھ کر

دانش منزل پہنچ گیا۔ حسب معمول بلیک زیرو نے اٹھ کر عمران کا استقبال کیا تھا۔

" عمران صاحب۔ خیریت تو تھی۔ اماں بی نے آپ کو کس لئے بلایا تھا"..... دعا سلام کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

" شاہ صاحب مجھ سے ناراض تھے اس لئے اماں بی نے مجھے بلایا تھا"..... بلیک عمران نے کہا۔

" شاہ صاحب تو آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہ آپ سے کیوں ناراض ہو گئے۔ کیا آپ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے"..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا تو عمران نے اسے ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

" اوہ واقعی۔ یہ تو آپ بہت بڑی غلطی کر بیٹھے ہیں۔ اب آپ ممبران میں سے کس کس کو ساتھ لے جائیں گے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" یہ کوئی سرکاری کیس تو ہے نہیں کہ میں سرکاری خرچ پر جاؤں اور سرکاری بندوں کو بھی ساتھ لے جاؤں۔ میں نے ایک غلطی کی ہے جس کا مجھے ازالہ کرنا ہے لہذا میں ذاتی طور پر اس مشن پر جاؤں گا"..... عمران نے کہا۔

" کیا آپ اکیلے جائیں گے"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

" ٹائیگر کی والدہ بیمار ہیں اور وہ ان کی تیمارداری کر رہا ہے میں نہیں چاہتا کہ وہ اس ثواب سے اور ان کی خدمت سے محروم

جوانا بھی ایکریمیا گیا ہوا ہے اس لئے وہ بھی ساتھ نہیں جا سکتا۔ اب جوزف باقی ہے۔ سو وہ میرے ساتھ جائے گا۔ میں نے اسے تیار رہنے کا کہہ دیا ہے"..... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ چلوں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" اور یہاں سیکرٹ سروس کو کون سنبھالے گا"..... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ جولیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ عارضی طور پر اس کے فلیٹ کو سیکرٹ سروس کا آفس بنا کر وہاں سیٹ اپ قائم کیا جا سکتا ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں۔ جولیا سیکرٹ سروس کے تمام معاملات کو سنبھال نہیں سکے گی۔ اگر ایک دو دن کی بات ہوتی تو ایسا کر لیا جاتا۔ اب معلوم نہیں مجھے کتنے دن لگ جائیں اور زیادہ دن کسی بھی ادارے کو چیف کے بغیر نہیں رہنا چاہئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جولیا ڈپٹی چیف ہے لیکن ڈپٹی چیف کو ہی معلوم نہیں کہ چیف کون ہے"..... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ دانش منزل میں رہ کر اور صرف زبان چلا چلا کر میں بور ہو جاتا ہوں۔ میں کوئی عملی کام بھی کرنا چاہتا ہوں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" اگر ایسا ہے تو میں دانش منزل میں بیٹھ جاتا ہوں اور تم فیلڈ میں کام کیا کرو"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری عمران صاحب ۔ میرا مقصد آپ کو ناراض کرنا نہیں تھا میں چاہتا ہوں کہ کبھی کبھار میں بھی فیلڈ ورک کر لیا کروں"..... بلیک زیرو نے عمران کو سنجیدہ دیکھا تو معذرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ عمران کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

"جب کسی کیس میں ایسی سچوئیشن بن جاتی ہے کہ تمہیں حرکت میں آنا پڑے تو تم حرکت میں آتے ہو ۔ میں نے تمہیں کبھی روکا تو نہیں ۔ آئندہ بھی کسی کیس میں ایسی سچوئیشن آئی تو لامحالہ تمہیں ایکشن میں آنا پڑے گا"..... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب ۔ میں سمجھ گیا ہوں ۔ میرا دانش منزل میں رہنا زیادہ ضروری ہے ۔ انشاء اللہ آئندہ اس قسم کی بات نہیں کروں گا ۔ اب میں چائے بنا کر لاتا ہوں تاکہ آپ کا موڈ بحال ہو سکے"..... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔

ساحر بابا کی دھوم پاکیشیا تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ اس کی شہرت پاکیشیا کی سرحدیں عبور کر کے دوسرے ممالک تک بھی پہنچ چکی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس کے دفتر میں ہر وقت مقامی اور غیر مقامی افراد کا رش لگا رہتا تھا ۔ لوگ اس سے اپنے ناجائز کام کرانے آتے تھے ۔

اس نے پاکیشیا کے دارالحکومت اسلام نگر کے جڑواں شہر نیلم گڑھ میں ایک شاندار عمارت کو آفس بنایا ہوا تھا ۔ آفس کا کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف اور سنٹرل اے سی تھا ۔ عمارت کے وسیع لان اور برآمدے میں سائلوں کا رش لگا رہتا تھا ۔ ساحر بابا کا سیکرٹری باری آنے پر ایک سائل کو آفس میں بھیجتا تھا اور جب وہ سائل باہر آ جاتا تو دوسرا سائل اندر جاتا تھا ۔ ان میں عورت، مرد، امیر، غریب ہر قسم کے لوگ شامل تھے ۔ ان میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی اور وہ

سب کی بات دھیان اور ہمدردی سے سنتا تھا اور پھر سائل کا جو بھی مسئلہ ہوتا اسے حل کرنے کا وعدہ کرتا تھا۔ وہ مسئلے کے حل کے لئے جو وقت دیتا تھا اس وقت میں وہ مسئلہ حل ہو جاتا تھا اس لئے وہ من مانی فیس وصول کرتا تھا۔

اس وقت بھی ساحر بابا ایک سائل کا مسئلہ سن رہا تھا۔ مسئلہ سن کر اس نے اس سے بھی مسئلہ حل کرنے کا وعدہ کیا اور اسے وقت دے دیا۔ اس کے بعد وہ عورت عقیدت بھرے انداز میں اٹھی اور آفس سے باہر چلی گئی۔ ساحر بابا نے بیل بجا کر اپنے سیکرٹری سے اگلے سائل کو اندر بھیجنے کا کہا تو سیکرٹری نے باری والی دوسری عورت کو اشارہ کیا تو وہ آفس کے دروازے پر پہنچی اور اس نے دفتر کا دروازہ کھولنا چاہا لیکن دفتر کا دروازہ نہ کھلا۔ اس نے دروازے پر خوب زور لگایا لیکن دروازہ تھا کہ کھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

" کیا بات ہے۔ تم اندر کیوں نہیں جاتی "۔۔۔۔ سیکرٹری نے سائل کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

" دروازہ کھلے گا تو میں اندر جاؤں گی "۔۔۔۔ اس عورت نے پریشان لہجے میں کہا۔

" لگتا ہے کچھ کھاتی پیتی نہیں ہو "۔۔۔۔ سیکرٹری نے غصے سے کہا اور اس نے ہینڈل گھمایا لیکن دروازہ اس سے بھی نہیں کھلا۔ پہلی عورت کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔

ساحر بابا کو دروازے کے لاک ہونے کا احساس ہو گیا تھا اس

لئے وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے سامنے ایک سایہ سا نظر آنے لگا اور پھر آہستہ آہستہ وہ سایہ مجسم ہوتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ مجسم ہوا ساحر بابا اپنی کرسی سے اٹھا اور اس کے سامنے جھک گیا۔

" یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آقا شاکو نے مجھے اپنا دیدار کرایا "۔۔۔۔ ساحر بابا نے جھکے جھکے شاکو سے کہا۔ شاکو بڑے شیطان کا نمائندہ تھا اور ساحر بابا بھی شیطان کا پیروکار تھا۔ شیطان نے اسے کچھ طاقتیں دی ہوئی تھیں جن کی مدد سے وہ لوگوں کے مسائل حل کرتا تھا اور اسے لاکھوں کی آمدن کے ساتھ ساتھ شہرت بھی مل رہی تھی۔

" اپنا سر اٹھا لو روہت کمار "۔۔۔۔ شاکو نے ساحر بابا سے کہا تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور پھر مؤدبانہ انداز میں شاکو کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

" بڑے آقا نے تم پر بے شمار نوازشات کی ہیں "۔۔۔۔ شاکو نے سرد آواز میں کہا۔

" جی ہاں۔ بڑے آقا کی مجھ پر بڑی مہربانی ہے "۔۔۔۔ ساحر بابا نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" اب وقت آگیا ہے تم بھی آقا کا کوئی کام کرو "۔۔۔۔ شاکو نے اس مرتبہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" میں بڑے آقا کا کوئی کام کروں اس سے بڑھ کر میرے لئے خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے "۔۔۔۔ ساحر بابا نے کہا جس کا اصل نام روہت کمار تھا۔

" دارالحکومت کے کنگ روڈ پر فلیٹ نمبر دو سو میں ایک شخص عمران رہتا ہے ۔ آقا کو ہر حال میں اس کی ہلاکت چاہئے ۔ تم اسے فوری طور پر قتل کرا دو لیکن یہ قتل ہماری دنیا کی طاقتوں سے نہیں کرانا بلکہ اپنی دنیا کے انسانوں سے کرانا کیونکہ ہماری دنیا کی طاقتیں اس کے قریب بھی نہیں جا سکتیں"..... شاکو نے کہا۔

" کیا یہ انسان روشنیوں کا نمائندہ ہے"..... روہت کمار نے پوچھا۔

" نہیں ۔ یہ عام انسان ہے ۔ لیکن اسے کچھ روشن لوگوں کی تائید حاصل ہے ۔ یہ انتہائی ذہین، ہوشیار اور تیز انسان ہے اس لئے اسے قتل کرانے کے لئے تمہیں خاص منصوبہ بندی کرنی پڑے گی"..... شاکو نے کہا۔

" ٹھیک ہے آقا ۔ یہ شخص عمران آج ہی قتل ہو جائے گا"..... روہت کمار نے کہا۔

" یہ عمران اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے ۔ اگر یہ اتنی آسانی سے قتل ہو سکتا تو آج تک سینکڑوں مرتبہ قتل ہو چکا ہوتا ۔ یہ شخص سیکرٹ ایجنٹ ہے ۔ سینکڑوں بین الاقوامی مجرموں، مجرم تنظیموں اور اس ملک کے دشمن ایجنٹوں نے اسے قتل کرنے کی کوششیں کیں لیکن یہ نہیں مرا اس لئے تم اسے اتنا آسان نہ لو"..... شاکو نے اسے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

" بہت بہتر آقا ۔ میں کوئی پلاننگ کر کے ہی اسے قتل کراؤں گا ۔ اب آپ بے فکر رہیں"..... روہت کمار نے کہا۔

" اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم عمران کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تم بڑے شیطان کے دربار میں اپنی جگہ بنا لو گے اور بڑے آقا سے جس بھی خواہش کا اظہار کرو گے وہ پوری کر دی جائے گی ۔ بڑی بڑی شیطانی ذریات تمہاری غلام بن جائیں گی اور تم پر اس قدر انعامات کی بارش ہو گی کہ تم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہو گا"..... شاکو نے کہا تو روہت کمار کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔

" بڑے آقا کی جے ہو ۔ بس یوں سمجھیں کہ عمران کا خاتمہ ہو گیا"..... روہت کمار نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" اور اگر تم ناکام ہو گئے تو پھر تمہاری زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے گا"..... شاکو نے کہا۔

" ناکامی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ کچھ دیر بعد آپ اس کی موت کی خبر سن لیں گے"..... روہت کمار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی شاکو کا جسم تھرانے لگا اور پھر وہ سائے میں تبدیل ہو گیا ۔ کچھ دیر بعد سایہ بھی غائب ہو گیا ۔ اسی وقت روہت کمار کو احساس ہوا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج رہی ہے ۔ اس نے موبائل فون آن کیا اور کان سے لگا لیا۔

" ساحر بابا ۔ دروازہ اندر سے لاک ہو گیا ہے ۔ ہم بہت دیر سے کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھل رہا"..... ساحر بابا کے سیکرٹری نے کہا ۔ اس کے لہجے سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بہت پریشان ہے۔

"اب میں کسی سائل سے نہیں مل سکتا۔ سب سے کہہ دو کہ وہ کل آئیں"..... روہت کمار نے کہا اور بسلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر اس نے ایک الماری کھولی اور الماری سے ایک مورتی نکال لی۔ مورتی کو اپنے سامنے رکھ کر اس نے لائٹر جلایا اور اس کی حدت مورتی کو دینے لگا۔ اگلے ہی لمحے کمرے میں ایک چیخ بلند ہوئی اور ایک بھیانک شکل والی عورت اس کے سامنے ظاہر ہو گئی۔ یہ شیطان کی ذریت کنٹکالی تھی جو شیطان نے اسے بخشی ہوئی تھی۔

"کنٹکالی کے لئے کیا حکم ہے آقا"..... کنٹکالی نے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کنٹکالی۔ کیا تم دنیا کے کسی ایسے پیشہ ور قاتل کو جانتی ہو جو اپنی زندگی میں کبھی ناکام نہ ہوا ہو"..... روہت کمار نے اس سے پوچھا۔

"ہاں آقا۔ روسیاہ کا سوروچوف ایک ایسا پیشہ ور قاتل ہے جس نے اب تک تین سو سے زائد قتل کئے ہیں اور وہ اپنی زندگی میں کبھی ناکام نہیں ہوا۔ وہ اتنی چالاکی سے اپنے شکار کو گھیرتا ہے کہ شکار خود اس کے جال میں پھنس جاتا ہے"..... کنٹکالی نے کہا۔

"اسے اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ ابھی اور اسی وقت"..... روہت کمار نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آقا۔ مجھے بھینٹ دو۔ دو آدمیوں کی بھینٹ دو گے تو یہ کام ابھی ہو جائے گا"..... کنٹکالی نے کہا۔

"میرے آفس سے ابھی بہت سے سائل واپس گئے ہیں۔ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ جاؤ ان میں سے کسی دو کی بھینٹ لے لو"..... روہت کمار نے کہا تو کنٹکالی یکدم غائب ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ظاہر ہو گئی۔ اب اس کے ہونٹوں پر تازہ خون لگا ہوا اور اس کا شیطانی چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

"آقا۔ میں نے بھینٹ لے لی ہے۔ اب میں آپ کا کام کرنے کے لئے جاتی ہوں"..... کنٹکالی نے کہا اور روہت کمار کے سر ہلانے پر وہ غائب ہو گئی۔ پھر اس کی واپسی تقریباً پانچ منٹ بعد ہوئی۔ اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی کا جسم لدا ہوا تھا۔ کنٹکالی نے اسے روہت کمار کے سامنے میز پر ڈال دیا۔ روہت کمار نے بے ہوش آدمی کو دیکھا۔ وہ واقعی روسیاہی قومیت کا تھا۔ اس کا جسم انتہائی مضبوط اور طاقتور تھا اور وہ لمبے قد کا آدمی تھا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"..... روہت کمار نے کنٹکالی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ آپ اس پر پانی ڈالیں گے تو یہ ہوش میں آ جائے گا"..... کنٹکالی نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم اب جا سکتی ہو"..... روہت کمار نے کنٹکالی سے کہا تو وہ یکدم غائب ہو گئی۔ قریب پڑی میز پر ایک جگ اور گلاس رکھا ہوا تھا۔ روہت کمار نے گلاس میں پانی ڈالا اور اس بے ہوش آدمی کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔ جلد ہی اس آدمی

کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر وہ ہوش میں آگیا۔ اس نے کمرے کو دیکھا اور پھر اچھل کر میز سے نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔

"کون ہو تم اور میں یہاں کیسے پہنچ گیا"..... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں روہت کمار سے پوچھا۔

"تمہارا نام سوروچوف ہے اور تم ایک پیشہ ور قاتل ہو۔ تم نے اب تک تقریباً تین سو آدمیوں کو قتل کیا ہے"..... روہت کمار نے کہا۔

"جھوٹ ہے۔ میں پیشہ ور قاتل نہیں ہوں۔ تین سو آدمی تو کیا میں نے تو کبھی تین سو مکھیاں بھی نہیں ماری ہوں گی"..... سوروچوف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو روہت کمار کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم پانچ منٹ پہلے روسیاہ میں تھے اور اب پاکیشیا میں ہو۔ اس لئے گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں پولیس کے حوالے نہیں کروں گا بلکہ میں نے تم سے ایک کام لینا ہے"..... روہت کمار نے کہا۔

"میں نے کہا نا کہ میں پیشہ ور قاتل نہیں ہوں اور تم نے یہ کیا کہا ہے کہ میں پانچ منٹ پہلے روسیاہ میں تھا اور اب پاکیشیا میں ہوں یہ کیسے ممکن ہے"..... سوروچوف نے حیرت سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم اس وقت پاکیشیا میں ہو اور صرف پانچ منٹ میں یہاں پہنچے ہو"..... روہت کمار نے کہا۔

"نہیں۔ بکواس ہے یہ سب۔ تم مجھے جھوٹے آدمی لگتے ہو۔ تمہاری شکل بھی مکار آدمیوں جیسی ہے"..... سوروچوف نے کہا تو روہت کمار کو غصہ نہ آیا بلکہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے منہ میں کچھ پڑھ کر سوروچوف کے منہ پر پھونک مار دی۔

"آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں باہر کا ماحول دکھا دوں۔ پھر تمہیں یقین آجائے گا کہ تم روسیاہ میں نہیں بلکہ پاکیشیا میں ہو"..... روہت کمار نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ سوروچوف نے کچھ سوچا اور پھر وہ بھی اس کے ساتھ اس کمرے سے باہر آگیا۔ کمرے سے باہر نکلنے کے بعد وہ اس عمارت سے بھی باہر آگئے۔ باہر نکل کر سوروچوف کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ واقعی اس وقت روسیاہ میں نہیں تھا۔ اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں تو اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالنا چاہا لیکن اس کے بازو نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے دوسرے بازو سے اپنا ریوالور نکالنا چاہا لیکن وہ اپنے دوسرے بازو کو بھی حرکت نہ دے سکا تھا۔ اس نے روہت کمار کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔

"میری اجازت کے بغیر تمہارے یہ بازو حرکت نہیں کر سکیں گے"..... روہت کمار نے مسکراتے ہوئے کہا مگر سوروچوف نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اب واپس دفتر میں چلتے ہیں"..... روہت کمار نے کہا اور پھر مڑ کر

وہ عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ سوروچوف بھی اس کے پیچھے چلنے لگا۔ روہت کمار اسے ساتھ لے کر اپنے دفتر میں آگیا اور اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو سوروچوف چپ چاپ کرسی پر بیٹھ گیا۔

" میں اگر چاہوں تو تمہارے بازوؤں کی طرح تمہارا دل بھی حرکت کرنا بند کر دے"..... روہت کمار نے کہا تو سوروچوف کا چہرہ خوف سے زرد ہونے لگا اور اس نے خوفزدہ نگاہوں سے روہت کمار کی طرف دیکھا۔

" تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"..... سوروچوف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" میں یہاں تم سے ایک قتل کرانا چاہتا ہوں ۔ اگر تم نے وہ قتل کر دیا تو دس آدمیوں کے قتل کے برابر تمہیں معاوضہ دوں گا اور اگر تم ناکام ہو گئے تو تمہارے دل کی حرکت بند ہو جائے گی"..... روہت کمار نے بیک وقت اسے لالچ اور دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے تم بہت بڑے ساحر لگتے ہو ۔ تم یہ کام خود کیوں نہیں کر لیتے ۔ جس طرح مجھے دل کی دھڑکن بند کرنے کی دھمکی دے رہے ہو اسی طرح اس کے دل کی حرکت بھی بند کر دو جسے تم میرے ہاتھوں ہلاک کرانا چاہتے ہو"..... سوروچوف نے کہا۔

" ہر کسی کی اپنی اپنی حدیں ہوتی ہیں ۔ یوں سمجھو کہ وہ میری حد سے باہر ہے"..... روہت کمار نے کہا۔

" میں نے پاکیشیا نہیں دیکھا ہوا ۔ میں اس آدمی کو کیسے تلاش کروں گا"..... سوروچوف نے کہا۔

" میرا ایک آدمی تمہارے ساتھ جائے گا ۔ اس کے علاوہ میں تمہیں دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ بھی دے دوں گا ۔ اس آدمی تک پہنچنے میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہو گی"..... روہت کمار نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ مجھے تمہارا کام کرنے پر کوئی اعتراض نہیں"..... سوروچوف نے کہا تو روہت کمار کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

" یہ بات تم نے اپنے ذہن میں رکھنی ہے کہ تمہارا ٹارگٹ انتہائی چالاک، عیار، ذہین اور تیز طرار ہے ۔ تم نے اسے قتل کرنا ہے ۔ اس کے ہاتھوں خود قتل نہیں ہو جانا"..... روہت کمار نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" فکر نہ کرو ۔ یہ میرا پیشہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ میں نے کیسے کام کرنا ہے ۔ تم مجھے اس کا نام اور اس کی تصویر دے دو اور آنے جانے کے لئے ایک گاڑی بھی دے دو ۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا"..... سوروچوف نے کہا۔

" اس کی تصویر تو میرے پاس نہیں ہے ۔ نام میں تمہیں اس کا بتا دیتا ہوں ۔ اس کا نام عمران ہے اور وہ دارالحکومت کے کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے ۔ میرا آدمی تمہیں اس کے فلیٹ پر پہنچا دے گا"..... روہت کمار نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ مجھے ایک مشین پسٹل بھی دے دو اور اپنا آدمی بھی میرے ساتھ بھیج دو"..... سوروچوف نے کہا تو روہت کمار نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک مشین پسٹل نکال کر سوروچوف

کو دے دیا۔ سوروچوف نے مشین پسٹل اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کا ریوالور بھی اس کی جیب میں تھا۔ مشین پسٹل اس نے دوسری جیب میں رکھ لیا تھا۔

"تم نے اپنا تعارف نہیں کرایا"..... سوروچوف نے مشین پسٹل جیب میں رکھنے کے بعد روہت کمار سے کہا۔

"اس کی ضرورت تو نہیں ہے مگر پھر بھی میں بتا دیتا ہوں۔ میرا نام روہت کمار ہے اور میں یہاں ساحر بابا کے نام سے مشہور ہوں۔ میں بہت بڑا عامل ہوں اور کئی شیطانی طاقتیں میری غلام ہیں"..... روہت کمار نے کہا اور پھر اس نے بیل بجائی تو اس کا سیکرٹری اندر آ گیا۔ سیکرٹری نے ہاتھ کے اشارے سے اسے سلام کیا۔

"نجم کو میرے پاس بھیج دو"..... روہت کمار نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو سیکرٹری واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور آدمی اندر آ گیا۔ یہ نجم تھا جو روہت کمار کا ڈرائیور تھا۔ اس نے بھی ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا تھا کیونکہ روہت کمار نے سب کو منع کیا ہوا تھا کہ کوئی بھی اسے زبان سے سلام نہ کرے۔ بہت سے سائل دفتر میں داخل ہوتے ہی اس سلام کرتے تھے لیکن وہ کسی کے سلام کا جواب نہیں دیتا تھا۔ غیر مسلم ہونا تو ایک طرف وہ تو شیطان کا پیروکار تھا اس لئے وہ سلام کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔

"یہ میرے دوست ہیں مسٹر سوروچوف۔ انہیں دارالحکومت لے جاؤ۔ انہوں نے وہاں کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں جانا ہے۔

جب یہ واپس آ جائیں تو پھر انہیں میرے پاس لے آنا۔ انہیں دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ بھی دے دینا"..... روہت کمار نے نجم کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر بابا جی۔ آیئے مسٹر سورو"..... ڈرائیور نے پہلے روہت کمار سے اور پھر سوروچوف سے کہا۔

"یہ پاکیشیائی زبان نہیں جانتے۔ یہ روسیاہی ہیں لہذا تم ان سے بات چیت نہیں کر سکو گے"..... روہت کمار نے کہا تو نجم نے اشارے سے اسے چلنے کے لئے کہا اور پھر وہ اسے ساتھ لے کر کار تک آ گیا۔ روہت کمار نے ان دونوں کے دفتر سے باہر جانے کے بعد الماری کھولی اور مورتی نکال کر اسے لائٹر کی آنچ دکھائی تو فوراً ہی کمرے میں ایک تیز چیخ گونجی اور کنکالی ظاہر ہو گئی۔

"کنکالی حاضر ہے آقا"..... کنکالی نے لرزتی ہوئی آواز میں روہت کمار سے کہا۔

"کنکالی۔ میں نے سوروچوف کو عمران کے قتل کے لئے بھیجا ہے تم نے سورو کی نگرانی کرنی ہے اور اس کے دماغ میں جھانکتے رہنا ہے اسے ادھر ادھر بھٹکنا نہیں چاہئے۔ ہاں۔ عمران کے فلیٹ سے تم نے دور رہنا ہے"..... روہت کمار نے کنکالی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھینٹ دو آقا"..... کنکالی نے بھینٹ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت میں میری ایک بکری موجود ہے۔ تم اس کی

بھینٹ لے لو"..... روہت کمار نے کہا تو کٹکالی یکدم غائب ہو گئی۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہونٹوں پر تازہ خون لگا ہوا تھا۔

"میں نے بھینٹ لے لی ہے آقا۔ اب میں سورو کے تعاقب میں جاتی ہوں"..... کٹکالی نے کہا اور پھر اس نے ایک چیخ ماری اور غائب ہو گئی۔ روہت کمار کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔ اسے یقین تھا کہ عمران کو قتل کرا کے وہ بڑے شیطان کے دربار میں اپنی جگہ بنا لے گا اور یہ اس کے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات تھی کیونکہ یہ مرتبہ پانے کے بعد اس نے شیطانی دنیا میں معتبر ہو جانا تھا۔

پاکیشیا سے کوئی بھی فلائٹ براہ راست تبت نہیں جاتی تھی اس لئے عمران نے شوگران کے لئے سیٹیں حاصل کر لی تھیں۔ اس کی پرواز رات گیارہ بجے تھی۔ اس نے جوزف کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ رانا ہاؤس کو لاک کر کے رات نو بجے عمران کے فلیٹ پر پہنچ جائے اور ابھی چونکہ گیارہ بجنے میں کئی گھنٹے باقی تھے اس لئے عمران اپنے فلیٹ پر مطالعے میں مصروف تھا۔ وہ ایک سائنسی میگزین پڑھ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے سی ایل آئی پر نظریں دوڑائیں تو جولیا کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔ نمبر چیک کرنے کے بعد عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔ کیسے علی عمران کا خیال آ گیا ہے اور اس نے مجنونِ دوراں کے نمبر ڈائل کر دیئے"..... عمران نے اداس لہجے میں کہا۔

"کیا تم سی ایل آئی پر نمبر چیک نہیں کرتے"..... جولیا کی آواز

سنائی دی۔

" تم نے سنا نہیں میں نے مجنونِ دوراں کہا ہے۔ ایک مجنوں کو سی ایل آئی دیکھنے کا کہاں ہوش ہوتا ہے"..... عمران نے کہا۔

" اچھا۔ تو تم مجنوں بن چکے ہو"..... جولیا نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔

" میں تو اب داستان پارینہ بن چکا ہوں"..... عمران نے بدستور اداس لہجے میں کہا۔

" سنا ہے تم تبت جا رہے ہو کسی مشن پر"..... جولیا نے عمران کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

" یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔ ویسے تم سے کس نے کہا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

" کہیں سے بھی سنا ہے لیکن تم یہ صحیح صحیح بتاؤ۔ کیا تم واقعی کسی مشن پر جا رہے ہو"..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" صحرا نوردی سے تھک گیا ہوں اس لئے تبت نوردی پر جا رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

" تم ہمیں ساتھ لے کر کیوں نہیں جا رہے"..... جولیا نے کہا۔

" میں نے تمہارے باپردہ چیف سے گزارش کی تھی لیکن اس نے کہا ہے کہ یہ تمہارا ذاتی مسئلہ ہے اس لئے اس پر ایک روپیہ بھی سرکار کے خزانے سے خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ اب بندہ بے اختیار کیا کر سکتا ہے"..... عمران نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا ذاتی مسئلہ ہے۔ وہ کیسے"..... عمران کی بات سن کر جولیا نے کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر تفصیل بتا دی۔

" اب تمہارے ساتھ اور کون کون جا رہا ہے"..... جولیا نے پوچھا۔

" صرف جوزف۔ جوزف کو میں اس لئے ساتھ لے جا رہا ہوں کہ اس کے سر پر کئی وچ ڈاکٹروں کا ہاتھ ہے اور ایسے معاملات میں اس کا ساتھ میرے لئے مفید ہو گا کیونکہ وہ کئی شیطانی عوامل کا توڑ کر لیتا ہے"..... عمران نے کہا۔

" عمران۔ یہ واقعی تمہارا ذاتی مسئلہ ہے۔ سرکاری حیثیت سے نہ سہی میں ذاتی حیثیت سے تو تمہارے ساتھ جا سکتی ہوں۔ چیف سے چند روز کی چھٹیاں لے لیتی ہوں"..... جولیا نے کہا۔

" چیف ہرگز تمہیں چھٹی نہیں دے گا اور ویسے بھی سیکرٹ سروس میں چھٹیاں کیسی"..... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے کہ میں سیکرٹ سروس کی ممبر ہوں لیکن میں انسان بھی ہوں۔ میری مجبوریاں بھی تو ہو سکتی ہیں۔ کیا ان مجبوریوں کی بناء پر مجھے چھٹی نہیں مل سکتی"..... جولیا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

" مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو۔ یہ اپنے چیف سے پوچھو"..... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں۔ اس کے بعد

تمہیں فون کروں گی"..... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران جلدی سے اٹھا اور دوسرے کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں موجود بجلی کے بورڈ پر لگے ہوئے بہت سے بٹنوں میں سے اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اب اس کا فون دانش منزل کے فون سے منسلک ہو گیا تھا۔ وہ فون رسیور کرتا تو بلیک زیرو اس فون کو سن سکتا تھا اور اگر بلیک زیرو کال رسیور کرتا تو عمران اس فون کو سن سکتا تھا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا تو اس کے فون پر بیل آنے لگی۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کمرے میں رکھے ہوئے فون سیٹ کا رسیور اٹھا لیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں کا کنکشن آن ہوتے ہی بلیک زیرو کال رسیور نہیں کرے گا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ جولیا بول رہی ہوں"..... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کس لئے فون کیا ہے تم نے"..... اس مرتبہ عمران نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ مجھے کچھ دنوں کے لئے چھٹی چاہئے"..... جولیا نے مؤدبانہ مگر سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہماری زندگی میں چھٹی نام کی کوئی چیز نہیں ہے"..... عمران نے کہا۔

"سر۔ ایک بہت مجبوری آن پڑی ہے جس کی وجہ سے مجھے چھٹی

چاہئے"..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیسی مجبوری ہے۔ مگر۔ مجبوری بتانے سے پہلے اتنا یاد رکھنا کہ مجھے اپنے ممبران سے جھوٹ کی ایک فیصد بھی توقع نہیں ہے"..... عمران نے اس بار قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ عمران اپنے ایک ذاتی مسئلہ کے حل کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہے اور میں اس کے ساتھ جانا چاہتی ہوں"..... جولیا نے حقیقت بیان کرتے ہوئے کہا۔

"کیا عمران نے تمہیں ساتھ چلنے کو کہا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"نو سر۔ یہ میری اپنی خواہش ہے۔ عمران تو صرف جوزف کو ساتھ لے جا رہا ہے"..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جوزف، عمران کا ذاتی ملازم ہے اور اس کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر عمران کے باہر چلے جانے کے بعد یہاں کوئی کیس ایسا آ گیا جس میں تمہاری ضرورت پڑی تو پھر تمہیں کہاں سے لایا جائے گا۔ لہذا تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ بلیک زیرو نے بھی یہ گفتگو سن لی ہو گی۔ عمران نے بٹن آف کیا اور دوبارہ سٹنگ روم میں آ گیا۔ ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے نمبر چیک کئے تو جولیا کا فون تھا۔

"ہیلو۔ علی عمران بندہ نادان، مسافر تبت بول رہا ہوں".....

عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

" عمران ۔ چیف نے چھٹی دینے سے انکار کر دیا ہے ۔ تم کسی طرح چیف کو راضی کر لو"..... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

" تمہارا پردہ نشین چیف مجھے پہلے ہی انکار کر چکا ہے ۔ اب میں کیسے اسے راضی کر سکتا ہوں ۔ اسے غصہ آگیا تو میرا حال کیا ہو گا شاید تمہیں اس کا اندازہ نہیں"..... عمران نے کہا۔

" تو کیا ہم تمہیں اکیلا جانے دیں ۔ سینکڑوں مرتبہ تم نے مشکل وقت میں ہماری مدد کی ہے اور ہماری جانیں بچائی ہیں ۔ اب تم پر مشکل وقت ہے تو ہم تمہارا ساتھ چھوڑ دیں"..... جولیا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

" دیکھو جولیا ۔ اگر تم میرے ساتھ چلنا چاہتی ہو تو چیف سے اجازت تم خود لو گی ۔ مجھ میں تو اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں دوبارہ اس سے بات کروں ۔ تم ڈپٹی چیف ہو تمہاری بات اور ہے"..... عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ بات تو اب میں بھی نہیں کر سکتی ۔ میں نے اگر دوبارہ فون کیا تو چیف مجھے گولی مار دے گا ۔ میں صفدر سے کہتی ہوں کہ وہ چیف سے بات کرے ۔ صفدر کی بھی تمہارے ساتھ جانے کی خواہش ہے"..... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور میگزین اٹھا لیا ۔ ابھی اس نے بمشکل چند سطریں ہی پڑھی ہوں گی کہ ڈور بیل بجنے لگی اور

پھر سلیمان کے قدموں کی آواز سنائی دی۔

" کون ہے"..... دروازے کے قریب سے سلیمان کی آواز سنائی دی ۔ یہ اس کی عادت تھی کہ وہ دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھ لیتا تھا۔

" کیا عمران صاحب فلیٹ پر موجود ہیں"..... باہر سے کسی نے ایکریمین لہجے میں پوچھا۔

" جی ہاں ۔ عمران صاحب فلیٹ پر موجود ہیں ۔ آپ کون ہیں"..... سلیمان نے کہا۔

" میں ان کا مہمان ہوں ۔ کیا آپ دروازہ نہیں کھولیں گے"..... باہر سے کہا گیا اور پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

" کیا عمران صاحب موجود ہیں"..... عمران کو ایک آواز سنائی دی اور یہ آواز اس کے لئے اجنبی تھی۔

" جی ہاں ۔ تشریف لائیے"..... سلیمان نے آنے والے سے کہا اور پھر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

" آپ ادھر ڈرائینگ روم میں تشریف رکھیں میں صاحب کو ابھی اطلاع کرتا ہوں"..... سلیمان نے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے سلیمان سٹنگ روم میں پہنچ گیا۔

" صاحب ۔ کوئی صاحب آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں"..... سلیمان نے کہا تو عمران نے میگزین میز پر رکھا اور سٹنگ روم سے باہر آگیا ۔ ڈرائینگ روم میں ایک صحت مند اور مضبوط جسم کا مالک شخص بیٹھا ہوا تھا ۔ شکل وصورت سے وہ روسیاہی لگتا تھا۔

"ہیلو ۔ میرا نام سوروچوف ہے"..... عمران کو دیکھ کر اس شخص نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"جی فرمایئے ۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"..... عمران نے روسیاہی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو وہ شخص ایک لمحے کے لئے حیران رہ گیا۔

"اوہ ۔ آپ روسیاہی زبان جانتے ہیں ۔ تھینک گاڈ ۔ میں ایکریمین زبان اچھی طرح نہیں بول سکتا"..... آنے والے شخص سوروچوف نے کہا۔

"بس تھوڑی بول اور سمجھ لیتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"میں روسیاہ کا شہری ہوں اور وہاں میں پیشہ ور قاتل کے طور پر مشہور ہوں"..... سوروچوف نے کہا۔

"تو یہاں بھی آپ کسی کے قتل کا مشن لے کر آئے ہیں"..... عمران نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں خود نہیں آیا بلکہ مجھے پراسرار طریقے سے لایا گیا ہے میں روسیاہ میں اپنی رہائش گاہ کے کمرے میں لیٹا ہوا تھا کہ میں اچانک بے ہوش ہو گیا ۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں پاکیشیا میں تھا اور یہ ہوش مجھے صرف پانچ منٹ بعد آیا تھا یعنی میں پانچ منٹ میں ہی روسیاہ سے پاکیشیا پہنچ گیا"..... سوروچوف نے کہا مگر عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"آپ کو میری بات پر یقین نہیں آرہا ہے نا"..... سوروچوف نے کہا۔

"مجھے یقین آرہا ہے ۔ آپ آگے بولیں مسٹر"..... عمران نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے کہا۔

"سوروچوف ۔ میرا نام سوروچوف ہے"..... سوروچوف نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"جی مسٹر سوروچوف ۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں"..... عمران نے کہا۔

"مجھے یہاں ہوش آیا تو میں یہاں ایک شیطانی شکل و صورت کے انسان کے سامنے تھا جس کا اصل نام تو روہت کمار ہے لیکن وہ ساحر بابا کے نام سے مشہور ہے ۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے صرف پانچ منٹ کے قلیل عرصے میں مجھے روسیاہ سے یہاں پاکیشیا بلا لیا ہے ۔ میں نے پہلے تو اس کی بات پر یقین نہیں کیا اور میں سمجھا کہ وہ کوئی سرکاری بندہ ہے اور مجھ سے اعتراف جرم کرانا چاہتا ہے ۔ لیکن جب اس نے مجھے اپنی بلڈنگ کے باہر لے جا کر ماحول دکھایا تو مجھے یقین آگیا کہ میں روسیاہ میں نہیں بلکہ کسی اور ملک میں ہوں ۔ پھر مجھے کئی مضامین بھی یاد آگئے جو میں نے شیطانی طاقتوں اور شیطانی پیروکاروں کے متعلق پڑھے تھے ۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ ساحر روہت کمار دراصل شیطان کا پیروکار ہے ۔ پھر اس نے مجھے تمہیں قتل کرنے کے لئے کہا اور اپنے ڈرائیور کے ساتھ یہاں بھیج دیا ۔ اب میں تمہارے فلیٹ میں اور ڈرائیور نیچے کار میں بیٹھا ہوا ہے"..... سوروچوف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تم نے مجھے قتل کیوں نہیں کیا۔ ایک گولی چلا دینے پر"..... عمران نے کہا۔

" میں جانتا ہوں کہ جس انسان کو وہ شیطان کا پیروکار نہیں مار سکتا اسے میں کیسے مار سکتا ہوں"..... سوروچوف نے کہا۔

" اگر تم مجھے نہیں مارو گے تو وہ تمہیں مار دے گا"..... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ اس نے ایسا ہی کرنا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے فلیٹ پر چھپا رہوں۔ آپ جائیں اور اس روہت کمار کا خاتمہ کر دیں"..... سوروچوف نے کہا۔

" وہ اس فلیٹ پر بھی تو تمہارا خاتمہ کرا سکتا ہے"..... عمران نے کہا۔

" مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکے گا کیونکہ آپ روشنیوں کے نمائندے ہیں۔ اگر آپ روشنی کے نمائندے نہ ہوتے وہ آپ کو کب کا ختم کر چکا ہوتا"..... سوروچوف نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ایک عام سا انسان ہوں۔ میں کہاں سے روشنی کا نمائندہ ہو گیا"..... عمران نے کہا۔

" آپ عام انسان نہیں ہیں۔ عام انسانوں سے شیطان کے پیروکار نہیں ڈرتے جبکہ میں نے اس روہت کمار کو آپ سے خوفزدہ دیکھا ہے"..... سوروچوف نے کہا۔

" حیرت ہے۔ کوئی مجھ سے بھی خوفزدہ ہو سکتا ہے"..... عمران نے

کہا اور اٹھ کر اپنے سپیشل کمرے میں آگیا۔ اس نے فلیٹ کا خودکار سسٹم آن کیا اور واپس ڈرائینگ روم میں آگیا۔

" سلیمان"..... عمران نے سلیمان کو آواز دی تو وہ کسی جن کی طرح ڈرائینگ روم کے دروازے پر نمودار ہو گیا۔

" جی صاحب"..... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" صاحب کو چائے پلاؤ۔ میں تھوڑی دیر میں واپس آتا ہوں"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر ڈرائینگ روم سے نکل کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر فلیٹ کی سیڑھیاں اتر کر وہ اپنی کار میں آ بیٹھا۔ ساحر بابا کا نام اس نے بھی سنا ہوا تھا۔ اس نے اخبار میں کئی بار ساحر بابا کا اشتہار بھی دیکھا تھا۔ عمران کی کار مین روڈ پر آکر دارالحکومت کے اس علاقے کی طرف بڑھنے لگی جہاں ساحر بابا رہتا تھا۔ تیز ڈرائیونگ کے نتیجے میں وہ کچھ دیر کے بعد اس علاقے میں پہنچ گیا۔ عمران کو وہ بلڈنگ تلاش میں کرنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی کیونکہ ساحر بابا وہاں شیطان کی طرح مشہور تھا۔ عمران جب بلڈنگ کے قریب پہنچا تو بلڈنگ کا مین گیٹ کھلا ہوا تھا۔ عمران کار سمیت اندر داخل ہو گیا۔ جیسے ہی اس نے کار روکی دو ملازم اس کے قریب آگئے۔

" جی صاحب"..... جیسے ہی عمران کار سے نیچے اترا تو ایک آدمی نے اس سے پوچھا۔

" مجھے ساحر بابا سے ملنا ہے"..... عمران نے کہا۔

" ساحر بابا تو آج کسی سائل سے نہیں مل رہے ۔ آپ کل تشریف لے آئیں "..... اس آدمی نے کہا۔

" تم اپنے ساحر بابا کو میرا نام بتاؤ۔ وہ خود ہی سر کے بل چل کر مجھ سے ملنے آئے گا "..... عمران نے کہا۔

" کیا نام ہے آپ کا "..... اس آدمی نے عمران کے لہجے سے متاثر ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اسے اپنا نام بتاتا ایک کمرے سے ادھیڑ عمر آدمی نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

" اوہ ۔ ساحر بابا تو ہماری طرف ہی آ رہے ہیں "..... اس آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" آئیے جناب ۔ آئیے ۔ کیسے آنا ہوا آپ کا "..... ساحر بابا نے عمران کے قریب پہنچ کر کہا۔

" مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو ۔ انہیں سیدھے راستے سے بھٹکا کر شیطان کے راستے پر چلانے کی کوشش کرتے ہو اس لئے تمہاری موت یقینی ہے ۔ تم جیسے شیطان کے پیروکار کو رعایت نہیں دی جا سکتی "..... عمران نے کہا اور مشین پسٹل نکال لیا ۔ مشین پسٹل دیکھ کر ساحر بابا خوفزدہ ہو گیا اور اس کے ملازم بھی خوفزدہ ہو گئے تھے ۔

" آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جناب ۔ میں تو مخلوق خدا کی خدمت کر رہا ہوں "..... ساحر بابا نے خوفزدہ لہجے میں کہا جبکہ عمران نے مشین پسٹل کا رخ ساحر بابا کی طرف کیا اور فائر کر دیا ۔ ایک

دھماکہ ہوا اور گولی ساحر بابا کے سینے کو چیر کر اس کے دل میں جا لگی اور وہ نیچے گر کر تڑپنے لگا ۔ اس کے دونوں ملازموں نے شور مچانا شروع کر دیا۔

" خبردار ۔ اگر اب تمہاری آواز نکلی تو ایک ایک گولی تمہارے سینے میں بھی اتار دوں گا "..... عمران نے غراتے ہوئے کہا ۔ عمران کی غراہٹ سن کر وہ دونوں یکدم سہم کر خاموش ہو گئے ۔ عمران نے ساحر بابا کی طرف دیکھا تو اس کا تڑپتا ہوا جسم ساکت ہو گیا تھا ۔ عمران واپس مڑا اور اپنی کار میں بیٹھ کر اس بلڈنگ سے باہر نکل کر دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگا جبکہ ساحر بابا جس کا اصل نام روہت کمار تھا اس کے دونوں ملازم ایک بار پھر شور مچانے لگے ۔

شالو عمامہ لے کر اپنی رہائش گاہ پر واپس آ چکا تھا جبکہ فرے بنیا خوبصورت لڑکی کے روپ میں اس کے ہمراہ تھی ۔ شالو نے اسے حکم دیا کہ وہ اس روپ میں اس کی رہائش گاہ پر رہے ۔ اسے یہ حکم دینے کے بعد شالو اپنے مخصوص کالے کمرے میں آ گیا تھا ۔ اسے کمرے میں پہنچے ابھی دو تین سیکنڈ ہی ہوئے ہوں گے کہ اس کے کمرے میں تیز بدبو پھیل گئی اور پھر وہاں شکنتو ظاہر ہو گیا ۔ شکنتو کے ظاہر ہوتے ہی شالو اس کے سامنے جھک گیا۔

" کامیابی تمہیں مبارک ہو شالو ۔ اب تم سر اٹھا لو کیونکہ اب رتبے میں تم میرے برابر ہو چکے ہو ۔ بڑے آقا تم سے بہت خوش ہیں اور تم پر نوازشات کی بارش کر دی ہے "..... شکنتو نے کہا تو شالو اٹھ کھڑا ہوا۔

" میری کامیابی بڑے آقا کی مرہون منت ہے ورنہ میں کیا اور

میری اوقات کیا "..... شالو نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" تم نے بہت ہی ذہانت سے کام لیا ہے شالو ۔ بڑے آقا بھی تمہیں اس کامیابی پر مبارک باد دے رہے ہیں "..... شکنتو نے کہا۔

" یہ میرے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے ۔ بڑے آقا کی خوشی ہی میری زندگی کا مقصد ہے "..... شالو نے کہا۔

" تمہاری اس خوشی پر بڑے آقا نے چلبری اور خباشہ تمہیں بخش دی ہیں ۔ خباشہ کو حاصل کرنے کی میری خواہش تھی لیکن بڑے آقا نے یہ تمہیں بخش دی ہے اس لئے تمہیں مبارک ہو "..... شکنتو نے کہا تو شالو کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کیونکہ یہ دونوں ذریات شیطانی دنیا کی بہت بڑی طاقتیں تھیں ۔ بڑے شیطان کے اکثر نائبین کی خواہش تھی کہ وہ ان طاقتوں کو حاصل کر لیں لیکن بڑے شیطان نے یہ طاقتیں کبھی کسی کو نہیں بخشی تھیں لیکن اس مرتبہ شالو نے کام ہی اتنا بڑا کیا تھا کہ بڑے شیطان نے خود ہی یہ طاقتیں اسے بخش دی تھیں ۔ عمران شیطان کا بہت بڑا دشمن تھا اور اس عمران کو دھوکہ دے کر اس سے کوئی چیز حاصل کر لینا کوئی چھوٹا کام نہیں تھا ۔ اتنے بڑے کام پر ہی بڑے شیطان نے اسے یہ بڑا انعام دیا تھا۔

شکنتو نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا تو دو عورتیں کمرے میں ظاہر ہو گئیں ۔ ان عورتوں کے قد آٹھ آٹھ فٹ سے بھی زیادہ لمبے تھے ۔ ان کی آنکھیں ہاتھی کی آنکھوں کی طرح چھوٹی چھوٹی لیکن انتہائی چمکدار تھیں ۔ ان کے کان گدھے کے کانوں جیسے تھے اور ان میں سے ایک

کا سر بالکل صاف تھا اور بال نام کی کوئی چیز اس کے سر پر نہیں تھی جبکہ دوسری عورت کے سر پر انتہائی باریک سانپ سے اگے ہوئے تھے ۔ گنجی عورت کا نام چلبری اور سانپوں جیسے بالوں والی عورت کا نام خباثہ تھا ۔ ان دونوں کو اپنے سامنے دیکھ کر شالو کی خوشی سنبھالے نہ سنبھل رہی تھی ۔ ان دونوں نے ظاہر ہونے کے بعد شالو کے سامنے سجدہ کیا جس پر اس کی خوشی میں مزید اضافہ ہو گیا۔

" بڑے شیطان کے حکم پر اب ہم آپ کی باندیاں ہیں اور آپ ہمارے آقا ہیں "..... چلبری اور خباثہ نے سجدے میں جھکے جھکے کہا۔

" اب تم دونوں کھڑی ہو جاؤ اور اس مکان کے کسی کمرے میں جا کر رہو ۔ جب میں تمہارا نام پکاروں تو فوراً میرے سامنے حاضر ہو جانا "..... شالو نے پررعب لہجے میں کہا تو چلبری اور خباثہ فوراً غائب ہو گئیں۔

" ہاں شکنتو ۔ یہ عمامہ کیا تم لے کر جاؤ گے "..... شالو نے بدلے ہوئے لہجے میں شکنتو سے پوچھا کیونکہ ان دو طاقتوں کے حاصل ہونے کے بعد وہ کسی طور پر شکنتو سے کم نہیں رہا تھا اس لئے اس کا لہجہ بھی بدل گیا تھا۔

" آکاش کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھاسی میں چلے جاؤ ۔ وہاں ایک نوجوان رہتا ہے شالاما ۔ اس نے اس عمامے کو سامنے رکھ کر چلہ کرنا ہے ۔ تم یہ عمامہ اسے پہنچا دو ۔ آج اور ابھی "..... شکنتو نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں یہ عمامہ آج ہی اسے پہنچا دیتا ہوں "..... شالو

نے کہا تو شکنتو یکدم غائب ہو گیا۔

" فرے بنیا "..... شکنتو کے غائب ہونے پر شالو نے فرے بنیا کو آواز دی تو وہ فوراً ہی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔

" حکم آقا "..... فرے بنیا نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کیا تمہیں معلوم ہے کہ چلبری اور خباثہ طاقتیں مجھے مل گئی ہیں "..... شالو نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" ہاں آقا ۔ میں ان دونوں سے مل چکی ہوں ۔ آپ کو مبارک ہو آقا "..... فرے بنیا نے شالو کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

" اس خوشی میں آج جشن ہو گا ۔ تم، چلبری اور خباثہ آج رات رقص کرو گی اور مجھے اور میرے دوستوں کو دنیا کی بہترین شراب پلاؤ گی اور ہمیں خوش کرو گی "..... شالو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" آقا ۔ ہمارا کام ہی آپکا حکم ماننا اور آپ کو خوش کرنا ہے "..... فرے بنیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" جاؤ ۔ میرے خاص خاص دوستوں کو آج رات کے جشن کی اطلاع کر دو ۔ میں اس دوران آکاش کالونی سے ہو آؤں "..... شالو نے کہا تو فرے بنیا نے ایک مرتبہ پھر سر جھکایا اور کمرے سے غائب ہو گئی ۔ اس کے جانے کے بعد شالو نے اپنے ہاتھوں کو ایک جھٹکا دیا اور وہ بھی وہاں سے غائب ہو گیا ۔ پھر وہ ظاہر ہوا تو آکاش کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھاسی کے سامنے کھڑا تھا ۔ اس نے گیٹ کے ستون پر لگی

بیل بجائی ۔چند لمحوں بعد گیٹ کھلا اور ایک نوجوان گیٹ سے باہر آ گیا۔

" شالو ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"…. اس نوجوان نے شالو کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ نوجوان شالاما ہی تھا۔

" تمہاری یہ امانت میرے پاس ہے ۔ اپنی امانت لے لو"…. شالو نے ایک شاپر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" شکریہ"…. شالاما نے شالو کا شکریہ ادا کیا اور عمامے والا شاپر اس سے لے لیا۔

" میں نے آج رات ایک جشن کا اہتمام کیا ہے ۔ اگر تم اس جشن میں شرکت کرو تو مجھے خوشی ہو گی"…. شالو نے کہا۔

" تمہاری یہ دعوت ادھار رہی ۔ میں پھر کسی دن آ جاؤں گا ۔ فی الحال تو میں چلّے کی تیاری کر رہا ہوں"…. شالاما نے کہا تو شالو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" واقعی ۔ تمہارا کام فوری نوعیت کا ہے ۔ ٹھیک ہے تم اپنا کام شروع کرو ۔ میں چلتا ہوں"…. شالو نے کہا اور پھر اس نے شالاما سے ہاتھ ملایا ۔ ہاتھ ملانے کے بعد اس نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا تو وہ وہاں سے غائب ہو گیا اور پھر وہ اپنے مخصوص کالے کمرے میں ظاہر ہوا ۔ اسے ظاہر ہوئے ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اس کے کمرے میں یکلخت تیز بدبو پھیل تھی اور شکنتو اس کے سامنے ظاہر ہو گیا ۔ اس مرتبہ شالو نے اس کے سامنے جھکنے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔

" شالو ۔ عمران تبت کے لئے روانہ ہو رہا ہے اور تم نے ہر حال میں اسے روکنا ہے ۔ اسے قتل کرانا پڑے تو دریغ نہیں کرنا ۔ اس کے قتل کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں لوگ مرتے ہیں تو مرتے رہیں تم نے پرواہ نہیں کرنی ۔ بڑے آقا کا حکم ہے کہ اسے کسی صورت تبت نہیں پہنچنا چاہئے"…. شکنتو نے کہا۔

" بڑے آقا کے حکم کی تعمیل ہو گی شکنتو"…. شالو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" بڑے آقا کو یقین ہے کہ جس طرح تم نے عمامہ حاصل کرنے میں باقاعدہ پلاننگ کی تھی اسی طرح پلاننگ کر کے تم عمران کا خاتمہ بھی کر سکتے ہو ۔ لیکن اس وقت زیادہ اہم بات عمران کو تبت آنے سے روکنا ہے ۔ جب تک کہ شالاما اپنا چلّہ پورا نہیں کر لیتا اور اس کا چلّہ ایک ہفتے کا ہے"…. شکنتو نے کہا۔

" عمران کسی بھی صورت تبت نہیں پہنچ سکے گا ۔ تم بے فکر رہو شکنتو"…. شالو نے کہا تو شکنتو غائب ہو گیا۔

" چلبری"…. شکنتو کے غائب ہونے کے بعد شالو نے چلبری کو آواز دی تو چلبری فوراً حاضر ہو گئی۔

" آقا نے چلبری کو یاد کیا ہے"…. چلبری نے شالو کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

" ہاں چلبری ۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک سیکرٹ ایجنٹ عمران رہتا ہے ۔ وہ تبت آنے والا ہے اور ہم نے اسے تبت آنے سے

روکنا ہے"..... شالو نے کہا۔

" یہ کون سی بڑی بات ہے آقا۔ میں جاتی ہوں اور ابھی اس کی گردن مروڑ دیتی ہوں"..... چلبری نے کہا۔

" یہ اتنا آسان نہیں ہے چلبری۔ اس دور میں یہ عمران بڑے آقا کا سب سے بڑا دشمن ہے اور یہ بڑے آقا کو کئی بار نقصان پہنچا چکا ہے لیکن ہماری دنیا کی کوئی طاقت اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکی"..... شالو نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ کیا وہ روشن دنیا کا نمائندہ ہے"..... چلبری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں۔ وہ ہے تو عام انسان لیکن روشن دنیا کے چند نمائندے اس کے پیچھے ہیں اور وہ اپنی ماں کی دعاؤں کے حصار میں رہتا ہے۔ وہ مضبوط کردار کا مالک ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ اس میں روشنی کے نمائندوں جیسی خوبیاں موجود ہیں لیکن روشن دنیا سے اس کا کوئی براہ راست تعلق نہیں ہے"..... شالو نے عمران کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

" آقا۔ میں ذرا خود تو اس انسان کو دیکھ لوں جس کی آپ اتنی تعریف کر رہے ہیں"..... چلبری نے کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔

" واقعی آقا۔ یہ عمران تو ہمارے بس کا آدمی نہیں ہے۔ روشنی کے نمائندوں والی تمام خوبیاں اس میں موجود ہیں۔ ایک دو بھی

نہیں ہزاروں خوبیاں اس میں موجود ہیں"..... چلبری نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" میں اس عمران سے زیادہ تیز ہوں چلبری۔ میں نے اس سے اپنا ایک کام نکلوایا ہے"..... شالو نے کہا۔

" واقعی آقا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ سب سے بہتر ہیں"..... چلبری نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

" میں فرے بنیا سے مشورہ کرتا ہوں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے"..... شالو نے کہا اور پھر اس نے فرے بنیا کو آواز دی۔

" آپ کی باندی آپ کی خدمت میں حاضر ہے آقا"..... فرے بنیا نے کمرے میں آکر رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

" فرے بنیا۔ عمران تبت آرہا ہے اور ہمیں اسے یہاں آنے سے روکنا ہے"..... شالو نے فرے بنیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آقا۔ اگر روکنے کی اس کوشش میں وہ مارا جائے تو پھر"..... فرے بنیا نے پوچھا۔

" مارا جائے۔ بیشک اس کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں لوگ بھی مارے جائیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں مگر اسے کسی صورت بھی یہاں نہیں پہنچنا چاہئے"..... شالو نے کہا۔

" آقا۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جس جہاز میں سوار ہو کر یہاں آرہا ہو گا اس جہاز کو ہی اڑا دیا جائے گا۔ فضا میں وہ اپنا بچاؤ نہ کر سکے گا اور دیگر مسافروں کے ساتھ وہ بھی مارا جائے

گا"۔۔۔۔ فرے بنیا نے کہا۔

"اوہ ۔ ویری گڈ ۔ یہ تو تم نے بہت ذہانت کی بات کی ہے ۔ واقعی ۔ اس صورت میں تو اس کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہیں ہے"۔۔۔۔ شالو نے خوشی سے جھومتے ہوئے کہا تو فرے بنیا بھی اپنی تعریف سن کر خوش ہو گئی۔

"آقا ۔ میں آپ کے قدموں میں رہوں گی تو ایسے منصوبے میرے ذہن میں آتے ہی رہیں گے"۔۔۔۔ فرے بنیا نے کہا۔

"اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اس پر نظر رکھو ۔ جیسے ہی وہ جہاز میں سوار ہو مجھے اطلاع کر دینا"۔۔۔۔ شالو نے کہا۔

"بہتر آقا ۔ اب عمران مسلسل میری نظروں میں رہے گا"۔۔۔۔ فرے بنیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اب میں ذہنی طور پر الجھ گیا ہوں اس لئے آج کا جشن ملتوی کر دو میرے تمام دوستوں کو اطلاع کر دو کہ اب یہ جشن کسی اور دن ہو گا جب میں اس عمران کو ختم کر دوں گا"۔۔۔۔ شالو نے کہا۔

"بہت بہتر آقا ۔ یہ اطلاع ابھی سب تک پہنچ جائے گی"۔۔۔۔ فرے بنیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گئی ۔ اب شالو بھی مطمئن نظر آ رہا تھا ۔ فرے بنیا نے بے داغ منصوبہ بنایا تھا ۔ اب اسے عمران کا خاتمہ یقینی نظر آ رہا تھا ۔ فرے بنیا کچھ دیر بعد واپس آ گئی وہ جشن ملتوی کرنے کی اطلاع سب کو دے آئی تھی ۔ چلبری ابھی تک کمرے میں تھی کیونکہ شالو نے اسے جانے کے لئے نہیں کہا تھا۔

فرے بنیا کمرے میں داخل ہو کر ایک بار پھر رکوع کے بل جھک گئی۔

"آقا ۔ عمران اپنے ایک غلام حبشی جوزف کے ساتھ فلیٹ سے نکل رہا ہے"۔۔۔۔ فرے بنیا نے کہا۔

"چلبری ۔ اب تمہارا کام ہے ۔ جس جہاز پر عمران نے سوار ہونا ہے تم اس جہاز کی کسی خاتون مسافر کا روپ اپنا کر اس جہاز میں سوار ہو جانا اور جب جہاز ہزاروں فٹ کی بلندی پر پہنچ جائے تو پائلٹ کیبن میں داخل ہو کر کیبن اندر سے بند کر لینا اور پائلٹ کو ہلاک کر دینا اس طرح جہاز خود بخود آؤٹ آف کنٹرول ہو جائے گا اور پھر وہ چونکہ کسی سے کنٹرول نہیں ہو سکے اس لئے گر کر تباہ ہو جائے گا"۔۔۔۔ شالو نے چلبری کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا آقا ۔ ہمارے آقا کے بڑے دشمن کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ۔ یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ بڑے آقا کا دشمن میرے ہاتھوں سے اپنے انجام کو پہنچے"۔۔۔۔ چلبری نے شالو سے کہا اور پھر وہ یکدم غائب ہو گئی ۔ اب شالو بہت زیادہ مطمئن نظر آ رہا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اب عمران کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا۔

یہ پاکیشیا ایئر لائن کا جمبو جہاز تھا جس میں تین سو مسافر سوار تھے ۔ جہاز کی منزل شوگران کا دارالحکومت تھی ۔ عمران اور جوزف کی سیٹیں اکٹھی تھیں اور وہ درمیانی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ جہاز میں تقریباً ہر ملک اور قومیت کے لوگ سوار تھے ۔ جہاز بس اڑنے ہی والا تھا لیکن جوزف بے چین دکھائی دے رہا تھا۔

" جوزف ۔ تم کچھ پریشان لگ رہے ہو ۔ کیا بات ہے "..... عمران نے جوزف کی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

" باس ۔ اس جہاز میں گنجا شیطان موجود ہے "..... جوزف نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو عمران چونک کر مسافروں کو دیکھنے لگا۔ جہاز میں کئی گنجے افراد سوار تھے۔

" جہاز میں تو کئی گنجے افراد موجود ہیں ۔ کیا یہ سارے ہی شیطان ہیں "..... عمران نے کہا۔

" باس ۔ میں مذاق نہیں کر رہا ۔ مجھے شیطان کی ہلکی ہلکی بو محسوس ہو رہی ہے "..... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ عمران چونکہ جانتا تھا کہ جوزف کی یہ حس بہت تیز ہے اس لئے وہ بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

" اگر ایسی بات ہے جوزف تو نشاندہی کرو ۔ وہ شیطان یقیناً ہمارے لئے ہی بیٹھا ہو گا "..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ایک منٹ باس ۔ میں جہاز کا ایک چکر لگا لوں "..... جوزف نے کہا اور وہ اٹھ کر پیچھے کی طرف چلا گیا ۔ دو منٹ بعد وہ واپس آگیا۔

" باس ۔ واقعی اس جہاز میں گنجا شیطان موجود ہے ۔ وہ ایک عورت کے روپ میں پیچھے بیٹھا ہوا ہے "..... جوزف نے دھیمی آواز میں کہا۔

" میں سمجھ گیا ۔ شیطان ہمیں فضا میں ٹارگٹ بنانا چاہتا ہے تاکہ ہمارے بچنے کا چانس ہی باقی نہ رہے اور اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ ہمیں طیارے سمیت ختم کر دے "..... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ یہ تو بہت خطرناک منصوبہ ہے ۔ ہمارے ساتھ بے گناہ لوگ بھی مارے جائیں گے "..... جوزف نے کہا۔

" ایک دو انسان مارے جائیں یا ہزاروں ۔ شیطان کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے "..... عمران نے کہا ۔ اسی لمحے پائلٹ کی آواز سنائی دی جو جہاز کی روانگی کا اعلان کر رہا تھا ۔ تمام مسافر سیٹ بیلٹس باندھنے لگے ۔ عمران اور جوزف نے بھی بیلٹس باندھ لیں ۔

" باس ۔ پہلے تو یہ معلوم ہو کہ اس کا منصوبہ کیا ہے ۔ پھر اس کے مطابق ہم اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر کریں گے "..... جوزف نے کہا۔

" واقعی ۔ یہ معلوم ہونا چاہئے لیکن ہم کسی کے ذہن میں جھانک نہیں سکتے "..... عمران نے کہا ۔ اس کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

" عمران بیٹے ۔ شیطان کی یہ طاقت پائلٹ کے کیبن میں داخل ہو کر پائلٹ کو ہلاک کرنا چاہتی ہے تاکہ جہاز قابو سے باہر ہو جائے اور گر کر تباہ ہو جائے ۔ اس طرح بے گناہ انسانوں کے ساتھ ساتھ تم بھی مارے جاؤ گے "..... اچانک عمران کے کانوں میں شاہ صاحب کی آواز گونجی تو اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا لیکن شاہ صاحب ارد گرد کہیں بھی موجود نہ تھے ۔ ایک لمحے کے لئے عمران حیران ضرور ہوا تھا لیکن پھر اس نے اپنی حیرت پر قابو پا لیا ۔ اللہ والوں کے لئے کوئی بات بھی ناممکن نہیں ہوتی ۔ عمران نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا ۔ پائلٹ کیبن اس سے آگے تھا اور شیطان نے پیچھے سے آنا تھا۔

" جوزف ۔ تمہارا وہ گنجا شیطان پائلٹ کیبن میں داخل ہو کر پائلٹ اور کو پائلٹ کو ہلاک کر کے اس جہاز کو تباہ کرنا چاہتا ہے "..... عمران نے جوزف کو شیطان کے منصوبے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ حیرت ہے کہ آپ نے تو اس کے ذہن میں جھانک لیا

ہے "..... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے ابھی ابھی شاہ صاحب نے بتایا ہے "..... عمران نے کہا تو جوزف نے بھی ادھر ادھر دیکھا ۔ پھر وہ بھی سمجھ گیا کہ انہوں نے کیسے بتایا ہو گا کیونکہ وچ ڈاکٹروں کی وجہ سے اسے ایسے معاملات کا علم تھا۔

" جوزف ۔ ابھی کچھ دیر میں وہ شیطان اٹھ کر کیبن کی طرف جائے گا اور یہاں سے گزرے گا ۔ جیسے ہی وہ تمہارے قریب سے گزرے تم نے اسے بے ہوش کر دینا ہے ۔ کیا تم اسے بے ہوش کر لو گے "..... عمران نے جوزف سے پوچھا۔

" بہت آسانی سے باس ۔ یہ جوزف دی گریٹ کے بائیں ہاتھ کا کام ہے "..... جوزف نے فخریہ لہجے میں کہا۔

" بس ۔ پھر ٹھیک ہے ۔ تم ہوشیار ہو کر بیٹھنا "..... عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ جہاز کے مسافر پریشان ہو جائیں گے "..... جوزف نے کہا اور پھر وہ یکدم چوکنا ہو گیا ۔ اس کے چوکنا ہونے کی وجہ ایک عورت تھی جس کے قریب سے گزرتے ہوئے جوزف نے شیطان کی تیز بو محسوس کی تھی ۔ اب وہ عورت اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی ۔ جوزف کی ترچھی نظر اس پر تھی اور وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کی طرف آ رہی تھی۔

اب ست رنگی ڈوری سے کام لینے کا وقت آ گیا ہے ۔ تیار ہو

جاؤ"..... عمران نے جوزف سے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ مشن پر آنے سے پہلے جوزف نے سات رنگ کے دھاگوں کو اکٹھا کر کے کئی ڈوریاں بنائی تھیں اور ہر ڈوری میں سات سات گرہیں لگائی تھیں اور ہر گرہ پر وہ نجانے کیا کیا پڑھ کر پھونکتا رہا تھا۔

" باس ۔ میں کیسے بھول سکتا ہوں"..... جوزف نے بھی سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ وہ عورت جیسے ہی جوزف کے قریب سے گزری جوزف بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس کا ہاتھ عورت کی گردن پر مخصوص انداز میں پڑا اور وہ عورت چیختی ہوئی بے ہوش کر گر پڑی۔ اس کی چیخ سن کر بہت سے مسافروں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ جوزف نے جلدی سے اس سے اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ست رنگی ڈوری کو جس پر جگہ جگہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اس عورت کے منہ میں پھنسا کر ڈوری کے دونوں سرے اس عورت کے سر کے عقبی طرف لے جا کر باندھ دیئے۔ یہ سب کچھ اس تیزی سے ہوا کہ کسی کو کچھ سوچنے اور حرکت کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔

" یہ کیا ہے۔ یہ کیا ہے۔ کون ہو تم لوگ۔ تم نے اس عورت کو کیوں اس طرح باندھا ہے۔ اوہ۔ ایک عورت کے ساتھ اس طرح کا غیر انسانی سلوک۔ یہ ظلم ہے۔ یہ زیادتی ہے"..... مختلف آوازیں ان کے کانوں میں پڑیں۔ کئی لوگ ان کے قریب آ چکے تھے۔

" یہ کیا بدتمیزی ہے مسٹر"..... ایک پہلوانی ڈیل ڈول کے مالک

آدمی نے جوزف سے کرخت لہجے میں پوچھا۔

" میں انٹیلی جنس آفیسر ہوں۔ یہ عورت بین الاقوامی مجرموں کی ساتھی ہے جن کا کام مختلف ملکوں میں دہشت گردی کرنا اور طیارے اغوا کرنا ہے۔ اب بھی یہ اسی مقصد کے لئے پائلٹ کیبن میں جانا چاہتی تھی جس پر ہم نے اسے قابو کر لیا"..... عمران نے کہا اور اس آدمی کو ایک کارڈ نکال کر دکھایا اور پھر واپس جیب میں رکھ لیا۔

" آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ مجرموں کی ساتھی ہے"..... اس آدمی نے عمران سے پوچھا۔

" ثبوت بھی ابھی پیش کر دوں گا۔ ذرا اسے ہوش میں آنے دیں"..... عمران نے کہا۔

" لیکن اس طرح اس کے منہ میں ڈوری باندھنا غیر انسانی فعل ہے۔ ایسا کرتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہئے۔ اگر یہ مجرم ہے تو آپ اسے ہتھکڑی لگائیں۔ اس طرح انسانیت کی تذلیل تو نہ کریں"..... ایک اور مسافر نے کہا۔

" اس کی بھی ایک وجہ ہے اور وہ وجہ بھی آپ کو اس کے ہوش میں آنے کے بعد معلوم ہو گی"..... عمران نے کہا اور پھر اس عورت کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ ہوش میں آ رہی تھی۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ عورت ہوش میں آ گئی۔ وہ خوفزدہ نظروں سے عمران اور جوزف کو دیکھ رہی تھی۔

" تمام مسافر تم سے ہمدردی کر رہے ہیں ۔ انہیں بتاؤ کہ تم کون ہو"..... جوزف نے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عورت کے روپ میں شیطان اب جھوٹ نہیں بول سکے گا کیونکہ اس کے منہ کو جوزف نے ست رنگی ڈوری سے باندھ دیا تھا ۔ اب وہ عورت نہ کوئی منتر پڑھ سکتی تھی اور نہ ہی جھوٹ بول سکتی تھی ۔ وہ بولی لیکن کسی کو اس کی آواز سمجھ نہ آئی کیونکہ ڈوری کی وجہ سے اس کی زبان صحیح حرکت نہیں کر پا رہی تھی۔

" اپنی بات دوہراتی رہو ۔ جب ڈوری ایڈجسٹ ہو جائے گی تو تمہاری بات مسافروں کو سمجھ آ جائے گی"..... جوزف نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ڈوری اس کے منہ میں ایڈجسٹ ہو گئی اور پھر وہ بولنے کے قابل ہو گئی۔

" ہاں ۔ پھر بتاؤ کہ تم کون ہو"..... جب وہ عورت بولنے کے قابل ہوئی تو جوزف نے کہا۔

" میں چلبری ہوں"..... اس عورت نے کہا ۔ اس مرتبہ اس کی آواز سب کو سمجھ آ گئی تھی۔

" کون چلبری ۔ اپنا مکمل تعارف کراؤ"..... جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔

" میں آقا شیطان کی باندی ہوں ۔ بڑے شیطان آقا نے مجھے اپنے ایک بڑے پیروکار شالو کو بخش دیا ہے ۔ اب میں شالو کے تابع ہوں اور اس کا حکم بجا لاتی ہوں"..... چلبری نے کہا۔

"آپ میں سے اکثر لوگ جانتے ہوں گے کہ اس دنیا میں شیطانی ذریات اور شیطانی طاقتیں موجود ہیں جو شیطانی عوامل کو آگے بڑھاتی ہیں اور انسان کو اچھائی کے راستے سے ہٹا کر برائی کے راستے پر ڈال دیتی ہیں جو انسان ان کے راستے کی دیوار بنے اسے ختم کرنے کی بھی کوشش کرتی ہیں ۔ یہ بھی انہی ذریات میں سے ایک ہے ۔ جو لوگ اسے انسان سمجھ رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں"..... عمران نے مسافروں سے کہا تو ان سب کو پہلے ہی حیرت تھی مگر اب ان کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا ۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو عمران کی بات سمجھ میں آ گئی تھی اور کچھ سمجھنے سے قاصر تھے لیکن اتنا وہ جان گئے تھے کہ یہ عورت کی بجائے کوئی ماورائی مخلوق ہے۔

" یہ بتاؤ تم اس جہاز میں کیوں سوار ہوئی تھیں"..... عمران کے خاموش ہونے پر جوزف نے چلبری سے پوچھا۔

" میں نے پائلٹ اور کو پائلٹ کو مارنا تھا تاکہ جہاز بے قابو ہو کر تباہ ہو جائے"..... چلبری نے جواب دیا ۔ اس کا جواب سن کر ان سب کے چہرے خوفزدہ ہو گئے ۔ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی تو اس وقت وہ سب ختم ہو چکے ہوتے ۔ اس بات کا احساس ہوتے ہی انہوں نے عمران اور جوزف کو ممنون نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"ایسا تم کس کے کہنے پر کر رہی تھیں"..... جوزف نے چلبری سے پوچھا۔

" میرے آقا شالو نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا"..... چلبری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب میں اپنے تمہیں آگ لگا دوں گا"..... جوزف نے کہا اور اس نے اپنے لباس کی خفیہ جیب سے ایک لائٹر نکال لیا۔

" نہیں ۔ نہیں ۔ شیطان آقا کے واسطے مجھے آگ مت لگانا"..... چلبری نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا تو جوزف کو یکدم غصہ آگیا۔

" اگر تم اس وقت عورت کے روپ میں نہ ہوتی تو میں تمہیں بتاتا کہ تم نے مجھے شیطان کا واسطہ کیسے دیا ہے ۔ میں تجھ پر اور تیرے شیطان آقا پر لعنت بھیجتا ہوں ۔ ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں"..... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹر جلا لیا لائٹر کا شعلہ دیکھ کر چلبری کا چہرہ خوف سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ جوزف نے اس کا ایک ہاتھ پکڑا اور اس کی انگلی کو لائٹر کا شعلہ دکھایا تو چلبری کے ہاتھ نے یکدم آگ پکڑ لی ۔ بالکل اسی طرح جیسے سوکھی لکڑی آگ پکڑتی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی چلبری کی چیخیں سارے جہاز میں گونجنے لگیں ۔ اسے آگ لگی تو مسافر بھی اس سے دور ہو گئے ۔ وہ آگ میں ایسے جلنے لگی جیسے خشک جھاڑیاں جلتی ہیں ۔ چند ہی لمحوں میں چلبری راکھ میں تبدیل ہو چکی تھی اور پھر وہ راکھ بھی غائب ہو گئی ۔ مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ اس آگ کی نہ تو تپش تھی اور نہ ہی اس آگ نے وہاں کسی اور چیز کو جلایا تھا۔

" پلیز ۔ اب آپ لوگ اپنی اپنی سیٹوں پر چلے جائیں ۔ اب کوئی

خطرہ نہیں ہے"..... عمران نے مسافروں کو تسلی دیتے ہوئے کہا تو وہ سب اپنی اپنی سیٹوں پر جا کر بیٹھ گئے لیکن وہ سب عمران، جوزف اور چلبری کے متعلق ہی گفتگو کر رہے تھے ۔ ان کی نظروں میں حیرت تھی ۔ یہ ان کی زندگی کا انوکھا ترین واقعہ تھا ۔ اگر وہ کسی اور کی زبانی یہ واقعہ سنتے تو کبھی اس پر یقین نہ کرتے مگر اب انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ لیا تھا ۔ ان میں سے اکثر لوگ اب یہ سوچنے لگے تھے کہ جب وہ یہ واقعہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو سنائیں گے تو وہ اس پر ہرگز یقین نہیں کریں گے ۔

ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو عمران اور جوزف سے گفتگو کرنا چاہتے تھے مگر وہ ان دونوں سے خوفزدہ تھے اس لئے وہ اپنے اندر ہمت پیدا نہیں کر پا رہے تھے ۔ پائلٹ نے پاکیشیا ایئر لائن کے کنٹرول روم سے رابطہ کر کے اس واقعہ کی اطلاع کر دی تھی لیکن ایئر لائن حکام کو اس بات پر یقین نہیں آ رہا تھا ۔ پائلٹ نے جہاز کے سپیکر آن کر کے عمران اور جوزف کا نام لئے بغیر ان کا شکریہ بھی ادا کیا تھا کہ انہوں نے جہاز کو حادثے سے بچا لیا ہے ۔ نام اس نے اس لئے نہیں لئے تھے کہ اسے ان دونوں کے نام معلوم نہیں تھے ۔

جہاز اب اپنی منزل کے قریب پہنچنے والا تھا مگر تمام مسافروں کے ذہن اس واقعہ میں الجھے ہوئے تھے اور وہ بار بار عمران اور جوزف کو دیکھ رہے تھے ۔ ایسے جیسے عمران اور جوزف انسان نہ ہوں کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں اور پھر پائلٹ نے مسافروں کو سیٹ بیلٹس

باندھنے کے لئے کہا کیونکہ شوگران کا دارالحکومت قریب تھا اور وہ کچھ دیر بعد وہاں لینڈ کرنے والے تھے ۔ تمام مسافروں نے بیلٹس باندھ لیں اور پھر کچھ دیر بعد طیارہ شوگران کے ایئرپورٹ پر اتر گیا ۔ سب مسافروں کے ساتھ عمران اور جوزف بھی کلیئرنس کے لئے کسٹم لاؤنج میں پہنچ گئے ۔

" سر ۔ آپ ادھر تشریف لائیں "..... ایک کسٹم آفیسر نے عمران اور جوزف سے کہا اور انہیں ایک کمرے میں لے آیا ۔ اس کمرے میں چند پولیس آفیسر موجود تھے ۔ انہوں نے عمران اور جوزف کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا ۔

" انہیں گرفتار کر لو "..... ایک پولیس آفیسر نے دیگر پولیس والوں سے کہا ۔

" مگر کیوں ۔ ہم نے کیا جرم کیا ہے "..... عمران نے اس آفیسر سے پوچھا ۔

" تم نے دوران پرواز ایک خاتون کو زندہ جلا دیا ہے ۔ ہم تمہیں اس کے قتل کے جرم میں گرفتار کر رہے ہیں "..... پولیس آفیسر نے عمران سے کہا اور دوسرے نے آگے بڑھ کر عمران کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی ۔ عمران کے بعد جوزف کو بھی ہتھکڑی لگا دی گئی ۔ اس کے بعد انہیں پولیس کی وین میں بٹھا دیا گیا اور پولیس وین ایئرپورٹ سے نکل کر ایک سڑک پر دوڑنے لگی ۔ ان کی ہتھکڑیوں کو گاڑی میں لگے ہوئے ہک سے باندھ دیا گیا تھا ۔ اب ان کے ہاتھ

ہینڈز اپ کی صورت میں تھے ۔ پولیس وین تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی کہ اچانک ایک پولیس مین نے اپنی جیب سے اپنا سروس ریوالور نکال لیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی اس کے ارادوں کو بھانپتے اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کر کے فائر کر دیا ۔ ایک دھماکہ ہوا اور پولیس وین میں ایک کربناک چیخ بلند ہوئی ۔

" اوہ ۔ چلبری فنا ہو گئی ۔ اب میں بڑے آقا کو کیا جواب دوں گا"…. شالو نے اپنا سر پیٹتے ہوئے کہا۔

" آقا ۔ چلبری کی فکر چھوڑو ۔ عمران کی فکر کرو ۔ عمران کو تبت آنے سے روکنا ہے ۔ اگر عمران یہاں آگیا تو بڑے آقا آپ سے سب کچھ واپس لے لیں گے اور آپ کو زندگی سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے "…. فرے بنیا نے کہا تو شالو یکدم فکر مند ہو گیا ۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں ۔ اسے موت سامنے نظر آرہی تھی۔

" اب میں کیا کروں فرے بنیا ۔ تم ہی مجھے بتاؤ ۔ میری تو عقل خبط ہو کر رہ گئی ہے"…. شالو نے کہا۔

" آقا ۔ عمران کا ساتھی جوزف بہت ہی خطرناک انسان ہے"…. فرے بنیا نے کہا۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ عمران بھی خطرناک ہے ۔ اس کا ساتھی بھی

خطرناک ہے ۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ یہ عمران ختم ہو جائے"…. شالو نے چیختے ہوئے کہا ۔ وہ انتہائی بے چین تھا ۔ بڑے شیطان کی ناراضگی اسے موت کے منہ میں پہنچا سکتی تھی۔

" آقا ۔ آپ شوگران کے حکام کو خبر کریں کہ دو مسافروں نے طیارے کی ایک مسافر خاتون کو طیارے میں ہی جلا کر ہلاک کر دیا ہے ۔ امید ہے اس واقعے کی اطلاع ان تک پہنچ چکی ہو گی ۔ آپ بھی اطلاع کرا کے ان دونوں کو گرفتار کرا دیں ۔ پولیس حکام ان دونوں کو باقاعدہ ہتھکڑی لگائیں ۔ جب وہ انہیں گاڑی میں بٹھائیں تو ان کی ہتھکڑیوں کو ہک کے ساتھ باندھ دیں تاکہ وہ حرکت نہ کر سکیں ۔ اس سے پہلے میں کسی ایک پولیس والے کے ذہن پر قبضہ کر کے اسے ہدایت دے دوں گی کہ وہ موقع ملتے ہی عمران اور پھر جوزف پر فائر کھول دے ۔ وہ دونوں پولیس کی حراست میں ہوں گے اور آسانی سے مارے جائیں گے"…. فرے بنیا نے ایک اور تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ۔ شالو نے اس پر غور کیا کیونکہ یہ شاندار پلان تھا۔

" یہ واقعی شاندار پلاننگ ہے ۔ اس میں ہماری طاقتیں کام نہیں کریں گی بلکہ انسان ہی کام کریں گے ۔ پولیس نہایت ہی آسانی سے عمران اور اس کے ساتھی کا خاتمہ کر دے گی ۔ تم شوگران کے پولیس کمشنر کے ذہن میں جا کر اس سے ہدایات جاری کراؤ اور پھر جب پولیس والے عمران کو گرفتار کرنے جا رہے ہوں ان میں سے بھی کسی ایک کے ذہن کو قابو کر کے اسے ہدایات دے دینا لیکن

اس بات کا خیال رکھنا کہ تم خود عمران یا اس کے ساتھی کے قریب مت جانا ورنہ ہو سکتا ہے کہ تمہارا انجام بھی چلبری جیسا ہو"..... شالو نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں آقا۔ میں ان دونوں سے دور رہ کر ان کا خاتمہ کرا دوں گی"..... فرے بنیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور جلد واپس آ کر مجھے بتاؤ"..... شالو نے کہا تو فرے بنیا اس کے کمرے سے غائب ہو گئی۔ وہ چلی تو گئی لیکن شالو کے چہرے پر فکرمندی کے آثار موجود تھے۔ وہ اس بار مطمئن نہیں تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اس بار بھی کامیاب ہو سکے گا یا نہیں۔ یہ عمران تو اس کے لئے عذاب بن گیا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا لیکن اب عمران نے اسے ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔ اس سے پہلے وہ شیطان کے علاوہ کسی سے خوفزدہ نہیں ہوا کرتا تھا لیکن اب وہ عمران سے بھی خوفزدہ تھا۔ وہ عمران کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا کہ فرے بنیا واپس آ گئی۔ فرے بنیا مطمئن نظر آ رہی تھی۔

"آقا۔ میں نے پولیس کمشنر اور ایک پولیس آفیسر کے ذہن پر قبضہ کر کے انہیں ہدایات دے دی ہیں اور اس وقت پولیس عمران اور اس کے ساتھی جوزف کو گرفتار کر کے اپنی وین میں بٹھا رہے ہیں۔ اس وین میں وہ پولیس آفیسر بھی بیٹھ گیا ہے جس نے عمران اور اس کے ساتھی پر فائر کرنا ہے۔ اس پولیس آفیسر کی نظریں جھکی ہوئی

ہیں تاکہ عمران اور اس کا ساتھی اس کی نظروں کو دیکھ کر اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہ لگا سکیں۔ اب عمران اور اس کے ساتھی کی ہتھکڑیاں ہک کے ساتھ باندھی جا رہی ہیں۔ لیجئے اب وین روانہ ہو رہی ہے۔ اب پولیس وین تیز رفتاری سے شوگران کی ایک سڑک پر دوڑ رہی ہے اور پولیس مین نے اپنا ریوالور نکال لیا ہے اور مبارک ہو آقا اس نے عمران پر فائر کر دیا ہے"..... فرے بنیا آنکھیں بند کئے کئے شالو کو بتا رہی تھی۔ اس کا انداز بالکل کمنٹری کرنے والوں جیسا تھا۔ آخر میں اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے چیخ کہا تو شالو کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

وہ ایک میدان تھا اور اس میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ اس گندگی کے درمیان ایک دبلی پتلی جسامت کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر بالوں سے بے نیاز تھا۔ اس کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں۔ ہونٹ جسامت کے برعکس موٹے، بڑے بڑے اور سیاہ تھے اس کے قریب ہی گندگی کے ایک بہت بڑے ڈھیر میں کیڑے کلبلا رہے تھے۔ ان کیڑوں اور گندگی کی وجہ سے انتہائی تیز بدبو پھیلی ہوئی تھی لیکن وہ آدمی ایسے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ پھولوں کے ایک قطعہ میں بیٹھا ہوا ہو۔

وہ شخص اپنے سامنے تکے جا رہا تھا۔ اس کی نظریں ایک ہی جگہ پر جمی ہوئی تھیں۔ کافی دیر بعد اس کی نظریں ایک کالے کتے پر پڑیں جو دوڑتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ اس کتے کو دیکھ کر اس کے موٹے بھدے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جلد ہی وہ کتا اس کے

قریب آگیا اور بھونکنے لگا۔ بھونکتے بھونکتے کتا یکدم اوپر اچھلا اور پھر وہ ایک انسانی شکل میں تبدیل ہو گیا لیکن اس کا انسانی روپ بھی انتہائی سیاہ اور بھیانک تھا۔

"ویلکم رابوت۔ ویلکم"... دبلی پتلی جسامت والے شخص نے کہا تو رابوت اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

"راونت۔ میں تمہارے لئے ایک اہم خبر لے کر آیا ہوں"... کتے سے انسان میں تبدیل ہونے والے رابوت نے کہا۔

"تم ہمیشہ میرے لئے اچھی خبریں لاتے ہو۔ آخر میرے دوست جو ہوئے"... راونت نے کہا۔

"پہلے تم میری دعوت کرو پھر میں تمہیں اہم خبر سناؤں گا"... رابوت نے کہا۔

"میں نے تمہاری دعوت کا انتظام کیا ہوا ہے۔ یہ دیکھو"... راونت نے کیڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کیڑوں کو دیکھ کر رابوت کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اس کے منہ سے رال بہنے لگی۔ اس کی زبان بھی بار بار باہر نکلنے لگی تھی اور پھر وہ فوراً ہی کتے میں تبدیل ہو گیا اور ان کیڑوں پر زبان مارنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کتا تمام کیڑوں کو چٹ کر گیا اور پھر وہ پہلے کی طرح اچھلا اور دوبارہ رابوت بن گیا۔

"شکریہ۔ تم مجھے ہمیشہ اچھی دعوت دیتے ہو"... رابوت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں - اب بتاؤ کہ تم کیا اہم خبر لائے ہو"..... راونت نے اس سے پوچھا۔

"بڑے آقا کا ایک دشمن ہے عمران - بڑا آقا اسے قتل کرانا چاہتا ہے اور اگر تم اسے قتل کر دو تو تمہیں نہ صرف بڑے آقا کے دربار میں بڑا عہدہ مل جائے گا بلکہ بڑے آقا کی بہت سی نوازشات اور طاقتیں بھی تمہیں ملیں گی جس طرح شالو کو ملی ہیں"..... رابوت نے کہا تو راونت چونک پڑا۔

"شالو کو بڑے آقا کی طاقتیں مل گئی ہیں - اس نے ایسا کیا کام کیا ہے جو اسے بڑے آقا کی طاقتیں مل گئی ہیں"..... راونت نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بڑے آقا کا ایک دشمن ہے عمران - جس نے بڑے آقا کو بہت نقصان پہنچایا ہے - اپنے اس دشمن سے بڑے آقا نے ایک کام نکلوانا تھا اور وہ کام شالو نے کرا دیا ہے اس لئے بڑے آقا نے اسے اپنی دو طاقتیں چلبری اور خباثہ بخش دیں - ان دو طاقتوں کے ملنے سے تم سمجھ سکتے ہو کہ شالو اندھیروں کی دنیا کی کتنی مہان ہستی بن گیا ہے اب بڑے آقا نے اس کے اعزاز میں ایک جشن منانا تھا اور اسے دربار میں بہت بڑا عہدہ دینا تھا کہ وہ عمران بڑے آقا کے ایک مقصد کے خلاف حرکت میں آگیا - بڑے آقا نے اس کی ہلاکت کا کام بھی شالو کے ذمے لگا دیا لیکن یہ شالو کے بس کا کام نہیں ہے - اس کام کی کوشش میں وہ چلبری کو فنا کر بیٹھا ہے - اب امید ہے کہ اپنی

دوسری طاقتیں بھی فنا کرا بیٹھے گا"..... رابوت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو راونت نے اپنی آنکھیں بند کر لیں - چند لمحوں بعد اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور رابوت کو دیکھنے لگا۔

"میں نے اس عمران کا جائزہ لے لیا ہے - میرے ہوتے ہوئے یہ کام شالو کے ذمے کیسے لگ گیا - تم کہاں تھے"..... راونت نے کہا۔

"تم جانتے ہو شکنتو، شالو کا ہمدرد ہے - اس نے یہ کام حاصل کر کے شالو کے ذمے لگایا اور جب اسے یہ کام مل گیا تو میں بول نہیں سکتا تھا - بولتا تو شکنتو میرے خلاف ہو جاتا"..... رابوت نے کہا۔

"ہونہہ - اب تم میرے پاس کس لئے آئے ہو"..... راونت نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"چلبری کے فنا ہو جانے کے بعد اب تم یہ کام کر کے وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہو جو شالو کو ملا ہے یا مزید ملنے والا ہے"..... رابوت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں - چلبری کے فنا ہو جانے کے بعد میں ایسا کر سکتا ہوں - مگر کیسے - شالو نے اس مرتبہ عمران کو مارنے کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ بے داغ ہے - شوگران پولیس کا سپاہی اسے گولی مار کر ہلاک کر دے گا"..... راونت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شالو نے جہاز تباہ کرنے کا منصوبہ بھی بے داغ بنایا تھا لیکن عمران نے اسے ناکام بنا دیا - نہ صرف یہ کہ وہ زندہ بچ گیا بلکہ اس نے چلبری کو بھی فنا کر دیا اپنے ایک حبشی غلام کے ہاتھوں، مجھے

یقین ہے کہ وہ اب بھی ان پولیس والوں کے ہاتھوں بچ جائے گا"..... رابوت نے اس سے کہا تو وہ یکدم چونک پڑا۔

" اوہ ہاں ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ میرے پاس چانس ہے"..... راونت نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

" بالکل ۔ تمہارے پاس سو فیصد چانس ہے"..... رابوت نے راونت سے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔

" کہیں بڑے آقا مجھ سے ناراض تو نہیں ہو جائیں گے"..... راونت نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

" نہیں ۔ بڑے آقا ناراض نہیں ہوتے ۔ انہیں عمران کی موت سے غرض ہے ۔ اسے چاہے کوئی بھی ختم کر دے ۔ جو بھی اسے ختم کرے گا وہ بڑے آقا کا محبوب درباری بن جائے گا ۔ اس پر بڑے آقا کے انعامات کی بارش ہو جائے گی"..... رابوت نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں اپنے ایک آدمی سے رابطہ کر رہا ہوں ۔ اگر عمران اور اس کا ساتھی پولیس والے سے بچ گئے تو وہ انہیں پکڑے گا"..... راونت نے کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں ۔ آنکھیں بند کر کے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا اور پھر کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔

" تم نے خود اس عمران کا جائزہ لیا ہے اس لئے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت تو نہیں ۔ بس اس عمران کا خاتمہ ذرا سوچ سمجھ کر اور ہوشیاری سے کرنا ۔ اگر یہ عمران تمہارے ہاتھوں ختم ہو گیا تو یہ اس

مدی کا سب سے بڑا کارنامہ ہو گا جو تمہارے ہاتھوں ہو گا ۔ بڑے آقا تم سے خوش ہو جائیں گے اور تم سینکڑوں ہزاروں سال زندہ رہو گے"..... رابوت نے کہا تو راونت کے چہرے پر مکروہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

" ابھی میرے آدمی اس عمران اور اس کے ساتھی کو اغوا کر لیں گے اور پھر میں اپنی نگرانی میں ہی انہیں ختم کرا دوں گا ۔ وہ عام انسان ہے اور عام انسان کے ہاتھوں ہی مارا جا سکتا ہے"..... راونت نے کہا۔

" مجھے تم پر یقین ہے اس لئے تو تمہارے پاس آیا ہوں"..... رابوت نے مسکراتے ہوئے کہا تو راونت بھی مسکرا دیا۔

" مجھے تمہاری دوستی پر فخر ہے رابوت"..... راونت نے کہا تو رابوت خوش ہو گیا۔

" میں زیادہ دیر تک انسانی شکل میں نہیں رہ سکتا اس لئے اب یں جا رہا ہوں"..... رابوت نے کہا اور وہ ایک بار پھر کتے کی شکل یں تبدیل ہو گیا ۔ وہ ایک دو بار بھونکا اور پھر جدھر سے آیا تھا اس رف کو بھاگ گیا ۔ راونت اسے اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا۔

جوزف کی لات بجلی کی سی تیزی کے ساتھ حرکت میں آئی تھی اس لئے فائر بھی ہوا اور دھماکہ بھی لیکن گولی عمران کو نہ لگی ۔ جوزف کی لات اس پولیس والے کے ہاتھ پر لگی تھی جس سے ریوالور کا رخ تبدیل ہو گیا تھا اور گولی ڈرائیور کی گردن پر جا کر لگی تھی ۔ ڈرائیور کی چیخ بلند ہوئی اور پولیس وین ایک فٹ پاتھ کے قریب کھڑے ہوئے ایک ٹرک سے جا ٹکرائی ۔ پولیس وین کے ٹرک سے ٹکرانے کا بھی ایک زور دار دھماکہ ہوا ۔ پولیس وین نے کئی قلابازیاں کھائیں اور انہی قلابازیوں کے دوران عمران اور جوزف کے ذہن تاریک ہوتے چلے گئے ۔

پھر جیسے اندھیرے میں روشنی کا ایک نقطہ چمکتا ہے اسی طرح عمران کے ذہن میں بھی روشنی کا ایک نقطہ چمکا اور پھر یہ روشنی بڑھتی چلی گئی ۔ عمران کو ہوش آگیا تھا ۔ اس نے دیکھا تو اس کے ہاتھ میں

ابھی تک ہتھکڑی لگی ہوئی تھی اور وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر جوزف تھا جو ابھی تک بے ہوش تھا ۔ کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا ۔ عمران نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی تو وہ اٹھ نہ سکا ۔ اس نے نیچے دیکھا تو کرسی کے پائیوں میں راڈ لگے ہوئے تھے اور عمران کے پاؤں ان راڈز میں جکڑے ہوئے تھے ۔ ان راڈز کے میکنزم کو عمران اچھی طرح جانتا تھا ۔ کرسی کے پائے پر ایک بٹن لگا ہوا تھا جسے دبانے پر یہ راڈز کھل جاتے تھے عمران اپنے پاؤں کی انگلیوں کو مخصوص حرکت دے کر اس بٹن کو پریس کر لیتا اور راڈز کھل جاتے اس لئے ان راڈز کو دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا تھا ۔ اسی لمحے جوزف کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ بھی ہوش میں آرہا تھا ۔ پھر واقعی کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آگیا ۔ اس نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش لیکن وہ اٹھ نہ سکا۔

" باس ۔ یہ ہمیں کہاں قید کر دیا گیا ہے "۔۔۔۔ جوزف نے عمران سے پوچھا۔

" ابھی کوئی آجاتا ہے تو میں اس سے پوچھ کر بتا دیتا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ہو ۔ ہو ۔ ہو ۔ باس ۔ تم مذاق بہت کرتے ہو "۔۔۔۔ جوزف نے زور سے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس سے کوئی بات کہتا کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک منحوس صورت اور دبلی

پتلی جسامت اور چھوٹے قد کا آدمی کمرے میں داخل ہوا ۔ اس کے سر پر ایک بھی بال موجود نہیں تھا اور اس کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں اس کے ہونٹ انتہائی بھدے اور سیاہ تھے۔

" تو تمہیں ہوش آ گیا مسٹر عمران "..... اس شخص نے عمران اور جوزف کو ہوش میں دیکھا تو عمران سے کہا۔

" باس ۔ یہ خود شیطانی نہیں ہے لیکن اس کے جسم کی بو بتا رہی ہے کہ یہ شیطان کا چیلا ضرور ہے "..... جوزف نے اسے دیکھ کر عمران سے کہا ۔ جوزف کی بات سن کر اس بدشکل آدمی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

" ہاں ۔ میرا نام راونت ہے اور میں بڑے شیطان آقا کا ادنیٰ سا غلام ہوں "..... بدشکل گنجے انسان نے بڑے غرور سے کہا۔

" راونت ۔ یہ بتاؤ کہ عمامہ کہاں ہے "..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اس سے پوچھا۔

" عمامہ ۔ کیسا عمامہ ۔ تم کس عمامے کی بات کر رہے ہو "..... راونت نے چونکتے ہوئے کہا ۔ اس کے انداز اور لہجہ سے عمران سمجھ گیا تھا کہ وہ واقعی عمامے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

" اگر تم اس معاملے میں ملوث نہیں ہو تو پھر تم نے ہمیں کیوں جکڑ رکھا ہے "..... عمران نے کہا۔

" تم بڑے آقا کے دشمن ہو اور اپنے آقا کے دشمن کو ختم کرنا ہر غلام کی خوش قسمتی ہوتی ہے "..... راونت نے کہا۔

" راونت تم انسان ہو اس لئے میں تمہیں سیدھے راستے کی دعوت دیتا ہوں ۔ شیطان کا راستہ چھوڑ کر تم صراط مستقیم پر آ جاؤ اور توبہ کر لو "..... عمران نے کہا۔

" تم نجانے کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو ۔ تم چاہتے ہو کہ میں عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر ایک مشکل زندگی گزاروں ۔ یہ ناممکن ہے "..... راونت نے کہا۔

" تم عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہو ۔ تمہارے جسم سے ایسی بدبو آ رہی ہے جیسے تم چوبیس گھنٹے گندگی میں رہتے ہو ۔ لعنت ہے ایسی عیش و عشرت کی زندگی پر "..... جوزف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" یہ زندگی تو عارضی ہے راونت ۔ ختم ہو جائے گی اور اگر تم اسی حالت میں مر گئے تو اگلی زندگی میں آگ میں جلتے رہو گے ۔ بہتر یہی ہے کہ توبہ کر لو "..... عمران نے اسے دوبارہ سیدھے راستے پر آنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا۔

" تم مسلمان ہو اس لئے اگلی زندگی پر یقین رکھتے ہو ۔ میں مسلمان نہیں ہوں اس لئے میرے نزدیک یہی زندگی بہتر ہے جو میں گزار رہا ہوں "..... راونت نے کہا اور پھر اس نے تالی بجائی اور اس کے تالی بجاتے ہی تین آدمی کمرے میں داخل ہو گئے ۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جن کا رخ عمران اور جوزف کی طرف تھا۔

" تم خود کو بہادر، ذہین اور چالاک سمجھتے ہو لیکن اب میرے

سامنے کینچوے کی مانند بے بس پڑے ہو۔ ابھی یہ آدمی تمہارے جسم پر سینکڑوں گولیاں برسائیں گے۔ تمہارے ہلاک ہوتے ہی مجھے بڑے شیطان کے دربار میں خاص عہدہ مل جائے گا اور میرے اختیارات بہت وسیع ہو جائیں گے اور میں شیطان آقا کا خاص الخاص چیلا بن جاؤں گا"۔۔۔۔ راونت نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں کی طرف دیکھا۔ اس کے آدمی اسے اپنی جانب متوجہ پا کر مستعد ہو گئے۔

"فائر"۔۔۔۔ راونت نے چیخ کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کے آدمی حرکت میں آتے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور راونت کے آدمی اچھل کر چھت سے جا ٹکرائے۔ ان کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ فرش پر گرے تو ان کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور راونت حیرت اور خوف بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"آقا۔ آپ کے خلاف زبردست سازش ہو رہی ہے"۔۔۔۔ شالو اپنے مخصوص کالے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ فرے بنیا نے حواس باختہ حالت میں اس کے سامنے ظاہر ہوتے ہوئے کہا۔

"کس نے جرأت کی ہے کہ میرے خلاف سازش کرے"۔۔۔۔ شالو نے غصے سے دھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"آقا۔ راونت نے سازش کی ہے۔ رابوت نے اسے اس کام کے لئے اکسایا ہے۔ رابوت چاہتا ہے کہ جو مرتبہ آپ کو ملنے والا ہے وہ راونت کو مل جائے۔ آپ جانتے ہیں آقا کہ رابوت، راونت کا دوست اور ہمدرد ہے"۔۔۔۔ فرے بنیا نے کہا۔

"اوہ۔ اب مجھے اس رابوت کا انتظام بھی کرنا پڑے گا۔ یہ بتاؤ کہ اس نے سازش کیا کی ہے"۔۔۔۔ شالو نے پوچھا۔

"آقا۔ پولیس وین میں پولیس مین کا حملہ عمران کے ساتھی

جوزف نے ناکام بنا دیا ہے جس کی وجہ سے پولیس وین حادثے کا شکار ہو گئی اور گاڑی میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے اور راونت کے آدمی عمران اور جوزف کو اٹھا کر لے گئے ہیں تاکہ اسے خود قتل کر کے وہ بڑے آقا کی نظر میں معتبر بن جائے اور جو عزت آپ کو ملنے والی ہے وہ اسے مل جائے"..... فرے بنیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ راونت شروع سے ہی مجھ سے جلتا ہے۔ اب میں نے اس سے عمران اور اس کے ساتھی کو حاصل کرنا ہے اور اسے اپنی ایک کوٹھی میں لانا ہے"..... شالو نے کہا۔ اس کے لہجے میں راونت کے لئے نفرت عیاں تھی۔

"بالکل آقا۔ عمران اور اس کے ساتھی کو حاصل کرنا بہت ضروری ہے تاکہ وہ آپ کے آدمیوں کے ہاتھوں مارا جائے۔ راونت مجھے تو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اگر راونت اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو وہ بڑے آقا کے دربار میں مرتبہ حاصل کر کے مجھے اور خباثہ کو بھی حاصل کر لے گا اور آپ کے تمام اعزازات اسے مل جائیں گے"..... فرے بنیا نے کہا۔

"میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا"..... شالو نے غصے سے کہا اور پھر وہ اپنے مخصوص کمرے سے باہر نکل آیا۔

"تانگ"..... کمرے سے باہر آکر اس نے چیخ کر کہا تو فوراً اس کا ایک ملازم دوڑتا ہوا اس کے قریب آگیا۔

"اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی بلا لو اور بے ہوش کر دینے والا ریوالور بھی اٹھا لاؤ۔ لیکن جلدی آؤ"..... شالو نے چیختے ہوئے کہا تو وہ بھاگ گیا۔ چند ہی لمحوں بعد اس کے تینوں ملازم اس کے سامنے موجود تھے۔ تانگ نے گیس فائر والا ریوالور بھی اٹھایا ہوا تھا۔

"خباثہ"..... شالو نے ایک مرتبہ پھر چیخ کر کہا تو فوراً ہی خباثہ حاضر ہو گئی۔

"ہم نے راونت کے اس ٹھکانے پر پہنچنا ہے جہاں اس نے عمران اور اس کے ساتھی کو رکھا ہوا ہے۔ میرے ان آدمیوں کو تم نے ساتھ لے کر چلنا ہے"..... شالو نے خباثہ سے کہا تو اس نے سر جھکا دیا اور اس کے بعد اس نے ہاتھ جھٹکا تو وہ یکدم غائب ہو گئی۔ اس کے غائب ہوتے ہی فرے بنیا، خباثہ اور شالو کے تینوں آدمی بھی غائب ہو گئے۔ وہ سب ایک کوٹھی کے کمرے کے باہر برآمدے میں ظاہر ہوئے تھے۔

"اندر داخل ہوتے ہی تم نے بندھے ہوئے دونوں آدمیوں پر گیس فائر کر دینی ہے"..... شالو نے ایک آدمی کو ہدایت دی اور پھر اس نے دروازے کو زور سے لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر تین آدمی مشین گنیں سیدھی کر رہے تھے۔ اس نے فوراً انگلی کا اشارہ کیا تو وہ تینوں اچھل کر چھت سے جا ٹکرائے جبکہ اس کے آدمی نے اندر موجود عمران اور جوزف پر گیس ریوالور سے گیس فائر کر دی۔ ان کی توجہ چونکہ شالو

پر تھی اس لئے وہ گیس ریوالور نہ دیکھ سکے تھے ۔ گیس فائر ہوتے ہی عمران اور جوزف کی گردنیں ڈھلک گئیں ۔ راونت کے آدمی چھت سے ٹکرائے اور نیچے آگرے تو ان کے ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ مرچکے تھے ۔ راونت نے حیرت اور خوفزدہ نظروں سے اپنے آدمیوں کی طرف دیکھا اور پھر اس نے شالو کی طرف دیکھا ۔ اب اس کی آنکھوں میں حیرت اور خوف کی جگہ نفرت نے لے لی تھی ۔

" تم نے اچھا نہیں کیا شالو ۔ میں بڑے شیطان آقا سے کہہ کر تمہیں سزا دلواؤں گا"..... راونت نے نفرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" میرے شکار کو چھین کر تم نے بھی اچھا نہیں کیا راونت ۔ بلکہ تم نے بڑے آقا کے فرمان کی نافرمانی کی ہے ۔ عمران کے قتل کا کام بڑے آقا نے مجھے سونپا تھا ۔ تمہیں نہیں ۔ تم نے مداخلت کیوں کی"..... شالو نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" تم اسے قتل کرنے میں ناکام ہو گئے تھے اس لئے مجھے ایسا کرنا پڑا"..... راونت نے کہا ۔

" کس کے کہنے پر تم نے ایسا کیا ہے ۔ کیا تمہیں بڑے آقا نے حکم دیا تھا ۔ کیا میں نے اپنی ناکامی کا اعلان کیا تھا ۔ اگر میرے ایک دو حملے ناکام ہو گئے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہوں ۔ عمران میرا شکار تھا اور میرا شکار ہے اور اسے میں ہی ختم کروں گا"..... شالو نے راونت کو غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" ہماری دنیا مکر و فریب کی دنیا ہے ۔ اب یہ میرے ٹھکانے پر

ہے اس لئے اب اسے میں ہی ختم کروں گا ۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلے جاؤ"..... راونت نے کہا ۔

" میں واپس جا رہا ہوں"..... شالو نے مسکراتے ہوئے راونت سے کہا تو وہ مطمئن ہو گیا ۔

" تانگ ۔ عمران اور اس کے ساتھی کو اٹھا لو"..... راونت مطمئن ہوا تو شالو نے اپنے ملازم سے کہا ۔ تانگ اور اس کے ساتھی عمران اور جوزف کی طرف بڑھے ۔ انہیں عمران کی طرف بڑھتے دیکھ کر راونت چیخ اٹھا ۔

" خبردار ۔ عمران کو ہاتھ مت لگانا ۔ چھرائی"..... راونت نے پہلے تانگ سے اور پھر اپنی ایک غلام طاقت کو آواز دیتے ہوئے کہا ۔ اس کی آواز پر فوراً ہی چوکور آنکھوں اور لمبے قد کی ایک عورت وہاں ظاہر ہو گئی جس کا چہرہ انتہائی بھیانک تھا ۔

" شالو کے نوکروں کو ختم کر دو"..... راونت نے اپنی غلام طاقت چھرائی کو حکم دیتے ہوئے کہا ۔

" خباثہ ۔ انہیں کچھ نہیں ہونا چاہئے"..... شالو نے خباثہ سے کہا تو وہ تانگ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے آ گئی ۔ تانگ اور اس کے ساتھی یہ صورت حال دیکھ کر بہت خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے اور ان کے چہرے زرد پڑ چکے تھے ۔

" خباثہ ۔ میرے سامنے سے ہٹ جا ۔ مجھے اپنے آقا کا حکم پورا کرنے دو"..... چھرائی نے کہا ۔

"تیری یہ جرأت کہ تو میرے سامنے بولے ۔ مجھے تو جانتی نہیں ہے"..... خباثہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تجھے جانتی ہوں لیکن اپنے آقا کے حکم پر میں تجھ سے ٹکرا سکتی ہوں"..... چھرائی نے کہا۔

"مجھ سے ٹکرائے گی تو فنا ہو جائے گی"..... خباثہ نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا خباثہ کہ کون فنا ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے"..... چھرائی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"راونت ۔ ان طاقتوں کو آپس میں لڑانے سے بہتر ہے کہ ہم آپس میں فیصلہ کر لیں"..... شالو نے راونت سے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم ۔ کھل کر بات کرو"..... شاید راونت کی سمجھ میں اس کی بات نہیں آئی تھی۔

"ہم آپس میں مقابلہ کر لیتے ہیں ۔ جو زندہ بچے گا وہی عمران اور ان طاقتوں کا مالک ہو گا"..... شالو نے اس کے دبلے پتلے، کمزور اور پست قد کو دیکھتے ہوئے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے منظور ہے ۔ ہمارا مقابلہ باہر صحن میں تلواروں سے ہو گا اور اس مقابلے میں کسی قسم کا کوئی شیطانی عمل شامل نہیں ہو گا ۔ یہ مقابلہ ہمیں صرف اپنی مہارت اور طاقت سے کرنا ہو گا"..... راونت نے کہا۔

"مجھے بھی منظور ہے"..... شالو نے کہا تو خباثہ اور چھرائی جو

مقابلے کے لئے ایک دوسرے کے سامنے کھڑی تھیں پیچھے ہٹ گئیں اور پھر وہ سب اس کوٹھی کے صحن میں آگئے ۔ صحن کافی بڑا تھا ۔ وہاں وہ باآسانی مقابلہ کر سکتے تھے۔

"چھرائی ۔ میری الماری سے دو تلواریں نکال کر لے آؤ"..... راونت نے اپنی غلام طاقت سے کہا اور راونت کا حکم سن کر چھرائی غائب ہو گئی ۔ اگلے لمحے وہ ظاہر ہوئی تو اس کے ہاتھوں میں دو تلواریں تھیں۔

"اپنی مرضی کی تلوار تم لے لو اور اسے چیک بھی کر لو"..... راونت نے شالو سے کہا تو چھرائی نے اسے دونوں تلواریں دے دیں اس نے دونوں تلواروں کو غور سے دیکھا تو دونوں تلواریں ایک جیسی تھیں ۔ اس نے ایک تلوار چھرائی کو واپس کر دی ۔ چھرائی نے وہ تلوار راونت کو دے دی ۔ اس کے بعد وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئے ۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو کینہ توز نظروں سے گھور رہے تھے ۔ پھر شالو نے تلوار والا ہاتھ لہرایا اور راونت پر حملہ آور ہوا راونت بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا اور شالو کا حملہ ناکام ہو گیا۔

پھر راونت نے شالو پر حملہ کیا ۔ شالو نے اس کا وار اپنی تلوار پر روکا ۔ چھن کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی شالو نے راونت کے پیٹ پر لات ماری اور وہ اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا ۔ شالو نے دوڑ کر تلوار اس کے سر پر مارنا چاہی لیکن راونت نے تیزی سے کروٹ بدلی اور شالو کے تلوار زمین سے ٹکرا گئی ۔ کروٹ بدلتے

ہوئے راونت نے تلوار چلائی اور تلوار شالو کے بازو پر زخم ڈالتی چلی گئی۔ شالو ایک دم پیچھے ہٹا اور راونت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

اب راونت بجلی بن چکا تھا۔ وہ اچھل اچھل کر وار کر رہا تھا اور شالو اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔ پھر اچانک شالو نے فرے بنیا کو آنکھ کا اشارہ کیا۔ فرے بنیا اس کے شارے کو سمجھ گئی۔ اب راونت حملہ کرنے کے لئے اچھلا تو وہ واپس اس زور سے فرش سے ٹکرایا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی۔ شالو نے جلدی سے آگے بڑھ کر تلوار اس کے دل میں اتار دی۔

" دھوکہ "..... راونت نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا اور تڑپنے لگا جبکہ شالو کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے تڑپتے ہوئے راونت کی گردن پر وار کیا اور اس کی گردن آدھی سے زیادہ کٹ گئی اب سینے کے ساتھ ساتھ اس کی گردن سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ شالو نے نفرت بھرے انداز میں اسے ٹھوکر ماری۔

"آقا۔ چھرائی اب آپ کی کنیز ہے۔ آپ کی غلام طاقت ہے۔ اسے اپنی غلامی میں قبول کیجئے "..... راونت کے مرتے ہی چھرائی نے شالو سے کہا اور پھر اس کے سامنے جھک گئی۔ کالی دنیا کا قانون بھی یہی تھا۔

" ہم نے تجھے اپنی غلامی میں قبول کیا"..... شالو نے متکبرانہ لہجے میں کہا تو چھرائی نے سجدے سے سر اٹھا لیا۔

" تانگ۔ جلدی سے عمران اور اس کے ساتھی کو اٹھاؤ"..... شالو

نے اپنے ملازم سے کہا تو تانگ اور دیگر ملازم جو راونت کے مرنے کے بعد اب مطمئن نظر آ رہے تھے۔ وہ کمرے کی طرف دوڑے۔

" سر۔ عمران کا حبشی ساتھی بہت بھاری ہے۔ ہم تینوں سے اٹھ نہیں رہا"..... چند لمحوں بعد تانگ نے آ کر کہا۔ وہ اور فرے بنیا ابھی تک صحن میں کھڑے تھے۔ شالو نے فرے بنیا کی طرف دیکھا۔

" باہر کے دو تین آدمیوں کے دماغ پر قابو کر کے انہیں اندر لے آؤ۔ وہ عمران اور جوزف کو اٹھا کر اس گاڑی میں لٹا دیں۔ میں انہیں گاڑی سمیت اپنے ٹھکانے پر پہنچا دیتا ہوں"..... شالو نے فرے بنیا سے مخاطب ہو کر کہا تو فرے بنیا یکدم غائب ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اس کوٹھی کا گیٹ کھلا اور تین آدمی اندر آتے دکھائی دیئے۔ وہ کسی سے بات کئے بغیر اس کمرے میں داخل ہو گئے جہاں عمران اور جوزف بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ تانگ اور اس کے ساتھی بھی ان کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گئے۔ عمران اور جوزف اب فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اب تک ہتھکڑیاں موجود تھیں۔ ان چھ آدمیوں نے مل کر جوزف کو اٹھایا اور کمرے سے باہر آ گئے۔ باہر ایک اسٹیشن ویگن دروازے کے ساتھ ہی کھڑی تھی۔ انہوں نے جوزف کو اس میں ڈال دیا اور پھر دو آدمی عمران کو اٹھا لائے اور انہوں نے بھی عمران کو اس میں ڈال دیا۔

"آقا۔ ہم تین ہیں اور یہ آدمی بھی تین ہیں۔ ہم ایک ایک آدمی بانٹ لیں"..... فرے بنیا نے شالو سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ۔ بانٹ لو"... شالو نے کہا تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے ۔ انہوں نے ایک ایک چیخ ماری اور ایک ایک آدمی پر ٹوٹ پڑیں ۔ ان کے لمبے اور تیز دانت ان آدمیوں کی شہ رگ میں پیوست ہو گئے اور وہ غٹاغٹ کی آواز کے ساتھ ان کا خون پینے لگیں ۔ وہ تینوں آدمی گرنے لگے تھے لیکن ان تینوں نے انہیں قابو کر لیا تھا۔

تانگ اور اس کے ساتھی یہ منظر برداشت نہ کر سکے ۔ وہ دہشت سے بے ہوش ہو کر گر گئے ۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا مالک شیطان کا پیروکار ہے اور اس کے پاس شیطانی طاقتیں ہیں لیکن ایسا منظر انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر گئے تھے ۔ یہ منظر واقعی انتہائی دہشت ناک تھا ۔ تین بلائیں جن میں سے دو تو بھیانک شکلوں میں تھیں جبکہ ایک خوبصورت لڑکی کے روپ میں تھی تین زندہ انسانوں کا خون پی رہیں تھیں ۔ کسی بھی عام انسان کو بے ہوش کرنے کے لئے یہ منظر کافی تھا۔

بہت جلد وہ تینوں ان انسانوں کا خون پی کر فارغ ہو گئیں ۔ ان تینوں کے ہونٹوں پر تازہ خون لگا ہوا تھا اور وہ زبان سے چٹ چٹ کی آوازیں نکالتی ہوئی اپنے ہونٹ چاٹنے لگیں ۔ چند لمحوں میں انہوں نے اپنے ہونٹ چاٹ کر صاف کر لئے ۔ اب ان کی للچائی ہوئی نظریں بے ہوش تانگ اور اس کے ساتھیوں پر تھیں ۔

"آقا ۔ یہ بے چارے دہشت سے بے ہوش گئے ہیں ۔ اب یہ کسی

کام کے نہیں رہے ۔ اگر اجازت ہو تو ہم ان کی بھی دعوت اڑا لیں"... اس مرتبہ بھی فرے بنیا نے شالو سے بات کی ۔ وہ چونکہ شالو کی چہیتی بن چکی تھی اس لئے ہر بات بے دھڑک کہہ دیتی تھی ۔

" نہیں ۔ ان سے ابھی میں نے کچھ کام لینے ہیں "... شالو نے انکار کرتے ہوئے کہا تو وہ تینوں مایوس ہو گئیں ۔ شالو نے یکدم اپنے ہاتھ کو جھٹکا تو وہ سب غائب ہو گئے ۔ اسٹیشن ویگن بھی ان کے ساتھ ہی غائب ہو گئی تھی ۔ پھر وہ سب ایک کوٹھی میں ظاہر ہوئے یہ کوٹھی شالو کی تھی لیکن شالو یہاں کبھی کبھار آتا تھا ۔ تانگ اور اس کے ساتھی ابھی تک بے ہوش تھے ۔ وہ اس کوٹھی میں بھی فرش پر پڑے ہوئے تھے جبکہ عمران اور جوزف اسٹیشن ویگن میں بے ہوش پڑے تھے ۔

" تانگ اور اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لئے آؤ"... شالو نے فرے بنیا سے کہا تو فرے بنیا نے صرف ایک نظر ان تینوں کو دیکھا تو ان تینوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہو گئی ۔ پھر کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آ گئے ۔ ہوش میں آتے ہی ان کی نظر جیسے ہی خباشہ، چھرائی اور فرے بنیا پر پڑی تو انہیں پچھلا منظر یاد آ گیا ۔ انہوں نے ایک بار پھر چیخیں ماریں اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے ۔

" کیا مصیبت ہے ۔ یہ کمبخت تو بہت ہی کمزور دل کے مالک ہیں انہیں دوبارہ ہوش میں لاؤ اور خیال رکھنا اب یہ بے ہوش نہ ہونے پائیں"... شالو نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو فرے بنیا نے

دوبارہ انہیں دیکھا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ ہوش میں آگئے۔ ہوش میں آتے ہی وہ رونے اور چیخنے لگے۔

"خاموش۔ اگر اب تمہاری آواز سنائی دی تو ہم تمہارا بھی خون پی جائیں گی"۔۔۔۔ فرے بنیا نے انہیں دھمکاتے ہوئے کہا اور فرے بنیا کی بات سن کر وہ ایسے چپ ہو گئے جیسے چابی والے کھلونے کی چابی ختم ہو گئی ہو۔

"تانگ۔ تم یہ ریوالور لو اور گاڑی میں پڑے ہوئے دونوں آدمیوں کو بھون ڈالو"۔۔۔۔ شالو نے اپنا ایک ہاتھ تانگ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ تانگ کو شالو کے ہاتھ میں ایک ریوالور نظر آیا اور اس نے وہ ریوالور لے لیا۔

"جاؤ شاباش۔ میں نے جیسا کہا ہے ویسا ہی کرنا"۔۔۔۔ شالو نے کہا تو تانگ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر ریوالور سیدھا کر کے ٹریگر دبانا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی عمران حرکت میں آگیا۔ اس کی دونوں ٹانگیں تانگ کے سینے پر لگیں اور تانگ اڑتا ہوا فرے بنیا، خباثہ اور چھرائی سے جا ٹکرایا کیونکہ وہ تینوں ہی ساتھ ساتھ کھڑی تھیں اس لئے تانگ کے ٹکرانے سے وہ لڑکھڑا گئیں۔ ابھی وہ سنبھلی بھی نہ تھیں کہ عمران بھی اڑتا ہوا آیا اور ان سے ٹکرا گیا اور پھر فرش پر گر گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنا کوئی شیطانی عمل کرتیں ان کی گردنوں پر عمران کے مخصوص ہاتھ پڑے اور وہ تینوں ہی بے ہوش ہو گئیں۔

عمران کے ساتھ ساتھ جوزف بھی اڑتا ہوا گاڑی سے باہر آیا تھا۔ عمران تو ان طاقتوں سے ٹکرایا تھا جبکہ جوزف شالو سے ٹکرایا تھا۔ شالو کو جوزف اور عمران کے اس اقدام کی توقع ہی نہ تھی۔ اس کے نزدیک تو وہ دونوں مخصوص گیس سے بے ہوش ہوئے تھے اور اب جب تک انہیں انجکشن نہ لگایا جاتا ان کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان ہی نہیں تھا۔ وہ مطمئن تھا اس لئے بھی مار کھا گیا۔ جوزف کے ایک مکے نے ہی اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔

یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ تانگ اور اس کے ساتھی صرف پلک جھپک کر ہی رہ گئے تھے۔ اتنی تیزی اور پھرتی انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی انسان میں نہیں دیکھی تھی۔ وہ تو ویسے ہی فرے بنیا اور دیگر طاقتوں سے خوفزدہ تھے اور اس خوف کی وجہ سے کچھ حرکت بھی نہیں کر پا رہے تھے لیکن اس کے باوجود شالو کے بے ہوش ہوتے ہی جوزف تانگ کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ ریوالور صرف تانگ کے ہاتھ میں تھا جبکہ باقی دو آدمی خالی ہاتھ تھے۔ جوزف ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس نے تانگ سے ریوالور چھین لیا۔ تانگ معمولی سی مزاحمت بھی نہ کر سکا اور شاید وہ مزاحمت کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ جوزف نے ریوالور کا رخ ان کی طرف کر دیا۔

"ہم پر گولی مت چلانا۔ ہم ان بدروحوں سے خوفزدہ ہیں۔ ہمیں ان سے نجات دلا دو"۔۔۔۔ تانگ نے کہا مگر جوزف نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنی جیب سے تین ست رنگی ڈوریاں جن پر

گرہیں بھی لگی ہوئی تھیں نکال کر فرے بنیا، خباثہ اور چھرائی کی طرف بڑھا اور اس نے ان کے منہ ان ڈوریوں سے باندھ دیئے۔

"کسی کے پاس خنجر ہے"۔۔۔ جوزف نے مڑ کر ان تینوں سے پوچھا تو ایک آدمی نے جیب سے ایک چھوٹا سا خنجر نکال کر جوزف کے حوالے کر دیا۔ خنجر لے کر جوزف شالو کی طرف بڑھا۔ اس نے شالو کا منہ کھولا اور اس کی زبان اپنی انگلیوں کی مدد سے باہر کھینچ کر اس کے نچلے حصے پر چھوٹا سا کراس بنا دیا۔

"میں نے اس سے چند باتیں کرنی ہیں۔ تم نے اس کی زبان کاٹ تو نہیں دی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ زبان نہیں کاٹی۔ یہ بات چیت کرنے کے قابل ہے"۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"۔۔۔ عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے ایک زور دار تھپڑ اس کے رخسار پر مار دیا اور اس کا رخسار پھٹ گیا اور تکلیف کی شدت سے اسے ہوش آگیا۔ عمران کو صحیح سلامت دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم خود بخود ہوش میں کیسے آگئے اور۔ اور۔ یہ تم نے میری طاقتوں کے منہ پر رنگین ڈوریاں کیوں باندھی ہوئی ہیں"۔۔۔ شالو نے کہا۔ وہ عمران اور جوزف کے خود بخود ہوش میں آنے پر حیران تھا۔ پھر اس کی نظر اپنی طاقتوں پر پڑی تھی جن کے منہ میں رنگین ڈوریاں دیکھ کر وہ اور زیادہ حیران ہوا۔

"تم نے میرے چند سوالوں کے جوابات دینے ہیں"۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر کہا۔

"میں تمہارا غلام نہیں ہوں کہ تمہارے سوالوں کا جواب دوں"۔۔۔ شالو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس کی طاقتوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ ہوش میں آ رہی تھیں۔

"جوزف۔ تانگ کی ٹائی سے شالو کے ہاتھ بھی اس کی پشت پر باندھ دو"۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے سنا مسٹر باس نے کیا کہا ہے۔ اپنی ٹائی اتار دو"۔۔۔ جوزف نے تانگ سے سخت لہجے میں کہا تو اس نے اپنی ٹائی اتاری اور جوزف کو دے دی۔ جوزف ٹائی لے کر شالو کی طرف بڑھا تو وہ یکدم پیچھے ہٹ گیا تو جوزف نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑ لیا۔ وہ جانتا تھا کہ ان دونوں پر اس کے منتر نے کام نہیں کرنا پھر بھی اس نے منتر پڑھنا چاہا لیکن منتر کے لئے اس کی زبان نہ ہلی اور ایسا اس لئے ہوا تھا کہ جوزف نے اس کی زبان کے نچلے حصے پر کراس کا ہلکا سا نشان بنا دیا تھا۔ جوزف نے اسے ایک ہاتھ سے گردن سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ایک بازو پکڑا اور اسے پشت کی طرف موڑ دیا تو شالو کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمودار ہوئے۔ جوزف نے اس کی گردن چھوڑ کر اس کا دوسرا ہاتھ پکڑا اور پھر دونوں ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دیئے۔ اس دوران اس کی طاقتوں کو ہوش آگیا تھا اور وہ بڑی حیرت سے اپنے آقا کو بندھا ہوا دیکھ رہی تھیں۔

"جوزف۔ ان کا یہاں کوئی کام نہیں ہے۔ انہیں فنا کر دو"..... عمران نے جوزف سے کہا تو اس نے جیب سے لائٹر نکال لیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ انہیں فنا مت کرنا۔ میں برباد ہو جاؤں گا۔ بڑا شیطان مجھ سے ناراض ہو جائے گا"..... جوزف کو جیب سے لائٹر نکالتے دیکھ کر شالو نے چیختے ہوئے کہا۔ جوزف کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"تم نے کون سا زندہ رہنا ہے جو تم اپنے آقا کی ناراضگی سے ڈرتے ہو"..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ لائٹر دیکھ کر وہ تینوں بھی خوفزدہ نظر آ رہی تھیں۔ جوزف نے لائٹر جلایا اور ان کی ایک انگلی پکڑ کر لائٹر کا شعلہ انہیں دکھایا۔ ان تینوں کے جسموں نے آگ پکڑ لی اور ان کی لرزہ خیز چیخیں گونجنے لگیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ تینوں جل کر راکھ میں تبدیل ہو چکی تھیں اور شالو کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔

"تم نے مجھے برباد کر دیا ہے۔ میرے پاس کچھ بھی باقی نہیں بچا"..... شالو نے انتہائی غمزدہ لہجے میں کہا۔

"جوزف۔ ان تین طاقتوں کے بغیر شالو کی زندگی بے کار ہے اور بے کار زندگی کا کیا فائدہ۔ یوں کرو کہ اسے بھی آگ دکھا دو"..... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا شالو کی طرف بڑھا۔ وہ انتہائی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ٹھہرو۔ ٹھہرو"..... شالو نے خوفزدہ حالت میں چیختے ہوئے کہا تو جوزف عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"اگر تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دو گے تو جلنے سے بچ جاؤ گے"..... عمران نے کہا۔

"پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ مجھے معلوم ہوا تو میں ضرور جواب دوں گا"..... شالو نے کہا۔

"عمامہ کہاں ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"عمامہ۔ شالاما کے پاس ہے اور اس نے چلہ شروع کر دیا ہے"..... شالو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ شالاما کہاں رہتا ہے اور وہ چلہ کہاں کر رہا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"یہاں ایک آکاش کالونی ہے۔ وہ کوٹھی نمبر اٹھاسی میں رہتا ہے اور شاید چلہ بھی وہ وہیں کر رہا ہے"..... شالو نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب عمران کو اس سے مزید کچھ نہیں پوچھنا تھا اس لئے اس نے جوزف کو اشارہ کیا تو جوزف نے دونوں ہاتھوں سے اس کا سر پکڑا اور پوری طاقت سے گھما دیا۔ اس کی ایک دردناک چیخ بلند ہوئی اور اس کی گردن کی ہڈی ایک زوردار آواز سے ٹوٹ گئی اور اس کا جسم تڑپنے لگا۔

تبت نژاد پروفیسر لاشانبو اپنی لائبریری میں بیٹھا مطالعے میں مصروف تھا۔ وہ ایکریمیا کی ناورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر تھا اس لئے وہ مستقل ایکریمیا شفٹ ہو گیا تھا۔ اس کا شعبہ شیطانی علوم تھا اور وہ سٹوڈنٹس کو شیطانی علوم کے لیکچر دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے مضمون کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ اسے مطالعہ کرتے ہوئے ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اس کا ملازم لائبریری میں داخل ہوا۔

"سر۔ کوئی مسٹر شکنتو آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں"۔۔۔۔ ملازم نے پروفیسر لاشانبو سے کہا تو وہ چونک پڑا۔

"اوہ اچھا۔ اسے ڈرائینگ روم میں بٹھاؤ میں آتا ہوں"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے کہا تو ملازم باہر چلا گیا۔ پروفیسر لاشانبو شیطان کا پیروکار بھی تھا اس لئے وہ شیطانی علوم پر سب سے اچھا لیکچر دیتا تھا۔ شکنتو بڑے شیطان کے دربار کا خاص نمائندہ تھا اور انتہائی اہم وجہ کی بناء پر

شیطان کے پیروکاروں سے ملنے کے لئے آتا تھا۔ پروفیسر لاشانبو کو شیطان کے دربار میں بھی مرتبہ حاصل تھا کیونکہ شیطان کے لئے اس کی خدمات بہت زیادہ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ شکنتو براہ راست اس کے کمرے میں نہیں آتا تھا بلکہ وہ مہذب انسان کے روپ میں اس کی کوٹھی کے گیٹ پر آتا تھا اور ملازم کے ذریعے اس سے ملتا تھا۔

ملازم کے جانے کے پانچ منٹ بعد لاشانبو نے کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور اٹھ کر ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ ڈرائینگ روم میں ایک خوش شکل نوجوان بیٹھا ہوا تھا جو اسے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو شکنتو"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے اس سے کہا۔ جب وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا تو شکنتو بھی بیٹھ گیا۔ ان کے بیٹھتے ہی ملازم چائے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس نے چائے بنائی اور ایک ایک کپ انہیں پیش کر دیا۔

"سر۔ ہماری دنیا کا ایک اہم منصوبہ اس وقت شدید خطرے میں ہے"۔۔۔۔ شکنتو نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے کہا تو اس نے لاکو کے متعلق اسے تفصیل سے بتایا اور پھر عمران کے متعلق بھی بتا دیا۔

"ہاں۔ اس عمران کے بارے میں تو میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس نے کئی بار بڑے شیطان کو نقصان پہنچایا ہے"۔۔۔۔ جب شکنتو خاموش ہوا تو پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"جی سر۔ یہ انسان انتہائی خطرناک ہو گیا ہے اور اب ہماری اکثر طاقتیں اس سے خوفزدہ رہنے لگی ہیں۔ شالو، راونت اور ان کی غلام طاقتوں کے فنا ہونے کے بعد تو ہماری دنیا میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے"۔۔۔۔ شکنتو نے کہا۔

"اب اس عمران کا خاتمہ کرنا ہے یا اسے عمامہ حاصل کرنے سے روکنا ہے"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے پوچھا۔

"جب تک شالاما کا چلہ پورا نہیں ہو جاتا عمران کو شالاما سے دور رکھنا ہے۔ لاکو کی روح نے جسم حاصل کر لیا تو پھر وہ اس عمران سے خود ہی نمٹ لے گی کیونکہ پھر وہ ایک ہزار سال تک تو فنا نہ ہو سکے گی"۔۔۔۔ شکنتو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"اب مجھے اجازت۔ میں بے فکر ہو کر جاؤں"۔۔۔۔ شکنتو نے کہا۔

"ہاں۔ تم اب جا سکتے ہو"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے کہا تو شکنتو اٹھا اور ڈرائینگ روم سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد پروفیسر لاشانبو بھی اٹھ کھڑا ہوا اور واپس اپنی لائبریری میں آ گیا۔ لائبریری میں میز پر ایک فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور پاکیشیا میں اپنے نمائندے جیک کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو جیک۔ پروفیسر لاشانبو بول رہا ہوں"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہونے

پر پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"سر۔ آپ نے بہت عرصے بعد یاد کیا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"جب کسی کی ضرورت ہوتی ہے تو اسے اسی وقت یاد کیا جاتا ہے"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے خشک لہجے میں کہا۔

"جی سر۔ حکم فرمائیے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تم عمران کو جانتے ہو"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے جیک سے پوچھا۔

"یس سر۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کی شہرت تو دور دور تک ہے"۔۔۔۔ جیک نے کہا۔

"اس کے والد کو بھی تم اچھی طرح جانتے ہو گے"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"یس سر۔ وہ یہاں کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں"۔۔۔۔ جیک نے کہا۔

"تم نے اسے فوراً ابھی اور اسی وقت اغوا کرنا ہے اور اغوا کر کے مجھے اطلاع کرنی ہے"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"یس سر۔ اس کا اغوا عام طریقے سے تو ذرا مشکل ہو جائے گا اس سلسلے میں کسی خاص طاقت سے مدد حاصل کرنی پڑے گی"۔۔۔۔ جیک نے کہا۔

"کچھ بھی کرو۔ مجھے اس کے اغوا سے دلچسپی ہے۔ اغوا کے طریقہ

کار سے نہیں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں ابھی کچھ دیر بعد فون کر کے آپ کو رپورٹ دیتا ہوں"..... جنیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر پروفیسر لاشانبو نے رسیور کریڈل پر رکھا اور دوبارہ کتاب اٹھا لی۔ اس کے چہرے کا اطمینان بتا رہا تھا کہ اس نے جنیک کے ذمے جو کام لگایا ہے وہ ہو جائے گا۔

جنیک پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہوٹل سی مون کا جنرل مینجر اور مالک تھا۔ وہ شیطان کا پیروکار تھا اور پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہونے والے شیطانی عوامل کی سرپرستی کرتا تھا۔ شیطان کا پیروکار بننے پر ہی اسے یہ ہوٹل دیا گیا تھا۔ اس ہوٹل کے علاوہ اسے بڑے شیطان نے ایک طاقت زنبوری بھی دی تھی۔ اس زنبوری کے ذریعے وہ اپنے بے شمار کام نکلواتا تھا۔

پروفیسر لاشانبو ان کا سینئر تھا۔ وہ اس کے ذریعے شیطان کا پیروکار بنا تھا۔ پروفیسر لاشانبو نے ہی اسے یہ ہوٹل اور زنبوری طاقت دلائی تھی۔ پاکیشیا اس کا پسندیدہ ملک تھا اس لئے وہ ایکریمیا چھوڑ کر پاکیشیا شفٹ ہو گیا تھا۔ پاکیشیا میں ہوٹل بنانے کی خواہش اس نے پروفیسر لاشانبو سے کی تھی اور وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ ہوٹل میں ٹھہرنے والے افراد کو وہ آسانی سے گمراہ کر سکتا ہے تو پروفیسر لاشانبو

نے اسے یہ ہوٹل بنانے کے لئے کثیر رقم فراہم کر دی تھی ۔ شیطانی دنیا میں پروفیسر لاشانبو کی جو عزت تھی جنیک اس سے واقف تھا ۔ پروفیسر لاشانبو اس کا اور اس جیسے ہزاروں افراد کا ایک طرح سے باس تھا۔

پروفیسر لاشانبو کا فون سن کر جنیک چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا اور پھر وہ اپنے آفس سے نکل کر ہوٹل کی پارکنگ میں آگیا ۔ پارکنگ میں اس کی گاڑی کھڑی تھی ۔ وہ گاڑی میں بیٹھا اور اپنی کوٹھی میں پہنچ گیا ۔ کوٹھی میں ایک کمرہ اس نے شیطانی کاموں کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا ۔ اس کمرے میں شیطان کی تصویر اور اس کا ایک بت بھی رکھا ہوا تھا ۔ وہ اس بت کے سامنے جھک کر اس کی پوجا کیا کرتا تھا اس کمرے میں پہنچ کر وہ دوزانوں ہو کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا ۔ چند لمحوں بعد کمرے میں تیز بدبو پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی بلی کی چیخ سنائی دی ۔ اس نے اپنی بند آنکھیں کھولیں تو اس کے سامنے سیاہ رنگ کی ایک بڑی بلی کھڑی تھی ۔ اس کے آنکھیں کھولتے ہی بلی کی جسامت بڑھنے لگی اور بڑھتے بڑھتے وہ بڑے چیتے جتنی ہو گئی ۔ پھر اس کے خدوخال تبدیل ہونے لگے ۔ پہلے اس کا چہرہ بدلا اور اس کا چہرہ عورت کے چہرے میں تبدیل ہو گیا ۔ پھر باقی جسم بھی انسانوں جیسا ہو گیا ۔ جب وہ مکمل تبدیل ہو چکی تو وہ سیدھی کھڑی ہو گئی ۔ اب وہ بھدے نین نقش والی عورت بن چکی تھی ۔ اس نے ادب سے جنیک کو جھک کر آداب

کیا۔

" آپ نے مجھے یاد کیا ہے آقا ۔ میں حاضر ہو گئی ہوں ۔ حکم دیجئے"..... اس نے مؤدبانہ لہجے میں جنیک سے کہا۔

" زنبوری ۔ تو نے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کو اغوا کر کے میری اس کوٹھی کے تہہ خانے میں پہنچانا ہے"..... جنیک نے زنبوری کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس نے ایک مرتبہ پھر سر جھکایا اور غائب ہو گئی ۔ جنیک نے کمرے میں موجود ایک الماری کھولی اور الماری سے شراب کی بوتل نکال لی ۔ بوتل کھول کر اس نے شراب کا کچھ حصہ شیطان کے بت کے قدموں میں ڈالا اور باقی بوتل گھونٹ گھونٹ پینے لگا ۔ کچھ دیر بعد زنبوری واپس آ گئی لیکن وہ گھبرائی ہوئی تھی ۔ اسے خوفزدہ دیکھ کر جنیک حیران ہو گیا۔

" کیا بات ہے زنبوری ۔ ڈائریکٹر جنرل کہاں ہے اور تو اس قدر خوفزدہ کیوں ہے"..... جنیک نے پوچھا۔

" آقا ۔ اس کی کوٹھی سے اسے اغوا کرنا ناممکن ہے ۔ ڈائریکٹر جنرل کی بیوی ہر وقت مقدس کلام پڑھتی رہتی ہے اور اس مقدس کلام کے حروف مقطعات کے کتبے اس کی کوٹھی کے ہر کمرے میں آویزاں ہیں ۔ آقا ۔ میں وہاں گئی تو جل کر فنا ہو جاؤں گی"..... زنبوری نے خوفزدہ لہجے میں جنیک سے کہا تو وہ بھی پریشان ہو گیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہمیں انتظار کرنا پڑے گا کہ کب وہ گھر سے باہر نکلے ۔ لیکن میرے باس پروفیسر لاشانبو نے حکم دیا ہے کہ

اسے فوری طور پر اغوا کرانا ہے"..... جنیک نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو اس نے جیب سے موبائل فون نکالا تو سکرین پر پروفیسر لاشانبو کے نمبر فلش ہو رہے تھے۔ اس نے اوکے کا بٹن پریس کر کے سیٹ کان سے لگالیا۔

" ہیلو جنیک ۔ پروفیسر لاشانبو بول رہا ہوں ۔ تم نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی"..... پروفیسر لاشانبو کی آواز سنائی دی۔

" سر۔ میں نے زنبوری کو بھیجا تھا۔ ڈائریکٹر جنرل اس وقت اپنے گھر پر ہے اور ان کے گھر کے ہر کمرے میں روشن کلام کے کتبے آویزاں ہیں ۔ جیسے ہی وہ گھر سے باہر نکلتا ہے زنبوری اسے اغوا کر کے لے آئے گی"..... جنیک نے پروفیسر لاشانبو سے کہا تو دوسری طرف خاموشی چھا گئی ۔ اس نے سکرین دیکھی تو کال ابھی منقطع نہیں ہوئی تھی۔

" جنیک ۔ ڈائریکٹر جنرل بیمار ہے ۔ وہ دو تین دن گھر سے باہر نہیں نکلے گا۔ اب تم ایسے کرو کہ اپنے چند غنڈے اس کی کوٹھی پر بھیج دو۔ وہ اگر اسے اغوا کر کے نہ بھی لا سکیں تو کم از کم زخمی ضرور کر دیں اور اتنا زخمی تو وہ ہو جائے کہ اسے ہسپتال لے جایا جائے ۔ پھر جیسے ہی وہ گھر سے باہر نکلے گا زنبوری کے ذریعے ہی اسے اغوا کرا لینا اور تمہارے جو آدمی اس کی کوٹھی پر جائیں ان کو اپنی طاقت کی بھینٹ چڑھا دینا ۔ ان کا زندہ رہنا تمہارے لئے بہتر نہیں ہو گا"..... پروفیسر لاشانبو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" بہت بہتر سر۔ جیسا آپ نے کہا ہے ویسا ہی ہو گا"..... جنیک نے

کہا تو دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس نے اپنے ہوٹل کے نمبر ملائے ۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی ۔ دوسری بیل پر کال رسیور کر لی گئی۔

" ہیلو ۔ سی مون ہوٹل"..... دوسری طرف سے اس کے مینجر کی آواز سنائی دی۔

" راکی ۔ جنیک بول رہا ہوں ۔ رستم کو فون پر بلاؤ"..... جنیک نے اپنے مینجر سے کہا۔ رستم ہوٹل کے کریمنل گروپ کا انچارج تھا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"..... راکی نے کہا اس کی آواز مؤدبانہ تھی ۔ چند لمحے فون پر خاموشی طاری رہی اور پھر اسے رستم کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو ۔ رستم بول رہا ہوں سر۔ کیا آپ لائن پر موجود ہیں"..... رستم نے کہا۔

" ہاں رستم ۔ تم نے ایک آدمی کو اس طرح زخمی کرنا ہے کہ وہ مرے نہ ۔ لیکن ہسپتال ضرور پہنچ جائے ۔ اس کے بازو پر یا ٹانگ پر گولی مار دینا"..... جنیک نے رستم سے کہا۔

" آپ فکر نہ کریں سر۔ صرف اس بندے کا نام بتا دیں ۔ تھوڑی دیر بعد وہ بندہ ہسپتال میں ہو گا"..... رستم نے کہا۔

" وہ بندہ معمولی انسان نہیں ہے ۔ تمہیں اپنے ساتھ بہت سے ساتھی لے جانے ہوں گے"..... جنیک نے کہا۔

" آپ صرف نام بتائیں سر۔ باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں"..... رستم

جیک نے اسے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا کہا اور ساتھ ہی اس کا ایڈریس بھی بتا دیا مگر منہ سے ان کا نام نہ لیا کیونکہ ان کے نام میں اسمائے ربانی آتا تھا اور اسمائے ربانی ادا کرنے سے اس کی طاقتیں اسے زندہ جلا کر ہلاک کر سکتی تھیں ۔پروفیسر لاشانبو نے بھی جیک کو سر عبدالرحمن کو اغوا کرانے کے لئے عمران کا والد اور ڈائریکٹر جنرل کا حوالہ دیا تھا۔

" سر عبدالرحمن ۔ سر ٹارگٹ مشکل ہے ۔ لیکن کام ہو جائے گا"..... ڈائریکٹر جنرل کا نام سن کر رستم نے ان کا نام لے کر کہا کیونکہ وہ عام انسان تھا۔

" ہاں ۔ہاں وہی ۔مگر ان کا نام مت لو ۔یہ کام فوری طور پر کرنا ہے ۔ تمہارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے"..... جیک نے کرخت لہجے میں کہا کیونکہ رحمن کا لفظ سنتے ہی اس کے جسم میں کپکپی شروع ہو گئی تھی۔

" اوکے سر ۔ میں آدھا گھنٹہ میں آپ کو اطلاع کرتا ہوں"..... رستم نے کہا تو جیک نے کال منقطع کر دی۔

" زنبوری "..... جیک نے موبائل فون جیب میں رکھ کر اپنی غلام طاقت کو آواز دی۔

" جی آقا"..... زنبوری نے اس کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

" جب رستم اور اس کے آدمی ہمارے ٹارگٹ کو زخمی کر دیں تو تم ان کی بھینٹ لے کر ان کی ڈیڈ باڈیز کو کسی ویرانے میں پھینک

دینا ۔ پھر اپنے ٹارگٹ کو اغوا کر کے یہاں تہہ خانے میں پہنچا دینا"..... جیک نے زنبوری کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" جیسا آپ نے حکم دیا ہے ویسا ہی ہو گا آقا"..... زنبوری نے بھینٹ کا سن کر قلقاری مارتے ہوئے کہا ۔جیک نے ایک بار پھر شراب کی بوتل اٹھائی اور گھونٹ بھرنے لگا جبکہ اس دوران زنبوری غائب ہو گئی تھی ۔ پھر تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ پھر جیک کے سامنے حاضر ہوئی ۔اس نے سر جیک کے سامنے جھکایا ۔جیک نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا ۔ وہ بہت پریشان لگ رہی تھی ۔ اس کے پریشان چہرے کو دیکھ کر اسے غصہ آگیا۔

" اب کیا مصیبت ہے ۔ کیوں پریشان ہو تم"..... جیک نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

" باس ۔ رستم اور اس کے ساتھیوں نے ڈائریکٹر جنرل کی کوٹھی کے تین محافظوں کو قتل کر کے اس ڈائریکٹر جنرل کے بازو پر گولی مار ہے ۔ گولی اس کے گوشت کو چیرتی ہوئی نکل گئی ہے ۔ اس کے گھریلو ملازموں نے ایمبولینس بلا کر اسے ہسپتال روانہ کیا ہے لیکن آقا اس کی بیوی اس کے ساتھ ہے اور وہ مسلسل روشن کلام پڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے مجھے موقع نہیں مل رہا جبکہ میں نے رستم اور اس کے ساتھیوں کی اس ڈائریکٹر جنرل کی کوٹھی سے باہر نکلتے ہی بھینٹ لے لی ہے اور ان کے مردہ جسم ایک ویرانے میں پھینک دیئے ہیں"..... زنبوری نے کہا تو جیک نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے ۔

" رستم اور اس کے ساتھیوں کی بات نہیں ہے زنبوری ۔ ہمارا اصل ٹارگٹ وہ ڈائریکٹر جنرل ہے ۔ اگر وہ اغوا نہ ہو سکا تو پروفیسر لاشانبو ناراض ہو جائے گا اور پروفیسر لاشانبو ناراض ہو گیا تو سمجھو بڑا شیطان ناراض ہو گیا ۔ بڑے شیطان کے ناراض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ختم کر دیئے جائیں گے "..... جنیک نے پریشان لہجے میں کہا۔

" آقا ۔ میں ہسپتال میں ہی رہتی ہوں ۔ جیسے ہی موقع ملا میں اس ڈائریکٹر جنرل کو اٹھا لاؤں گی "..... جنیک کی بات سن کر زنبوری بھی پریشان ہو گئی اور اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ تم ہسپتال جاؤ اور ڈائریکٹر جنرل پر نظر رکھو ۔ جیسے ہی موقع ملے اسے اٹھا کر لے آؤ "..... جنیک نے کہا تو زنبوری یکدم غائب ہو گئی ۔ جنیک کا سفید چہرہ پریشانی کی وجہ سے سیاہ ہو گیا تھا ۔ وہ الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کھول کر شراب کی ایک اور بوتل نکال لی ۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھول کر اس میں سے بھی کچھ شراب شیطان کے بت کے قدموں میں گرائی اور باقی خود گھونٹ گھونٹ پینے لگا ۔ وہ شراب پی ہی رہا تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو اس نے جیب سے موبائل فون نکال لیا۔

" ہیلو سر ۔ جنیک بول رہا ہوں "..... جنیک نے نمبر دیکھ کر کہا۔

" جنیک ۔ ایک معمولی سا کام تمہارے ذمے لگایا ہے اور وہی ابھی تک نہیں ہوا "..... پروفیسر لاشانبو کی غصیلی آواز سنائی دی ۔

" سر ۔ ڈائریکٹر جنرل کی بیوی ہمارے لئے مسئلہ بنی ہوئی ہے ۔ وہ

مسلسل روشن کلام پڑھ رہی ہے اور ڈائریکٹر جنرل کے ساتھ ہے ۔ اس کی وجہ سے زنبوری اس کے قریب نہیں جا سکتی ۔ زنبوری اس وقت ہسپتال میں ہے ۔ جیسے ہی اسے موقع ملا وہ اسے اٹھا کر لے آئے گی "..... جنیک نے پریشان لہجے میں کہا۔

" اگر مزید پندرہ منٹ کے اندر اندر تم نے کامیابی حاصل نہ کی تو پھر میں اسے کسی اور ذریعے سے اغوا کرا لوں گا اور تمہیں ناکامی کی سزا ملے گی ۔ ناکامی کی سزا کے بارے میں تو تم جانتے ہی ہو گے "..... اس مرتبہ پروفیسر لاشانبو کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو جنیک تھر تھر کانپنے لگا۔

" ناکامی نہیں ہو گی سر ۔ میں بہت جلد آپ کو کامیابی کی اطلاع دیتا ہوں "..... جنیک نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو پروفیسر لاشانبو نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور کال منقطع کر دی ۔ اس نے اپنے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ ہاتھ سے صاف کیا ۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود ہی میدان عمل میں اترے ۔ یہ سوچ کر وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا ۔ ابھی اس نے ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ زنبوری اس کے سامنے آ گئی ۔ اس کے چہرے پر جوش کے آثار تھے جنہیں دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ہے ۔

" مبارک ہو آقا ۔ مبارک ہو ۔ میں ڈائریکٹر جنرل کو اس کوٹھی کے تہہ خانے میں چھوڑ کر آ رہی ہوں "..... زنبوری نے جوش اور

خوشی کے ملے جلے تاثرات بھرے لہجے میں کہا۔ جنیک بھی اس کی بات سن کر خوش ہو گیا تھا۔

" کیسے۔ ڈائریکٹر جنرل کی بیوی کا کیا ہوا"..... جنیک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" آقا۔ اس کی بیوی واش روم میں گئی تو مجھے موقع مل گیا"..... زنبوری نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

" میں پروفیسر لاشانبو کو اطلاع کر دوں"..... جنیک نے کہا اور پھر وہ جیب سے موبائل فون نکال کر پروفیسر لاشانبو کے نمبر پریس کرنے لگا۔

شالو اور شیطانی طاقتوں کا خاتمہ کرنے کے بعد عمران اور جوزف اس کوٹھی سے باہر نکل آئے۔ باہر سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی وہ فٹ پاتھ پر چلنے لگے۔ ایک ٹیکسی کو دیکھ کر عمران نے اسے رکنے کا اشارہ کیا تو ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔

" کہاں جانا ہے"..... ٹیکسی ڈرائیور نے عمران سے ایکریمین لہجے میں پوچھا۔ عمران نے ابھی تک مقامی میک اپ نہیں کیا تھا۔

" ہم نے آکاش کالونی جانا ہے"..... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مقامی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" بیٹھیں"..... ٹیکسی ڈرائیور نے عمران سے کہا تو عمران فرنٹ سیٹ پر جبکہ جوزف پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

" صاحب۔ آپ تو ہماری زبان جانتے ہیں"..... ڈرائیور نے عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" صاحب۔ کافرستان اور تبت ہمسایہ ملک ہیں۔ یہاں کے اکثر لوگ وہاں کی زبان جانتے ہیں اور وہاں کے اکثر لوگ یہاں کی زبان

جانتے ہیں ۔ صاحب ۔ آپ کافرستان کے کس علاقے سے آئے ہیں"..... ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"رام گڑھ سے"..... عمران نے ایک فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

"صاحب ۔ میں رام گڑھ کئی بار گیا ہوا ہوں بلکہ وہاں جاتا رہتا ہوں ۔ اب وہاں آؤں گا تو آپ سے ملنے ضرور آؤں گا ۔ آپ مجھے اپنا ایڈریس ضرور دیں"..... ٹیکسی ڈرائیور نے علاقے کا نام سن کر کہا ۔ عمران نے تو ایک فرضی نام لیا تھا لیکن چونکہ یہ عام سا نام تھا اس لئے کافرستان کے کئی علاقوں کا نام ہو سکتا تھا۔

"بہت مہربانی جناب آپ کی ۔ میرا ایڈریس ہے رام گڑھ مین بازار گلی نمبر دس مکان نمبر پندرہ"..... عمران نے اسے فرضی ایڈریس بتایا لیکن یہ ایڈریس سن کر وہ بہت خوش ہوا۔

"صاحب ۔ مین بازار میں تو میں کئی بار گیا ہوں ۔ میں آپ کا مکان بہت آسانی سے ڈھونڈ لوں گا"..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور پھر اس نے کار آہستہ کر لی اور تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

"صاحب ۔ آکاش کالونی آگئی"..... ٹیکسی ڈرائیور نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے ۔ آکاش کالونی آگئی ہے"..... عمران نے کہا اور جلدی سے کار سے نیچے اتر آیا ۔ کار سے نیچے اتر کر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا ۔ اس کی جیب میں اس کا والٹ موجود تھا جس میں ایکریمین

ڈالرز موجود تھے۔

"کیا کرایہ ہے میرے بھائی ۔ کرایہ ایکریمین ڈالرز میں بتانا"..... عمران نے کہا۔

"صاحب ۔ آپ سے کرایہ لینے کو دل تو نہیں کرتا لیکن کیا کریں روزی کا مسئلہ ہے اور ٹیکسی بھی میری ذاتی نہیں ہے اس لئے آپ صرف پانچ ڈالر دے دیں"..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو عمران نے اسے پانچ ڈالر تھمائے اور جلدی سے آگے بڑھ گیا ۔ جوزف بھی اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ گیا تھا۔

"باس ۔ آپ بھی بہت بولتے ہیں مگر یہ تو آپ کا بھی استاد نکلا"..... جوزف نے کہا تو عمران مسکرانے لگا ۔ یہ چھوٹی سی کالونی تھی ۔ کوٹھیوں کے گیٹ پر نمبر لگے ہوئے تھے ۔ کئی کوٹھیوں پر نیم پلیٹ بھی لگی ہوئی تھیں ۔ وہ نمبر دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے ۔ جلد ہی انہیں اٹھاسی نمبر نظر آگیا۔

"باس ۔ کوٹھی تو مل گئی ہے ۔ اب کیا کرنا ہے"..... جوزف نے جوشیلی آواز میں عمران سے پوچھا۔

"ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے ۔ شالاما کی گردن مروڑ دینی ہے اور عمامہ اٹھا کر باہر آجانا ہے"..... عمران نے کہا اور پھر انہوں نے ارد گرد کا جائزہ لیا ۔ یہ آباد علاقہ تھا ۔ کوٹھی کے سامنے تین ڈرنکس شاپس، ایک پی سی او اور دیگر سامان کی دکانیں بھی تھیں ۔ عمران نے ان دکانوں کو دیکھتے ہوئے کوٹھی کی ڈور بیل کے بٹن کو پریس

کر دیا۔ کچھ دیر بعد قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر چھوٹا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی نظر آیا۔

"جی جناب۔ کس سے ملنا ہے آپ کو"..... ادھیڑ عمر نے عمران اور جوزف کا بغور جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہم نے شالاما سے ملنا ہے"..... عمران نے کہا۔

"صاحب تو ملک سے باہر ہیں۔ ایک ہفتے بعد آئیں گے"..... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"ملک سے باہر۔ مگر اس نے تو ہم سے کہا تھا کہ ہم اس سے ملنے آ جائیں۔ ہم اس سے ملنے کافرستان سے آئے ہیں۔ وہ ملک سے باہر کیسے جا سکتا ہے۔ تم جاؤ اور اسے بتاؤ کہ کافرستان سے اس کے مہمان آئے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"اگر آپ کو میری زبان پر یقین نہیں آ رہا تو پھر آپ خود اندر آ کر کوٹھی کی تلاشی لے لیں۔ آپ کو خود پتہ چل جائے گا"..... ادھیڑ عمر نے کہا اور ان کے اندر داخل ہونے کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔

"اگر ہم اس سے ملے بغیر چلے گئے تو نہ صرف ہمارا بلکہ اس کا بھی بہت بڑا نقصان ہو گا"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کی بڑبڑاہٹ اتنی واضح تھی کہ ادھیڑ عمر نے سن لی۔

"جناب۔ اگر آپ صاحب کا انتظار کرنا چاہیں تو اس کوٹھی میں رہائش رکھ سکتے ہیں۔ ایک ہفتے بعد وہ آئیں گے تو آپ ان سے مل لیں"..... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"ایک ہفتہ تو بہت ہوتا ہے۔ ہم ایک دن بھی اس کا انتظار نہیں کر سکتے۔ کیا اس سے کسی بھی طرح رابطہ نہیں ہو سکتا ورنہ اس کا کروڑوں کا نقصان ہو جائے گا"..... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں تو ان سے کسی بھی طرح رابطہ نہیں کر سکتا"..... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ واپس چلیں"..... عمران نے جوزف سے کہا تو اس نے کندھے اچکا دیئے۔ ادھیڑ عمر نے اندر جا کر دروازہ بند کر لیا اور وہ دونوں اس کوٹھی سے چند قدم آگے بڑھ گئے۔

"جوزف۔ تمہیں اس کوٹھی سے کوئی ہلکی سی بو بھی محسوس نہیں ہوئی"..... عمران نے جوزف سے پوچھا۔

"نہیں باس۔ مجھے اس وقت وہاں کوئی بو محسوس نہیں ہوئی"..... جوزف نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم بالکل اندھیرے میں ہیں۔ خیر۔ انہیں بھی دیکھ لیں گے۔ پہلے اپنی رہائش کا کوئی بندوبست کر لیں"..... عمران نے کہا اور پھر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر درمیانے درجے کے ایک ہوٹل میں پہنچ گئے۔ عمران نے ہوٹل میں دو کمرے حاصل کئے لیکن فی الحال وہ ایک ہی کمرے میں بیٹھ گئے تھے۔ انہیں کمرے میں بیٹھے ہوئے کچھ دیر ہوئی تھی کہ عمران کی جیب میں موجود اس کے سیٹلائٹ موبائل فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے چونکتے ہوئے موبائل فون جیب سے نکالا اور نمبر دیکھے۔ نمبر سیٹلائٹ کے تھے اور

عمران کے لئے نئے تھے ۔ یہ غالباً تبت کے نمبر تھے ۔ وہ حیران ہوا کہ تبت سے اسے کیسے کال آ گئی ۔

" ہیلو ۔ عمران سپیکنگ "..... عمران نے کال رسیو کرنے والا بٹن پریس کرتے ہوئے سیٹ کان سے لگایا ۔

" مسٹر عمران ۔ تم اپنے گھر فون کر لو ۔ میں کچھ دیر بعد تم سے بات کرتا ہوں "..... کسی نے اس سے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال کٹ گئی ۔ عمران نے اپنے گھر کے نمبر پریس کئے ۔ دوسری طرف بیل جانے لگی ۔ کچھ دیر بعد رسیور اٹھا لیا گیا ۔

" ہیلو ۔ کون صاحب "..... دوسری طرف سے کوٹھی کے پرانے ملازم کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" بابا ۔ میں عمران بول رہا ہوں ۔ آپ کی آواز کو کیا ہوا "..... عمران نے پوچھا ۔

" السلام علیکم چھوٹے صاحب ۔ آپ چھوٹی بی بی سے بات کریں "..... بابا نے کہا ۔

" ہیلو بھائی جان ۔ آپ کہاں ہیں "..... عمران کو ثریا کی آواز میں بھی لرزش محسوس ہوئی ۔

" ثریا کیا ہوا ہے ۔ گھر میں خیریت تو ہے "..... عمران نے پریشان لہجے میں پوچھا ۔

" عمران بھائی ۔ گھر میں چند غنڈے گھس آئے تھے اور انہوں نے تینوں چوکیداروں کو قتل کر دیا اور ڈیڈی زخمی ہو گئے ۔ بھائی جان ۔

جیسے ہی وہ غنڈے کوٹھی سے باہر نکلے حیرت انگیز طور پر غائب ہو گئے ۔ ڈیڈی کو زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا گیا ۔ گولی ان کے بازو کا گوشت چیرتی ہوئی نکل گئی تھی ۔ ڈاکٹر نے پٹی کر دی تھی لیکن پھر ڈیڈی بھی پراسرار طور پر غائب ہو گئے اور ابھی تک غائب ہیں ۔ آپ جلدی سے کوٹھی پر آ جائیں ۔ ہم سب پریشان ہیں "..... ثریا نے گھر میں پیش آنے والے حالات بتاتے ہوئے کہا ۔

" ثریا ۔ میں ملک سے باہر ہوں اس لئے فوری طور پر نہیں آ سکتا لیکن تم نے حوصلہ نہیں ہارنا ۔ ڈیڈی انشاء اللہ جلد ہی گھر آ جائیں گے ۔ میں بھی بہت جلد پہنچ رہا ہوں "..... عمران نے ثریا کو تسلی دیتے ہوئے کہا ۔ تسلی کے الفاظ سنتے ہی ثریا رونے لگی ۔ اب تک شاید اس نے ضبط کیا ہوا تھا اور اب اس کے ضبط کے بند ٹوٹ گئے تھے ۔ عمران پھر اسے تسلی دینے لگا ۔

" عمران بیٹے ۔ تم کیسے ہو "..... اچانک رسیور سے اماں بی کی آواز سنائی دی ۔ ان کی آواز میں کوئی پریشانی نہیں تھی ۔

" السلام علیکم اماں بی ۔ میں بالکل ٹھیک ہوں ۔ آپ گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ سب ٹھیک کر دے گا "..... عمران نے کہا ۔

" وعلیکم السلام ۔ ہاں بیٹے ۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے ۔ پھر میں نے شاہ صاحب کو بھی فون کیا تھا ۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ سب ابلیس مردود کے چیلوں کا کام ہے اور وہ تمہیں کسی نیک کام سے روکنا چاہتے ہیں لیکن بیٹے ۔ تم نے ہرگز ہرگز نہیں رکنا

اگر تم پیچھے ہٹے تو میں تمہیں دودھ نہیں بخشوں گی ۔ خدا نخواستہ اگر تمہیں کچھ ہو بھی گیا تو یہ میرے لئے اعزاز ہو گا ۔ ویسے شاہ صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ تم انشاء اللہ کامیاب رہو گے اور ابلیس مردود کے چیلوں کو شکست ہو گی ۔ تمہارے ڈیڈی کو بھی کچھ نہیں ہو گا"..... اماں بی نے اسے ثابت قدم رہنے کا حکم دیا تو عمران کے حوصلے بڑھ گئے ۔

" اماں بی ۔آپ ثریا کو سمجھائیں ۔وہ کیوں رو رہی ہے"..... عمران نے اماں بی سے کہا۔

" میں اسے بھی سمجھا دوں گی ۔ وہ اب نہیں روئے گی ۔ بس تم نے ہمت نہیں ہارنی"..... اماں بی نے کہا۔

" جی اماں بی ۔آپ فکر نہ کریں ۔میں جس کام سے نکلا ہوں اسے پورا کر کے ہی لوٹوں گا ۔اللہ حافظ"..... عمران نے کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی ۔اسے کال کاٹے ابھی چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ اس کے موبائل فون پر بیل بجنے لگی ۔یہ وہی سیٹلائٹ نمبر تھے جن سے پہلے کال آئی تھی۔

" یس ۔ عمران سپیکنگ"..... عمران نے کال رسیور کا بٹن پریس کر کے سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

" مسٹر عمران ۔آپ نے اپنے گھر بات کر لی ۔اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ کے والد زخمی حالت میں اغوا ہو چکے ہیں اور زخمی بھی وہ صرف ہماری وجہ سے ہوئے ہیں ورنہ تو مارے جاتے"..... فون

نے والے نے کہا۔

" میرے والد کہاں ہیں"..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو ری طرف سے قہقہہ گونجا۔

" تمہارے والد کہاں ہیں ۔ فی الحال اس سوال کا جواب دینا ری نہیں ہے ۔ہاں ۔ تمہارے اطمینان کے لئے اتنا بتا دیتا ہوں وہ فی الحال خیریت سے ہیں اور اس وقت تک خیریت سے رہیں جب تک میں چاہوں گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"..... عمران نے اس سے پوچھا۔

" ہاں ۔اب تم نے ایسا سوال کیا ہے جس کا جواب دیا جا سکتا ۔ میرا نام پروفیسر لاشانبو ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم واپس اپنے پاکیشیا چلے جاؤ ۔اگر تم میری بات مان کر واپس چلے گئے تو یہ وعدہ ہے کہ جیسے ہی تم پاکیشیا کی سرحد پر پاؤں رکھو گے ے والد صحیح سلامت گھر پہنچ جائیں گے"..... دوسری طرف سے لیا۔

" اور اگر میں واپس نہ جاؤں تو پھر"..... عمران نے کہا۔

" تمہاری سرپرستی روشنی کی چند طاقتیں کر رہی ہیں ۔ تمہارے ی جوزف کے سر پر چند وچ ڈاکٹروں کا ہاتھ ہے اس لئے تمہارا کچھ مشکل ہے لیکن تمہارے والد کا خاتمہ ذرا بھی مشکل نہیں ..... پروفیسر لاشانبو نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

مجھے کچھ وقت چاہئے تاکہ میں سوچ کر کوئی فیصلہ کر سکوں".....

عمران نے کہا۔

" سوچنے کے لئے اگر تمہیں ایک ہفتہ بھی چاہئے تو وہ میں تمہیں دے سکتا ہوں لیکن اس کے لئے شرط یہی ہے کہ تم صرف سوچو گے اور سوچنے کے دوران اس ہوٹل سے باہر نہیں نکلو گے ۔ جیسے ہی تم نے اس ہوٹل سے باہر قدم نکالا تمہارے والد عبرتناک موت کا شکار ہو جائیں گے "..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

" میں سوچ کر جلد ہی تم سے رابطہ کرتا ہوں ۔ کیا تم سے اسی نمبر پر رابطہ کیا جائے جس نمبر سے تم نے کال کی ہے "..... عمران نے پوچھا۔

" ہاں ۔ اسی نمبر پر مجھ سے بات ہو جائے گی "..... پروفیسر لاشانبو نے کہا تو عمران نے اس کی بات سن کر کال کاٹ دی ۔ پھر اس نے ہوٹل کے فون کا رسیور اٹھایا اور کاؤنٹر کے نمبر ملائے۔

" یس سر "..... کاؤنٹر گرل کی آواز سنائی دی تو عمران نے محکمہ فون کی انکوائری کا نمبر پوچھا جو اسے بتا دیا گیا ۔ عمران نے کال منقطع کر دی اور پھر ٹون آنے پر وہ محکمہ فون کی انکوائری کے نمبر پریس کرنے لگا۔

" یس سر "..... نمبر ملنے پر انکوائری آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی جو مقامی زبان میں بولا تھا۔

" پولیس کمشنر بول رہا ہوں ۔ ایک نمبر نوٹ کرو اور اس کا ایڈریس بتاؤ ۔ اٹ از ایمرجنسی اینڈ ٹاپ سیکرٹ "..... عمران نے

ا۔

" یس سر ۔ نمبر لکھوا دیجئے "..... انکوائری آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں
تو عمران نے اسے نمبر بتا دیا۔

" سر ۔ صرف ایک منٹ ہولڈ کیجئے میں چیک کرتا ہوں "..... ائری آپریٹر نے کہا۔

" سر ۔ کیا آپ لائن پر موجود ہیں "..... کچھ دیر بعد انکوائری آپریٹر کی سنائی دی۔

" جی ہاں ۔ آپ بولیں ۔ میں سن رہا ہوں "..... عمران نے کہا۔

" سر ۔ یہ نمبر تو دو سال سے بند ہے ۔ اب کسی کے نام نہیں "..... انکوائری آپریٹر نے کہا۔

" لیکن اس نمبر سے تو مجھے کال کی گئی ہے "..... عمران نے کہا۔

" نہیں سر ۔ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے ۔ اس نمبر کا تمام ریکارڈ ے سامنے ہے ۔ دو سال پہلے یہ نمبر بند کر دیا گیا تھا اور اب تک ہے "..... انکوائری آپریٹر نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر رسیور رکھ دیا۔

" باس ۔ یہ آپریٹر جھوٹ بول رہا ہے ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک سے ہمیں کال آئے اور نمبر بھی بند ہو "..... جوزف نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا ۔ یہ ان شیطانی توں کا ہی کوئی چکر ہو سکتا ہے ۔ اس قسم کی شعبدہ بازی ان کے معمولی بات ہے "..... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر

ہلا دیا۔

" باس ۔ اب کیا آپ واپس جائیں گے "..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جوزف نے پوچھا۔

" اگر ہم شیطان کے کہنے پر عمل کرنے لگ جائیں تو سیدھے دوزخ میں جائیں گے "..... عمران نے کہا۔

" لیکن آپ کے والد کی زندگی شدید خطرے میں ہے "..... جوزف نے کہا تو عمران طنزیہ انداز میں مسکرا دیا۔

" زندگی اور موت شیطان کے ہاتھ میں نہیں رحمٰن کے ہاتھ میں ہے اور میرے والد عبدالرحمن ہیں یعنی اللہ کے بندے ۔ یہ شیطانی ذریات انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں "..... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے سیٹلائٹ موبائل فون پر دانش منزل کے نمبر ملائے تو دوسری طرف بیل سنائی دی۔

" ایکسٹو "..... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں "..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

" یس سر ۔ میں نے آپ کا نمبر دیکھ لیا تھا ۔ یہ انداز تو میں نے احتیاط کے طور پر اپنایا تھا "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" اسی لئے تو سیانے کہتے ہیں کہ احتیاط بہت اچھی چیز ہے "..... عمران نے کہا۔

" جی ہاں عمران صاحب ۔ احتیاط بہت سے مسائل سے انسان کو

لیتی ہے "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" دانش منزل میں رہ رہ کر آخر تمہاری دانش بڑھ ہی گئی "..... ان نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ آپ مذاق کئے جا رہے ہیں شاید آپ کو معلوم یں کہ سر عبدالرحمن زخمی ہو جانے کے بعد ہسپتال سے اغوا ہو ہیں "..... بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا ۔ اس کا خیال تھا کہ ان ابھی تک اس خبر سے لاعلم ہے۔

" مجھے معلوم ہے اور مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ انہیں کس نے اکیا ہے "..... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ عمران صاحب اگر آپ کو معلوم ہے تو آپ مجھے بتائیں ابھی جا کر سر عبدالرحمن کو ان کی قید سے چھڑا لاتا ہوں "..... ب زیرو نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" انہیں شیطانی طاقتوں نے اغوا کیا ہے ۔ تم ایسا کرو کہ اماں بی مرشد شاہ صاحب کے پاس چلے جاؤ ۔ وہ یقیناً شیطانی طاقتوں سے کا کوئی عمل بتا دیں گے ۔ اس کے بعد تم نے ڈیڈی کو تلاش ہے "..... عمران نے کہا۔

" بہت بہتر عمران صاحب ۔ میں ابھی ان کی طرف جاتا ہوں "..... ب زیرو نے کہا۔

" جیسے ہی ڈیڈی کا پتہ چلے مجھے فون کر دینا ۔ اللہ حافظ "..... عمران کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

شاہ صاحب مسجد کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند دیہاتی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جنہیں وہ غسل کے فرائض بتا رہے تھے۔ بلیک زیرو نے انہیں ادب سے سلام کیا اور ان دیہاتیوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب نے اس کے سلام کا جواب دیا اور دوبارہ دیہاتیوں سے گفتگو کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد انہوں نے گفتگو مکمل کی تو دیہاتی ان سے اجازت لے کر چلے گئے۔

"معاف کرنا بیٹے میں ذرا مصروف تھا اس لئے تمہیں انتظار کرنا پڑا"..... شاہ صاحب نے بلیک زیرو سے کہا۔

"شاہ صاحب۔ شرمندہ مت کریں۔ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو گیا یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے"..... بلیک زیرو نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"بیٹے۔ تمہارا ہر لمحہ قوم کے لئے ہے اس لئے تمہارا ایک ایک

لمحہ قیمتی ہے۔ عمران بیٹے کی طرح تم بھی قوم کا قیمتی اثاثہ ہو۔ یہ میرے لئے فخر کی بات ہے کہ تم وقت نکال کر مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہو"..... شاہ صاحب نے انکسارانہ لہجے میں کہا۔

شاہ صاحب کی بات سن کر بلیک زیرو کے دل میں حیرت پیدا ہوئی کیونکہ یہ اس کی شاہ صاحب سے پہلی ملاقات تھی۔ عمران اکثر ان کا ذکر کرتا رہتا تھا لیکن بلیک زیرو کو یہاں آنے کا موقع پہلے نہیں ملا تھا۔ آج وہ آیا تھا تو شاہ صاحب نے عمران کے حوالے سے بات کی تھی اور اس کی ذمہ داریوں کی طرف بھی اشارہ کیا تھا جبکہ بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ شاید اسے اپنا تعارف کرانا پڑے گا لیکن وہ تو اس کے بارے میں سب کچھ جانتے تھے۔ بلیک زیرو سوچنے لگا کہ واقعی اللہ والوں کے لئے کچھ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہوتا۔

"شاہ صاحب۔ میں آپ سے چند ہدایات لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں"..... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"طاہر بیٹے۔ میں عاجز بندہ تمہیں کیا ہدایات دے سکتا ہوں۔ صرف اتنی گزارش کروں گا کہ تم ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کیا کرو اور عبدالرحمن صاحب کی تلاش میں نکلو تو جیب میں بھی آیت الکرسی رکھ لینا اور آیت الکرسی کا ورد کثرت سے کرتے رہنا۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔ ہر کام کا کوئی سبب بنا ہی دیتا ہے"..... شاہ صاحب نے کہا۔

"بہت بہتر شاہ صاحب۔ آپ کا بہت بہت شکریہ"..... بلیک زیرو

نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے ان سے اجازت لی اور اپنی کار میں سوار ہو کر واپس دانش منزل آگیا۔ سر عبدالرحمن کو زخمی کرنے والے افراد پراسرار طریقے سے غائب ہو گئے تھے اور سر عبدالرحمن ہسپتال سے اچانک لاپتہ ہو گئے تھے۔ اس نے تفتیش کا آغاز ہسپتال سے کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ کر کے اس نے وضو کیا۔ دانش منزل کی لائبریری میں پاکٹ سائز بک لٹ میں آیت الکرسی اور دیگر بہت سی قرآنی آیات موجود تھیں۔ بلیک زیرو نے آیت الکرسی والی بک لٹ اٹھائی اور اسے اپنے کوٹ کی اوپر والی جیب میں رکھ لیا۔ پھر وہ دانش منزل کا آٹو میٹک سسٹم آن کرنے لگا اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ صفدر بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کس لئے فون کیا ہے"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر۔ سر عبدالرحمن کو جن لوگوں نے زخمی کیا تھا وہ رستم اور اس کے ساتھی تھے۔ رستم ہوٹل سی مون کے مالک جیک کا آدمی تھا یہی رستم اور اس کے ساتھی سر عبدالرحمن کی کوٹھی میں گئے تھے اور کوٹھی سے باہر نکلتے ہی غائب ہو گئے تھے"..... صفدر نے کہا تو بلیک زیرو صفدر کی معلومات پر بے حد خوش ہوا کیونکہ یہ اس کے لئے اہم کلیو تھا۔

"پھر"..... خوش ہونے کے باوجود بلیک زیرو نے صفدر سے سرد اور سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر عبدالرحمن صاحب عمران کے ڈیڈی ہیں۔ میں نے اس لئے"..... صفدر نے اپنا جملہ ادھورا ہی چھوڑ دیا۔

"یہ ہماری فیلڈ نہیں ہے صفدر۔ یہ پولیس کیس ہے۔ تم یہ معلومات پبلک فون سے پولیس تک پہنچا دو"..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس کی بات سنے بغیر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنی کار میں سوار ہو کر دانش منزل سے نکل کر مین روڈ پر آگیا۔ اس کی زبان پر آیت الکرسی کا ورد جاری تھا۔ وہ بہت جلد ہوٹل سی مون پہنچ گیا۔ اس نے گاڑی پارکنگ میں کھڑی کی اور ہوٹل سی مون کے استقبالیہ پر پہنچ گیا۔ اب بھی اس کی زبان پر آیت الکرسی کا ورد جاری تھا۔

"مجھے مسٹر جیک سے ملنا ہے"..... بلیک زیرو نے رجسٹر پر جھکی ہوئی کاؤنٹر گرل سے کہا۔

"سر تو اپنی کوٹھی پر جا چکے ہیں"..... کاؤنٹر گرل نے رجسٹر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"ان کا ایڈریس کیا ہے"..... بلیک زیرو نے جیک کی کوٹھی کا ایڈریس پوچھا۔

"شبستان کالونی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ"..... کاؤنٹر گرل نے مختصر سا جواب دیا تو بلیک زیرو مزید کوئی بات کئے واپس مڑا۔ کچھ دیر

بعد اس کی کار شبستان کالونی کی طرف بڑھ رہی تھی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ شبستان کالونی پہنچ گیا ۔ کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ تلاش کرنے میں اسے زیادہ وقت نہیں لگا ۔ یہ کافی وسیع و عریض کوٹھی نظر آ رہی تھی اس نے کار کوٹھی کے گیٹ پر روکی اور کار سے نیچے اتر کر کوٹھی کے گیٹ پر لگا ہوا ڈور بیل کا بٹن پریس کر دیا ۔ جلد ہی گیٹ کا ذیلی دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک ملازم باہر نکل آیا ۔ اس نے بلیک زیرو کو غور سے دیکھا۔

"جی صاحب ۔ کس سے ملنا ہے آپ کو"..... ملازم نے پوچھا۔

"مسٹر جیک سے"..... بلیک زیرو نے کہا ۔ ملازم شکل و صورت سے مقامی لگ رہا تھا ۔ اس کا لب و لہجہ بھی پاکیشیا کے دیہاتیوں جیسا تھا۔

"جناب آپ کا نام کیا ہے اور آپ صاحب سے کس لئے ملنا چاہتے ہیں"..... ملازم نے پوچھا۔

"میرا نام طاہر ہے اور میں نے مسٹر جیک سے بزنس کی بات کرنی ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں صاحب کو بتاتا ہوں"..... ملازم نے کہا اور اندر چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد وہ ملازم واپس آ گیا۔

"صاحب تو بہت مصروف ہیں وہ کسی سے نہیں مل سکتے"..... ملازم نے واپس آ کر کہا۔

"اپنے صاحب سے کہو کہ اگر اس نے مجھ سے بات نہ کی تو اسے

کروڑوں کا نقصان ہو جائے گا"..... بلیک زیرو نے کہا تو ملازم ایک بار پھر اندر چلا گیا ۔ اب بھی وہ جلد ہی واپس آ گیا تھا۔

"صاحب مجھ پر ناراض ہو رہے ہیں ۔ آپ جائیں"..... ملازم نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ واپسی کے لئے مڑا اور ذیلی دروازے سے جیسے ہی اس کا قدم اندر گیا بلیک زیرو نے پیچھے سے اس کی گردن پر مخصوص انداز میں مکا مار دیا اور وہ لہراتا ہوا گیٹ کے قریب ہی گر گیا اور بے ہوش ہو گیا ۔ بلیک زیرو بھی اندر آ گیا ۔ اس نے ملازم کو اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچا اور دروازے سے کچھ دور پھینک دیا ۔ پھر اس نے دروازہ اندر سے بند کیا ۔ اس دوران بھی اس کی زبان پر آیت الکرسی کا ورد مسلسل جاری تھا ۔ جیسے ہی وہ دروازہ بند کر کے پلٹا اس نے اپنے سامنے ایک عورت کو کھڑے دیکھا ۔ وہ ایک نوجوان اور کافی خوبصورت نقش و نگار کی مالک تھی۔

"کون ہو تم ۔ اس طرح اندر کیوں آ رہے ہو اور تمہارا ذہن بلینک کیوں ہے"..... اس عورت نے بلیک زیرو سے پوچھا ۔ جملے کا آخری حصہ سن کر بلیک زیرو چونک پڑا ۔ اس جملے کا مطلب تھا کہ وہ عورت انسان نہیں تھی بلکہ انسان کے روپ میں شیطان کی کوئی ذریت تھی ۔ شیطانی ذریت کو قابو کرنے کا طریقہ عمران اور جوزف اسے کئی بار بتا چکے تھے اس لئے اب وہ یہی طریقہ آزمانا چاہتا تھا ۔ اس کا ذہن ان طاقتوں کے لئے بلینک اس لئے ہو گیا تھا کہ وہ مسلسل آیت الکرسی کا ورد کر رہا تھا۔

"میرا نام طاہر ہے اور میں مسٹر جیک سے بزنس ٹاک کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ ملازم مجھے اندر نہیں آنے دے رہا تھا اس لئے مجھے اس طرح اندر آنا پڑا"..... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے قریب ہو گیا۔ پھر اچانک ہی اس نے ہاتھ گھمایا اور اس کا ہاتھ اس عورت کی گردن پر پڑا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

بلیک زیرو نے اپنی پینٹ کی جیب میں سے ست رنگی ڈوری کا ٹکرا نکالا۔ اس ڈوری پر بھی جگہ جگہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ ایسی کئی ڈوریاں عمران جاتے ہوئے اسے دے گیا تھا۔ یہ تمام ڈوریاں جوزف نے تیار کی تھیں۔ عمران اور جوزف نے شیطانی طاقتوں کو بے بس کرنے کا جو طریقہ بتایا تھا اس میں ان ست رنگی ڈوریوں کا استعمال بہت ضروری تھا۔ بلیک زیرو نے ست رنگی ڈوری اس کے منہ میں ڈال کر اس کے دونوں سروں کو اس عورت کے سر کے عقبی حصہ پر کس کر باندھ دیا۔ پھر اس نے اس عورت کی انگلی پکڑی اور لائٹر جلا کر اسے آگ لگا دی۔ اس عورت کے جسم نے یکدم آگ پکڑ لی۔ جیسے ہی اس عورت کے جسم نے آگ پکڑی اس نے ہوش میں آ کر کربناک انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو کو ان چیخوں کی پرواہ نہیں تھی کیونکہ عمران نے بتایا تھا کہ ان چیخوں کو عام آدمی نہیں سن سکتے۔ یہ چیخیں صرف شیطانی دنیا کے وہ افراد سن سکتے تھے جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ اس کی چیخیں بلند ہوتے ہی ایک غیر ملکی جوان حواس باختہ ہو کر وہاں دوڑتا ہوا آ گیا۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کک۔ کون ہو تم"..... اس شخص نے چیختے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"میں تمہاری موت ہوں مسٹر جیک"..... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس پر چھلانگ لگا دی۔ بلیک زیرو اس کے اوپر جا گرا۔ وہ دونوں ہی زمین پر گر گئے۔ پھر دونوں ہی پھرتی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو کینہ توز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"زنبوری کو فنا کر کے تم نے اچھا نہیں کیا۔ اب میں تمہیں فنا کر دوں گا"..... جیک نے غراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ عورت بھی جل کر راکھ میں تبدیل ہو چکی تھی اور وہ راکھ بھی اب غائب ہو گئی تھی۔ پھر اس نے بلیک زیرو کی طرف ہاتھ جھٹکا لیکن بلیک زیرو پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

"تمہاری زبان ہل رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم روشن کلام پڑھ رہے ہو جس کی وجہ سے تمہارا دماغ بھی نہیں پڑھا جا رہا اور کوئی عمل تم پر اثر بھی نہیں کر رہا"..... اس مرتبہ جیک نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر بلیک زیرو کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے ایک بار پھر جیک پر چھلانگ لگائی۔ اس کے چھلانگ لگاتے ہی جیک نے بھی اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور فرش پر جا گرے۔

"اپنے عوامل سے نہ سہی اپنی طاقت سے تو میں تمہیں ختم کر ہی

دوں گا"..... جیک نے کہا اور پھر اس کی ایک لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی جو بلیک زیرو کے سینے پڑی ۔ بلیک زیرو کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور وہ اچھل کر دور جا گرا لیکن گرتے ہی وہ بھی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جیک بھی اس دوران اس کے سر پر پہنچ چکا تھا اس نے اچھل کر ایک بار پھر بلیک زیرو پر لات گھمائی ۔ بلیک زیرو نے جھکائی دی اور جھکتے جھکتے ہی اس نے جیک کے گھٹنے پر لات ماری اور جیک اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین بوس ہو گیا۔

بلیک زیرو ایک مرتبہ پھر بجلی کی سی تیزی سے اٹھا ۔ جیک اٹھ ہی رہا تھا کہ اس کے سر پر بلیک زیرو کی ٹھوکر لگی ۔ اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی اور وہ پھر زمین پر گر گیا ۔ گرتے ہی اسے بلیک زیرو کی ایک اور ٹھوکر لگی اور اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے ۔ اس نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی لیکن بلیک زیرو نے اسے سنبھلنے نہ دیا ۔ اس نے ایک اور ٹھوکر اس کے سر پر ماری اور جیک کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا ۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی بلیک زیرو نے پینٹ کی جیب سے باریک رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل نکال لیا۔ اس نے اس رسی سے جیک کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے ۔ پھر پیر بھی باندھے اور اسے کندھے پر اٹھا کر ایک کمرے میں لے آیا۔

اس دوران وہاں اور کوئی نہیں آیا تھا جس کا مطلب تھا کہ ان دو کے علاوہ وہاں کوئی نہیں ہے ۔ چوکیدار اور جیک دونوں ہی بے

ہوش ہو گئے تھے ۔ جیک کو کمرے میں ڈالنے کے بعد بلیک زیرو نے چوکیدار کو بھی اٹھا کر کمرے میں ڈال دیا اور اپنی ٹائی اتار کر اس سے چوکیدار کے ہاتھ اس کی پشت پر کر کے باندھ دیئے ۔ کسی اور کی موجودگی کے آثار تو وہاں نہیں تھے پھر بھی اس نے باقی کمروں کی تلاشی لی ۔ باقی سب کمرے خالی تھے ۔ کچن میں جگ اور گلاس موجود تھے ۔ بلیک زیرو نے ایک جگ میں پانی بھرا ۔ اس پر آیت الکرسی کا دم کیا اور دم کیا ہوا پانی اس نے تمام کمروں کے دروازوں اور بیرونی گیٹ پر چھڑک دیا۔

اس کے بعد اس نے بیرونی گیٹ کھولا اور اپنی کار اندر لا کر گیٹ دوبارہ بند کر دیا ۔ ان کام سے فارغ ہو کر وہ اس کمرے میں آ گیا جہاں جیک اور چوکیدار بندھے ہوئے اور بے ہوش پڑے تھے ۔ جیک کے جسم میں اب حرکت کے آثار نظر آ رہے تھے ۔ بلیک زیرو نے کمرے میں رکھی ہوئی ایک کرسی اٹھائی اور جیک کے سامنے بیٹھ گیا ۔ کچھ دیر بعد جیک کو مکمل ہوش آ گیا ۔ وہ کینہ توز نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھنے لگا ۔ اسی دوران چوکیدار کی کراہ بھی سنائی دی اور پھر وہ بھی ہوش میں آ گیا ۔ اس نے خود کو اور جیک کو بندھے دیکھا تو خوفزدہ ہو گیا ۔ بلیک زیرو نے اس پر سے اپنی توجہ ہٹائی اور جیک کی طرف متوجہ ہو گیا۔

" جیک ۔ لگتا تو نہیں کہ تم میرے سوالوں کا جواب شرافت سے دو گے لیکن میں تمہیں ایک موقع دیتا ہوں ۔ اگر تم نے میرے

سوالوں کے صحیح جواب دے دیئے تو میں نہ صرف تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا بلکہ تمہیں رہائی بھی مل جائے گی۔ دوسری صورت میں تم مرنے سے پہلے دردناک عذاب سے گزرو گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم اپنی خیر مناؤ مسٹر۔ ابھی میرے آقا آتے ہی ہوں گے۔ پھر تمہاری اذیت ناک موت کا نظارہ دنیا دیکھے گی"۔۔۔۔ جنیک نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اگر تمہارا آقا تمہاری مدد کرنے کے قابل ہوتا تو یہاں کب کا آ چکا ہوتا۔ شیطان لعین اس قابل نہیں ہے کہ اللہ کی کلام کے مقابل آسکے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے طنزیہ لہجے میں کہا تو جنیک نے بلیک زیرو کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ صرف بلیک زیرو کو گھورتا رہا۔

"سر عبدالرحمن کہاں ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جنیک کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا"۔۔۔۔ جنیک نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"میں نے تمہیں ایک موقع دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ موقع میں نے تمہیں دے دیا ہے۔ اب دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑے پھل والا خنجر نکال لیا۔ خنجر دیکھ کر جنیک نے تو کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا البتہ چوکیدار کی آنکھیں خوف سے پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔ بلیک زیرو کرسی سے نیچے اترا اور جنیک کے قریب فرش پر

بیٹھ گیا۔ پھر اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور جنیک کا ایک کان آدھے سے زیادہ کٹ کر زمین پر جا گرا اور اس کے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔

"آقا مدد کرو۔ آقا مدد کرو"۔۔۔۔ جنیک نے ہذیانی انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔

"تمہارا آقا مشکل وقت میں کبھی کسی کے کام نہیں آتا بلکہ انسانوں کو مشکل میں پھنسا کر بھاگ جاتا ہے۔ اب تمہاری مدد کو کیسے آسکتا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر جنیک کی ناک پر خنجر سے ایک گہرا زخم لگا دیا۔ اس زخم سے خون رسنے لگا۔ جنیک کی دردناک چیخیں بلند ہونے لگیں اور اس کے جسم نے تڑپنا شروع کر دیا۔

"میرے سوالوں کے جواب دو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ جنیک نے چونکہ کبھی کسی قسم کا تشدد برداشت نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کی اس انداز میں تربیت ہوئی تھی اس لئے یہ معمولی سا تشدد بھی اس سے برداشت نہ ہو سکا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں جواب دوں گا۔ مجھ پر تشدد نہ کرو۔ میں مر جاؤں گا"۔۔۔۔ جنیک نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو بتاؤ سر عبدالرحمن کہاں ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنا سوال دہراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے پانی پلاؤ۔ مجھے سخت پیاس لگ رہی ہے"۔۔۔۔ جنیک نے اس

کے سوال کا جواب دینے کی بجائے بلیک زیرو سے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ پہلے میرے سوال کا جواب دو"..... بلیک زیرو نے جنیک کو ایک زور دار تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

" وہ اسی کوٹھی کے ایک تہہ خانے میں ہیں ۔ اس کمرے کے پنکھے کے ریگولیٹر کو آہستہ کر کے ٹیوب لائٹ کا بٹن دو بار آن کرو گے تو نیچے جانے کا راستہ اوپن ہو جائے گا"..... جنیک نے بلیک زیرو کو تہہ خانے کے راستے کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا ۔ اس کمرے میں پانی سے بھرا ہوا جگ اور گلاس پہلے سے موجود تھا ۔ بلیک زیرو نے گلاس پانی سے بھرا اور جنیک کو پانی پلا دیا ۔ اس کے بعد اس نے چوکیدار کی طرف دیکھا ۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر چوکیدار کا چہرہ خوف سے سیاہ پڑ گیا۔

" مم ۔ مم ۔ میں تو صرف چوکیدار ہوں ۔ مم ۔ مجھے کچھ مت کہنا"..... چوکیدار نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" اوکے ۔ تمہیں میں کچھ نہیں کہتا"..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے چوکیدار کے ہاتھ کھول دیئے۔

" تم پنکھے کے ریگولیٹر کو آہستہ کر کے اس کمرے کی ٹیوب لائٹ کا بٹن دو بار آن آف کر دو"..... بلیک زیرو نے کہا تو چوکیدار بورڈ کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے پنکھے کے ریگولیٹر کو آہستہ کر دیا اور ٹیوب لائٹ کا بٹن دو بار آن آف کر دیا ۔ چند لمحوں بعد دائیں جانب دیوار میں موجود الماری گھوم گئی اور دیوار میں خلاء نظر آنے لگا ۔ خلاء دیکھ

کر بلیک زیرو کو یقین ہو گیا کہ جنیک نے اس کے سوال کا صحیح جواب دیا ہے اور اس سے کسی قسم کی چالاکی نہیں کی۔

" جنیک ۔ تمہارے آقا نے تمہاری کوئی مدد نہیں کی ۔ کیا تم اسے چھوڑ کر سیدھے راستے پر آنا چاہتے ہو"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

" اب یہ ممکن نہیں ہے ۔ میں نے اگر اب ان کا ساتھ چھوڑ دیا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے"..... جنیک نے کہا ہی تھا کہ بلیک زیرو کا ہاتھ حرکت میں آ گیا ۔ خنجر بجلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ سے نکلا اور جنیک کے عین دل میں جا گھسا ۔ جنیک کی ایک دلدوز چیخ بلند ہوئی اور اس کا بندھا ہوا جسم تڑپنے لگا۔

پہلے سے خوفزدہ چوکیدار اپنے مالک کی چیخ سن کر اور اسے تڑپتا دیکھ کر اور زیادہ خوفزدہ ہو گیا تھا ۔ بلیک زیرو اس کی طرف بڑھا ۔ بلیک زیرو کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کی ٹانگیں لرزنے لگیں ۔ بلیک زیرو کو پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ عام سا ملازم ہے اس لئے بلیک زیرو نے اسے اب تک کچھ بھی نہیں کہا تھا ۔ اس کے قریب پہنچ کر بلیک زیرو نے اس کی کنپٹی پر ایک ہاتھ رسید کر دیا ۔ وہ لہرا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا ۔ بلیک زیرو جانتا تھا کہ اب یہ کم از کم آدھا گھنٹہ بے ہوش رہے گا۔

چوکیدار کے بے ہوش ہونے کے بعد بلیک زیرو دیوار میں بننے والے خلاء کے قریب آیا ۔ نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں ۔ بلیک زیرو ان سیڑھیوں کے ذریعے تہہ خانے میں پہنچ گیا ۔ تہہ خانے

میں ایک ٹیوب لائٹ روشن تھی جس کی روشنی میں سر عبدالرحمن تہہ خانے کے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے ۔ بلیک زیرو نے انہیں کندھے پر اٹھالیا اور اوپر آگیا۔

چند لمحوں بعد وہ اپنی کار تک پہنچ چکا تھا ۔ اس نے کار کی پچھلی سیٹ پر سر عبدالرحمن کو لٹا دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لیکن کار سٹارٹ کرنے سے پہلے اس نے کار کے ڈیش بورڈ میں موجود ماسک میک اپ باکس اٹھایا اور اسے کھول کر اس نے ایک ماسک باہر نکالا ۔ میک اپ باکس بند کر کے اس نے اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور اپنے چہرے پر ماسک لگا کر اسے مخصوص انداز میں ایڈجسٹ کر لیا ۔ اس کے بعد اس نے کار میں لگے ہوئے چند بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا ۔ ان بٹن کے دبانے سے اس کی کار کی نمبر پلیٹیں تبدیل ہو گئیں ۔ اب چونکہ اس نے سر عبدالرحمن کی کوٹھی پر جانا تھا اور وہاں اسے امید تھی کہ انٹیلی جنس کے لوگ بھی موجود ہوں گے ۔ وہاں وہ ان سے اپنی اصل شکل میں نہیں ملنا چاہتا تھا اس لئے اس نے ماسک میک اپ کر لیا تھا۔

اس کے بعد اس نے مین گیٹ کھولا اور پھر اس کی کار مین روڈ پر آ گئی ۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ سر عبدالرحمن کی کوٹھی پر پہنچ گیا۔ کوٹھی کا مین گیٹ بند تھا ۔ اس نے کار سے اتر کر گیٹ پر لگی ڈور بیل بجائی تو اگلے لمحے ذیلی گیٹ کھلا اور ایک باوردی چوکیدار باہر نکل آیا۔

" جی صاحب "..... چوکیدار نے بلیک زیرو سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

" اماں بی کو بتائیں کہ عمران کا ایک دوست راشد ان سے ملنے کے لئے آیا ہے "..... بلیک زیرو نے چوکیدار سے کہا۔

" جی صاحب "..... چوکیدار نے کہا اور اندر چلا گیا ۔ کچھ دیر بعد بڑا گیٹ کھل گیا اور بلیک زیرو کار سمیت اندر داخل ہو گیا ۔ کار کے شیشے چونکہ گہرے براؤن رنگ کے تھے اس لئے چوکیدار پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑے سر عبدالرحمن کو نہ دیکھ سکا تھا ۔ بلیک زیرو نے اندر داخل ہو کر دیکھا ۔ اندر سوپر فیاض کی سرکاری جیپ موجود تھی جس کا مطلب تھا کہ سوپر فیاض کوٹھی پر ہی موجود تھا ۔ بلیک زیرو کے کار سے اترتے ہی وہاں کا پرانا ملازم اس کے قریب آ گیا۔

" السلام علیکم بابا "..... بلیک زیرو نے اسے سلام کرتے ہوئے کہا۔

" تشریف لائیے صاحب ۔ بڑی بیگم صاحبہ فیاض صاحب کے ساتھ ڈرائینگ روم میں موجود ہیں "..... بابا نے کہا۔

" بابا ۔ میں سر عبدالرحمن صاحب کے ساتھ آیا ہوں ۔ آپ اماں بی اور سوپر فیاض صاحب کو اطلاع کر دیں "..... بلیک زیرو نے بابا سے کہا تو بابا کا چہرہ یکدم خوشی سے کھل اٹھا اور وہ اندر کی طرف دوڑ گیا ۔ اگلے ہی لمحے سوپر فیاض کے پیچھے اماں بی بھی وہاں آ گئیں ۔ دونوں کے چہروں پر بے تابی کی جھلک نمایاں تھی۔

"کہاں ہیں صاحب"..... سوپر فیاض نے پہلے ادھر ادھر دیکھا اور پھر غور سے بلیک زیرو کو دیکھنے لگا۔

"کار کی پچھلی سیٹ پر موجود ہیں"..... بلیک زیرو نے کہا تو سوپر فیاض تیزی سے اس کی کار کی طرف بڑھا۔

"اوہ۔ یہ تو بے ہوش ہیں۔ اے مسٹر۔ کیا کیا ہے تم نے ان کے ساتھ "..... سوپر فیاض نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا اور پھر بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے پولیس والے انداز اور لہجے میں کہا۔

"اغوا کرنے والوں نے انہیں بے ہوش کیا ہوا تھا۔ اماں بی ان پر دم کیا ہوا پانی چھڑکیں گی تو یہ ہوش میں آجائیں گے۔ سمجھے مسٹر فیاض"..... بلیک زیرو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ فیاض تم انہیں اٹھا کر ڈرائینگ روم میں لے چلو بیٹا تم بھی میرے ساتھ چلو"..... اماں بی نے پہلے فیاض اور پھر بلیک زیرو سے کہا اور ڈرائینگ روم کی طرف بڑھیں۔ سوپر فیاض نے سر عبدالرحمن کو کندھے پر اٹھایا اور وہ ڈرائینگ روم میں آ گئے۔ اس نے سر عبدالرحمن کو فور سیٹر صوفے پر لٹا دیا۔

"مجرم کہاں ہیں اور آپ باس کو کہاں سے لائیں ہیں"..... سوپر فیاض نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"مجرم تلاش کرنا آپ کا کام ہے میرا نہیں۔ نیشنل پارک کے ایک کونے میں یہ اس حالت میں بے ہوش پڑے تھے۔ میں نے

انہیں دیکھ لیا۔ اب چونکہ عمران صاحب میرے دوست ہیں اس لئے میں انہیں جانتا ہوں۔ سو میں انہیں اٹھا کر یہاں لے آیا۔ یہ اگر میرا جرم ہے تو آپ مجھے ہتھکڑی لگا لیں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"فیاض۔ تم بالکل پولیس والوں کی طرح ہو۔ ایک تو راشد بیٹے نے ہم پر احسان کیا ہے اور تم ہو کہ انہی سے تفتیش کر رہے ہو"..... اماں بی نے سوپر فیاض سے ناراض لہجے میں کہا تو اس کا انداز یکدم بدل گیا۔

"بیگم صاحبہ۔ میں تو اس لئے پوچھ رہا تھا کہ شاید مجرموں کا کوئی کلیو مل جائے۔ سوری راشد صاحب"..... سوپر فیاض نے پہلے اماں بی اور پھر بلیک زیرو سے معذرت کی۔

"کلیو دفتر میں بیٹھ کر یا پھر مدعیوں کو ڈرا دھمکا کر نہیں ملتے اس کے لئے ورک کرنا پڑتا ہے"..... بلیک زیرو نے سوپر فیاض سے کہا تو اس کا منہ بن گیا۔ وہ بلیک زیرو کو جواب دینا چاہتا تھا لیکن اماں بی کی موجودگی کی وجہ سے خاموش رہا۔ پھر اسی وقت ملازم چائے کی ٹرالی لئے وہاں آگیا۔ ٹرالی میں پانی کا جگ اور گلاس بھی رکھا ہوا تھا اماں بی نے ایک گلاس میں پانی بھرا اور چند قرآنی آیات پڑھ کر پانی پر دم کرنے لگیں۔ ملازم نے چائے بنا کر سوپر فیاض اور بلیک زیرو کو پیش کر دی۔ وہ دونوں خاموشی سے چائے پینے لگے۔

اماں بی نے پانی دم کر کے اس کے چھینٹے سر عبدالرحمن کے چہرے پر مارے تو ان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اماں بی نے

سورتیں پڑھ کر ان کے چہرے پر پھونکیں بھی ماریں ۔ کچھ دیر بعد وہ مکمل طور پر ہوش میں آگئے اور صوفے پر اٹھ کر بیٹھ گئے ۔ انہوں نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔

" کیا ہوا تھا مجھے "..... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں اماں بی سے پوچھا۔

" وہ موئے شیطان کے چیلے آپ کو اغوا کر کے لے گئے تھے ۔ یہ عمران کا دوست راشد آپ کو واپس لایا ہے "..... اماں بی نے کہا ۔ عمران کے دوست کی تعریف اماں بی کی زبانی سن کر فیاض کا منہ بن گیا۔

" وہ نالائق خود کہاں ہے ۔ ہسپتال میں بھی مجھ سے ملنے نہیں آیا "..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

" وہ مرشد صاحب کے حکم پر ایک شیطانی چیلے کے پیچھے ملک سے باہر گیا ہوا ہے ۔ انشاء اللہ جلد واپس آجائے گا "..... اماں بی نے کہا ۔ شاہ صاحب کا سن کر سر عبدالرحمن خاموش ہو گئے کیونکہ وہ بھی ان کے عقیدت مند تھے ۔

" اماں بی ۔ مجھے اجازت دیجئے ۔ انکل کا خیال رکھیئے گا وہ شیطانی چیلے انہیں دوبارہ اغوا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں "..... بلیک زیرو نے اماں بی سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا۔

" شیطان کے چیلوں کی جرأت ہے کہ وہ اس گھر میں قدم بھی رکھ سکیں ۔ ہسپتال میں بھی وہ میری غیر موجودگی میں انہیں اغوا کر کے

لے گئے ۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتی ہوں اور تلاوت کرتی رہتی ہوں ۔ شیطان کے چیلے یہاں بالکل نہیں آسکتے "..... اماں بی نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے اجازت ہے "..... بلیک زیرو نے پہلے اماں بی اور پھر سر عبدالرحمن کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

" ہاں بیٹا ۔ تمہارا بہت بہت شکریہ ۔ تم نے عمران سے دوستی کا حق ادا کر دیا ہے "..... اماں بی نے کہا تو بلیک زیرو اٹھ کھڑا ہوا۔

" فیاض صاحب ۔ آپ کچھ بھاگ دوڑ کیا کریں ۔ کچھ ورزش کیا کریں آپ کچھ موٹے ہوتے جا رہے ہیں "..... بلیک زیرو نے سوپر فیاض سے کہا اور پھر اماں بی اور سر عبدالرحمن کو سلام کر کے ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا۔

" فیاض ۔ تم واقعی موٹے ہوتے جا رہے ہو ۔ کیا تم نے ورزش چھوڑ دی ہے "..... سر عبدالرحمن نے سوپر فیاض کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" نن ۔ نن ۔ نہیں سر ۔ میں تو بالکل فٹ ہوں ۔ میں باقاعدگی سے ورزش کرتا ہوں "..... سوپر فیاض نے کہا۔

" پھر تم نے بھاگ دوڑ چھوڑ دی ہو گی "..... سر عبدالرحمن نے اب بھی اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" سر ۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میرا سارا دن بھاگ دوڑ میں گزر جاتا ہے "..... سوپر فیاض نے مسکین سے لہجے میں کہا۔

"میں صرف یہ جاننا چاہتا کہ مجھ پر جو مجرم حملہ آور ہوئے تھے ان کے بارے میں مجھے فوری رپورٹ چاہئے"... سر عبدالرحمن نے کہا تو سوپر فیاض کا منہ لٹک گیا اور اس نے اپنا سر جھکا لیا۔

"یس سر"... سوپر فیاض نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے اماں بی اور سر عبدالرحمن سے اجازت لی اور ڈرائینگ روم سے باہر نکل آگیا۔

پروفیسر لاشانبو کے چہرے پر غصے اور پریشانی کے تاثرات تھے۔ وہ اپنی لائبریری میں ہی ٹہل رہا تھا۔ نجانے اسے اس طرح ٹہلتے ہوئے کتنی دیر گزر گئی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس کے قدم رک گئے۔ اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور فون کے قریب کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہاں پروفیسر لاشانبو۔ اب تمہاری طبیعت کیسی ہے"... پروفیسر کو معلوم تھا کہ دوسری طرف سے کون بول رہا ہے۔ دوسری طرف عمران تھا اور اس کے لہجے میں کافی شوخی تھی۔ پروفیسر لاشانبو نے اس کی آواز سن کر منہ بنا لیا۔

"تم کیا سمجھ رہے ہو شیطان کے ایک آدمی کو مار کر تم نے معرکہ سر کر لیا ہے۔ اتنے معمولی مہرے بڑے آقا کے پاس لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ کسی نہ کسی کے ہاتھوں تم نے مارے جانا ہے اور جب

کسی کے ہاتھوں تم نے مارے ہی جانا ہے تو پھر پروفیسر لاشانبو کیوں نہ تمہیں خود قتل کر دے ۔ بس یہی سوچ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری گردن دباؤں گا ۔ اب تم میرا انتظار کرنا"..... پروفیسر لاشانبو نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم میرے پاس مت آنا ۔ میں تمہارے پاس پہنچ جاتا ہوں ۔ تم مجھے اپنا ایڈریس بتاؤ"..... عمران نے کہا۔

" تم میرے پاس آنے کی فکر مت کرو ۔ تمہیں بہت وقت لگ جائے گا ۔ میں بہت جلد تم تک پہنچ رہا ہوں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔ پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک چیخ ماری ۔ چیخ مار کر اس نے آنکھیں کھول دیں ۔ اس کے آنکھیں کھولتے ہی اس کی لائبریری میں تیز بدبو پھیل گئی اور اس کے سامنے انتہائی سیاہ رنگ کی ایک عورت ظاہر ہو گئی جس کے منہ سے رالیں بہہ رہی تھیں ۔ اس کے بال انتہائی گندے ہو رہے تھے اور ان بالوں میں چھوٹے چھوٹے کیڑے نظر آ رہے تھے۔

" جھکی رانی حاضر ہے آقا"..... اس عورت نے ہاتھ باندھتے ہوئے سر جھکا کر پروفیسر لاشانبو سے کہا۔

" مجھے ابھی تبت کالاما کے پاس پہنچنا ہے"..... پروفیسر لاشانبو نے جھکی رانی سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ کالاما بھی شیطان کا پیروکار تھا مگر اس کا درجہ لاشانبو سے بہت کمتر تھا۔

"آپ ابھی تبت پہنچ جائیں گے آقا ۔ مجھے میری بھینٹ دے دو"....

جھکی رانی نے کہا۔

" میرے گھر میں اعلیٰ نسل کے کتے موجود ہیں ۔ جاؤ ایک کتا بھینٹ میں لے لو"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا تو جھکی رانی یکدم غائب ہو گئی اور پھر چند لمحوں بعد وہ حاضر ہوئی تو وہ بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔

" شکریہ آقا ۔ پکڑو میرا ہاتھ"..... جھکی رانی نے کہا تو پروفیسر لاشانبو نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا ۔ دوسرے ہی لمحے وہ ایک کوٹھی کے سامنے کھڑا تھا ۔ اس نے گیٹ پر لگی ڈور بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

" ویلکم آقا ۔ ویلکم ۔ آپ گیٹ پر کیوں رک گئے سیدھے اندر آ جاتے ۔ یہ آپ کے غلام کا گھر ہے"..... اس کوٹھی کا گیٹ کھلا اور کالاما نے باہر نکلتے ہوئے کہا ۔ اس نے ہاتھ باندھ کر پروفیسر لاشانبو کو آداب کیا ۔ پروفیسر لاشانبو اس کے ساتھ اس کے ڈرائینگ روم میں آ گیا ۔ ڈرائینگ روم میں میز پر شراب کی بوتلیں اور دو گلاس رکھے ہوئے تھے ۔ جب پروفیسر لاشانبو صوفے پر بیٹھ چکا تو کالاما نے ایک گلاس بنایا اور پروفیسر کو پیش کر دیا ۔ پروفیسر لاشانبو شراب کے گھونٹ بھرنے لگا ۔ جلد ہی گلاس خالی ہو گیا تو کالاما نے اسے پھر بھر دیا۔

" کالاما ۔ یہ شراب تو چلتی رہے گی ۔ میں اس وقت تمہارے پاس ایک اہم کام سے آیا ہوں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

" آپ غلام کو حکم دیں ۔ غلام کی جان بھی آپ پر قربان ہو جائے

گی"..... کالاما نے کہا۔

"تمہارے اس شہر میں ایک پرنس روڈ ہے۔ اس روڈ پر ایک ہوٹل ہے جس کا نام لاما ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ ہے۔ اس ہوٹل کے کمرہ نمبر بتیس میں بڑے آقا کا ایک بہت بڑا دشمن ٹھہرا ہوا ہے جس کا نام عمران ہے۔ یہ عمران انتہائی ذہین، عیار اور چالاک ہے۔ اسے مارنا آسان کام نہیں۔ چند روشنی کی طاقتیں اس کی سرپرستی کرتی ہیں اس لئے یہ فی الحال ہمارے شکنجے میں نہیں پھنس رہا۔ اسے کسی عام انسان کے ہاتھوں مروانا ہے لیکن اس طرح کہ اسے معمولی سا بھی شک نہ ہونے پائے۔ اگر اسے معمولی سا شک بھی ہو گیا تو نہ صرف وہ خود بچ جائے گا بلکہ وہ ہمیں بھی لے ڈوبے گا"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا تو کالاما سوچ میں ڈوب گیا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا۔ اس دوران پروفیسر لاشانبو نے شراب کا گلاس اٹھا لیا۔

"آقا۔ اگر ہم کسی عام انسان کا ذہن اپنے قبضے میں کر کے اسے حملے کے لئے بھیجیں تو کیسا رہے گا"..... کافی دیر سوچنے کے بعد کالاما نے کہا۔

"وہ حملہ آور کی آنکھیں دیکھتے ہی سمجھ جائے گا اور اس پر حملہ ناکام ہو جائے گا"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"اوہ۔ یہ عمران اتنا ہی ہوشیار ہے"..... کالاما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری سوچ سے بھی کہیں زیادہ ہوشیار ہے"..... پروفیسر

لاشانبو نے کہا تو کالاما دوبارہ سوچنے لگا۔

"آقا۔ پھر ہمیں کوئی لمبی چوڑی پلاننگ کرنے کی بجائے کوئی سادہ سا طریقہ اپنانا چاہئے"..... کالاما نے کہا۔

"وہ سادہ طریقہ کیا ہونا چاہئے"..... پروفیسر لاشانبو نے پوچھا۔

"آقا۔ یہ عمران کتنے دن ہوٹل میں رہے گا"..... کالاما نے پوچھا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ وہ ایک خاص مقصد کے لئے آیا ہوا ہے۔ جب اس کا مقصد پورا ہو جائے گا تو وہ چلا جائے گا"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"آقا۔ ہم اس ہوٹل کے دو تین ویٹرز خرید لیتے ہیں۔ یہ کسی وقت تو ہوٹل سے کھانا یا چائے پئیں گے۔ ان ویٹرز میں سے جب بھی کسی کو موقع ملا وہ اس کے کھانے یا چائے میں زہر ملا دے گا اور یوں آسانی سے اس کا خاتمہ ہو جائے گا"..... کالاما نے کہا۔ اس کی تجویز سن کر پروفیسر لاشانبو کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ویری گڈ۔ یہ تجویز قابل عمل ہے کالاما۔ اگر عمران اس طرح مارا گیا تو تم تصور نہیں کر سکتے کہ بڑے شیطان کی تم پر کس قدر نوازشات ہوں گی اور بڑے شیطان کے دربار میں تمہیں کتنا بڑا رتبہ ملے گا"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"واقعی آقا۔ اگر مجھے بڑے آقا کے دربار میں رتبہ مل جائے تو اس سے بڑھ کر میرے لئے خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے"..... پروفیسر لاشانبو کی بات سن کر کالاما کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔ بڑے

شیطان کے دربار تک رسائی کا تو وہ صرف سوچ ہی سکتا تھا اور اب اسے ایک معمولی سے کام کے بدلے میں اتنا بڑا رتبہ ملنے والا تھا ۔ یہ واقعی اس کے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات تھی۔

" مجھے تم سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے ۔ میں خود تمہیں دربار میں رتبہ دلاؤں گا"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

" آقا ۔ یہ بہت معمولی سا کام ہے ۔ یہ ہو جائے گا"..... کالاما نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

" کالاما ۔ عمران کو مارنا اتنا آسان کام ہوتا تو میں تمہارے پاس نہ آتا ۔ یہ انتہائی مشکل کام ہے"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

" آقا ۔ اب آپ یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں ۔ یہاں کے لوگ تو چند ہزار کی خاطر آدمی کو مار دیتے ہیں ۔ میں ویٹرز کو لاکھوں میں خرید لوں گا اور یہاں کے ویٹرز اتنے چالاک ہیں کہ عمران کو معمولی سا شک بھی نہیں ہونے دیں گے"..... کالاما نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو پروفیسر لاشانبو نے اثبات میں سرہلا دیا ۔ ویسے بھی یہ سادہ سا حربہ تھا جس کے کامیاب ہونے کا زیادہ چانس تھا ۔ کالاما کا اعتماد دیکھ کر پروفیسر لاشانبو بھی مطمئن ہو گیا تھا۔

عمران نے جوزف کو ہوٹل میں ہی چھوڑا تھا اور خود دوبارہ شالاما کی کوٹھی پر آگیا تھا ۔ اسے شالاما کے ملک سے باہر جانے پر بالکل یقین نہیں تھا ۔ شالاما اپنا چلہ کاٹنے کے لئے کہیں گیا تھا اور اب عمران کو یہی معلوم کرنا تھا کہ وہ کس جگہ بیٹھ کر چلہ کاٹ رہا ہے ۔ اس نے شالاما کی کوٹھی کے قریبی دکانداروں سے بھی معلومات حاصل کرنا چاہیں لیکن شالاما کے بارے میں اسے کوئی نہ بتا سکا تو وہ مایوس ہو کر واپس ہوٹل آگیا ۔ اب اسے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی ۔ چونکہ یہ ہوٹل ایک کافرستانی مسلمان کا تھا اور یہاں حلال کھانا ملتا تھا اس لئے عمران اس ہوٹل میں ٹھہرا تھا اور کھانا بھی وہ اسی ہوٹل سے کھاتا تھا ۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے جوزف کو بھی بلا لیا اور پھر اس نے فون پر روم سروس کو کھانا لانے کا کہا۔

" باس ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اندھیرے میں بھٹکتے رہیں اور شیطان مردود اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے"..... جوزف نے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو عمران نے نفی میں سرہلا دیا۔

" اگر ہم نے ناکام رہنا ہوتا تو ہم یہاں آتے ہی کیوں ۔ ہمارا یہاں آنا بتا رہا ہے کہ شیطان مردود اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو گا ۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے تو اس میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ہو گی "..... عمران نے کہا۔

" حکمت ۔ باس یہ حکمت کیا ہوتی ہے "..... جوزف نے پوچھا۔

" اس حکمت کے بارے میں، میں تمہیں کچھ نہیں سمجھا سکتا "..... عمران نے کہا اور اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو ان دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔

" کون ہے "..... عمران نے مقامی زبان میں پوچھا۔

" ویٹر ۔ کھانا لے کر آیا ہوں سر "..... باہر سے آواز سنائی دی ۔ لفظ ویٹر جوزف نے بھی سن اور سمجھ لیا تھا اس لئے وہ اٹھا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ ویٹر کھانے کے برتن اٹھائے اندر آ گیا ۔ اس نے برتن میز پر رکھے اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔ عمران بیڈ سے اٹھ کر کرسی پر آ بیٹھا ۔ اس نے برتنوں کے ڈھکن اتارے ۔ کھانے کی خوشبو نے اس کی بھوک بڑھا دی تھی ۔ اس نے ایک پلیٹ میں چکن قورمہ نکال لیا۔

" باس ۔ ہاتھ روک لو "..... جیسے ہی عمران نے نوالہ منہ میں لے جانے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو جوزف نے کہا۔

" کیا مطلب "..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس ۔ مجھے اس کھانے سے لوبوٹی کی بو آ رہی ہے "..... جوزف

نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کھانے میں موجود تمام چیزوں کو اٹھا کر سونگھا اور پھر اقرار کے انداز میں سر ہلا دیا۔

" بالکل ۔ باس اس کھانے میں واقعی لوبوٹی ملی ہوئی ہے جو قاتل زہر ہوتا ہے "..... جوزف نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ ویٹر شیطانوں سے ملا ہوا ہے "..... عمران نے کہا۔

" یس باس ۔ یہ ویٹر شیطان کا دوست اور ہمارا دشمن ہے "..... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

" جس شیطان نے اسے یہ کام سونپا ہے اس کے بارے میں یہ ہمیں معلومات دے سکتا ہے "..... عمران نے کہا اور پھر اس نے روم سروس کا نمبر ملایا اور ویٹر کو بھیجنے کے لئے کہا۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی تو جوزف نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور ویٹر اندر آ گیا ۔ اس کی آنکھوں میں الجھن اور حیرت کے تاثرات تھے ۔ عمران اور جوزف کو زندہ دیکھ کر اسے حیرت ہو رہی تھی ۔ جوزف نے کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

" ہمیں زندہ دیکھ کر تمہیں حیرت ہو رہی ہے ۔ میں یہ بتا دوں کہ ہم نے یہ کھانا نہیں کھایا "..... عمران نے کہا۔

" مم ۔ مم ۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھا سر "..... ویٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" شیطان نے آدمی بھی کتنا کمزور خریدا ہے ۔ یہ تو ہمیں زندہ دیکھ

کر ہی خوفزدہ ہو گیا ہے"..... عمران نے کہا۔

" باس ۔مجھے حکم دیں میں اس کے دل میں اس ریوالور کی ساری گولیاں اتار دوں"..... جوزف نے کہا اور پھر جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ ویٹر کی طرف کر دیا۔ویٹر کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

" اگر تم نے میرے سوال کا صحیح جواب دے دیا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ واقعی اس ریوالور کی تمام گولیاں تمہارے دل میں اتر جائیں گی"..... عمران نے ویٹر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کھانے میں زہر ملانے کو تمہیں کس نے کہا تھا۔اس کا نام اور پتہ مجھے بتا دو"..... عمران نے کہا۔

" لک ۔کالاما۔ماؤنٹین سٹریٹ نمبر اکسٹھ "..... ویٹر نے ہکلاتے ہوئے عمران کے سوال کا جواب دیا۔

"ہونہہ ۔اب میں یہ کھانا تمہارے مینجر کے حوالے کر رہا ہوں ۔وہ جو چاہے تمہیں سزا دے "..... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر ویٹر کے چہرے پر التجا سی آ گئی تھی لیکن عمران اسے یونہی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا ۔اسے کچھ نہ کچھ سزا ملنی چاہئے تھی اس لئے اس نے مینجر کو فون کر کے اپنے کمرے میں بلا لیا اور اسے ویٹر کی حرکت کے بارے میں بتا دیا۔

" سر ہم اس کھانے کو لیبارٹری بھجوا رہے ہیں اور اس ویٹر کو پولیس کے حوالے کر رہے ہیں"..... مینجر نے کہا۔

" یہ آپ کا مسئلہ ہے"..... عمران نے مینجر سے کہا اور پھر جوزف کے ساتھ ہوٹل سے باہر نکل آیا۔اس نے ایک ٹیکسی روکی اور اسے ماؤنٹین سٹریٹ چلنے کو کہا۔پانچ منٹ بعد ٹیکسی نے انہیں ماؤنٹین سٹریٹ نمبر اکسٹھ کے گیٹ پر پہنچا دیا۔عمران نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا۔پھر وہ دونوں بے دھڑک اندر داخل ہو گئے ۔جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے دو خوفناک کتے ایک جانب سے ان کی طرف دوڑتے ہوئے آئے ۔انہیں دیکھ کر جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا ریوالور نکال لیا۔اس کے ریوالور پر سائیلنسر فٹ تھا ۔ٹھک ٹھک کی دو آوازیں گونجیں اور کتوں کے ماتھوں میں سوراخ ہو گئے اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگے ۔عمران اور جوزف انہیں تڑپتا چھوڑ کر آگے بڑھنے لگے جہاں چند کمرے نظر آ رہے تھے۔

ابھی تک کوئی انسان یا شیطانی طاقت ان کے سامنے نہیں آئی تھی جس سے لگتا تھا کہ یہ کوٹھی خالی ہے ۔ابھی وہ چند قدم آگے بڑھے تھے کہ انہیں کوٹھی کی چھت پر کسی کی جھلک دکھائی دی ۔دوسرے ہی لمحے ایک بم ان کے قریب آ کر گرا لیکن اس کے پھٹنے سے دھماکہ نہیں ہوا تھا بلکہ ان کے چاروں طرف تیز دھواں پھیل گیا تھا۔ان دونوں نے بہت کوشش کی کہ اس کی بو سے بچ سکیں ۔انہوں نے اپنے سانس روکنے چاہے لیکن ان کے سانس رکنے سے پہلے ہی بو ان کے دماغ کے اندر پہنچ گئی اور وہ دونوں بے ہوش ہوتے چلے گئے۔

" تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ ویٹرز بہت ہی چالاک اور ہوشیار ہیں لیکن یہ تو بالکل ہی بزدل نکلے "…. پروفیسر لاشانبو نے انتہائی سخت لہجے میں کالاما سے کہا تو وہ شرمندہ نظر آنے لگا اور اس نے نظریں جھکا لیں۔

" آقا ۔ معلوم نہیں اس عمران کو زہر کے بارے میں کیسے پتہ چل گیا"…. کالاما نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" یہ ویٹر تمہیں جانتا ہے کالاما ۔ وہ عمران کو تمہارے بارے میں بتا دے گا اور عمران فوراً تمہاری اس کوٹھی پر دوڑا آئے گا"…. پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

" آقا ۔ اگر عمران کو بے ہوش کرنے کی کوشش کی جائے تو کیا یہ بے ہوش ہو جائے گا"…. کالاما نے پوچھا۔

" ہاں ۔ ہے تو یہ عام انسان ۔ گولی، خنجر اور زہر وغیرہ ہر چیز اس

پر اثر کرتی ہے"…. پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

" آقا ۔ تو پھر انہیں اس کوٹھی تک آنے دیں ۔ یہ کوٹھی ان کا مدفن بن جائے گی"…. کالاما نے کہا۔

" اتنی ڈینگیں مت مارو ۔ اپنے پہلے دعوے کا انجام تو تم دیکھ ہی چکے ہو"…. پروفیسر لاشانبو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آقا ۔ آپ مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے مجھے صرف ایک موقع اور دیں ۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ میں اس عمران اور اس کے ساتھی کا کیا حشر کرتا ہوں"…. کالاما نے کہا۔

" اچھا ۔ اب تم کیا کرو گے"…. پروفیسر لاشانبو نے کہا ۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا طنز شامل تھا۔

" آقا ۔ میرا آدمی وکرم دنیا کا بہترین نشانہ باز ہے ۔ ہم عمران اور اس کے ساتھی کو کوٹھی میں داخل ہونے دیں گے اور یہ وکرم چھت پر موجود ہو گا ۔ جیسے ہی عمران اور اس کا ساتھی کوٹھی کے اندر آئیں گے وکرم ان کو گولی کا نشانہ بنا دے گا اور آقا ۔ اس کا نشانہ اتنا پختہ ہے کہ یہ اڑتی ہوئی چڑیا کے پر کو نشانہ بنا سکتا ہے"…. کالاما نے پروفیسر لاشانبو سے کہا۔

" انہیں ہٹ کرنا وکرم کے بس کا کام نہیں ہے ۔ ہاں ۔ تم بے ہوش کر دینے کے بارے میں پوچھ رہے تھے"…. پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

" ہاں ۔ اگر انہیں براہ راست ہٹ نہیں کیا جا سکتا تو پھر یہ وکرم

ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم فائر کر دے گا۔ ہم سریع الاثر گیس کے بم حاصل کر سکتے ہیں اور ان کی رینج بھی کئی فٹ ہوتی ہے اس کی گیس کے اثر سے یہ بے ہوش ہو جائیں گے اور جب یہ بے ہوش ہو جائیں گے تو پھر وکرم انہیں آسانی سے گولی مار کر ہلاک کر سکتا ہے"..... کالاما نے کہا۔

"ہاں ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ تم یہ بم کافی مقدار میں حاصل کر لو اور وکرم اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی کو بلا لو ۔ میں انہیں چند ہدایات دینا چاہتا ہوں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا تو کالاما سر ہلاتے ہوئے باہر چلا گیا ۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ دو آدمی تھے ۔ دونوں آدمیوں کے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے بم بھی موجود تھے۔

"آقا ۔ یہ وکرم ہے اور یہ وکرم کا ساتھی کانوما ہے"..... کالاما نے ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"وکرم ۔ ہمارے دو دشمن اس کوٹھی میں آنے والے ہیں ۔ ہم ہر صورت میں ان کا خاتمہ چاہتے ہیں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"آقا ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ ان کا ہر صورت خاتمہ ہو جائے گا"..... وکرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کا خاتمہ کیسے کرنا ہے یہ تمہیں میں بتاؤں گا ۔ تم دونوں چھت پر رہو گے ۔ جیسے ہی ہمارے دشمن کوٹھی کے اندر آئیں گے تمہارا یہ ساتھی کانوما چھت کی ایک سائیڈ سے انہیں ہلکی سی جھلک

دکھائے گا اور اس طرح جیسے یہ ان پر فائر کر رہا ہو ۔ وہ اس سے بچنے کی کوشش کریں گے اور ان کی توجہ کانوما کی طرف ہو جائے گی ۔ اس دوران تم نے ان پر یہ بم فائر کرنے ہوں گے ۔ ایک، دو یا دو سے بھی زیادہ ۔ جب تک کہ وہ بے ہوش نہ ہو جائیں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"ٹھیک ہے آقا ۔ ہم آپ کی ہدایات پر عمل کریں گے"..... وکرم نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آقا ۔ وہ دونوں ہوٹل سے روانہ ہو رہے ہیں ۔ ویٹر کا ذہن مجھے بتا رہا ہے کہ وہ دونوں ہوٹل سے باہر نکل رہے ہیں"..... کالاما نے یکدم چونکتے ہوئے کہا تو پروفیسر لاشانبو بھی یکدم چوکنا ہو گیا ۔ وہ کالاما کی طرف متوجہ ہوا۔

"کوٹھی کا گیٹ کھلا ہوا ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ آنے دو انہیں ۔ وکرم اور کانوما تم دونوں اب چھت پر چلے جاؤ"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"آقا ۔ کوٹھی میں انتہائی خطرناک نسل کے دو کتے بھی موجود ہیں یہ بغیر بھونکے اجنبی افراد پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیتے ہیں ۔ ان کتوں کو باندھ دیا جائے یا یہ کھلے رہیں"..... وکرم اور کانوما کے چلے جانے کے بعد کالاما نے کہا۔

"ہاں ۔ میں انہیں دیکھ رہا ہوں ۔ کھلا رہنے دو انہیں ۔ شاید یہ کام دکھا جائیں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"آقا ۔ یہ ویسے تو ہمیں نظر نہیں آئیں گے کیوں نہ ہم چھت پر چل

کر بیٹھ جائیں ۔ اوپر سے ہم انہیں آسانی سے دیکھ سکیں گے لیکن یہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے"..... کالاما نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ بہت اچھی تجویز ہے ۔ آؤ اوپر چلتے ہیں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا اور پھر وہ دونوں بھی چھت پر پہنچ گئے ۔ چھت پر موجود وکرم اور کانوما انہیں دیکھ کر چوکنے ہو گئے ۔ پروفیسر لاشانبو اور کالاما ایک جگہ بیٹھ گئے ۔ وہاں سے گیٹ اور صحن کا بیشتر حصہ نظر آ رہا تھا اب وہ دونوں عمران اور جوزف کو دیکھ سکتے تھے۔

وہ بے چینی سے عمران اور جوزف کا انتظار کرنے لگے ۔ پھر ان دونوں کا انتظار ختم ہوا ۔ گیٹ پر دباؤ پڑا اور گیٹ آہستہ سے کھلا ۔ گیٹ کو کھلتے دیکھ کر وہ چاروں چوکنا ہو گئے ۔ گیٹ اتنا کھلا کہ اس میں سے ایک آدمی آسانی سے گزر سکتا تھا ۔ پھر اس میں سے عمران اور اس کے بعد اس کا ساتھی جوزف اندر داخل ہوا ۔ ان دونوں کی نظریں ادھر ادھر گھوم رہی تھیں ۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگے ۔ اسی لمحے کوٹھی کے دونوں کتے بغیر آواز پیدا کئے ان کی طرف دوڑے ۔ ان کا انداز انتہائی خوفناک تھا ۔ اس سے پہلے کہ وہ کتے ان تک پہنچتے عمران کا ساتھی جوزف بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا ۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال کر یکے بعد دیگرے دونوں کتوں پر فائر کر دیئے۔

ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا تھا اس لئے دھماکے تو نہ ہوئے البتہ انہوں نے دونوں کتوں کو گرتے ہوئے دیکھ لیا تھا ۔ دونوں کتوں

کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا ۔ وکرم کو اپنے نشانے پر فخر تھا لیکن وہ اس اجنبی حبشی کے نشانے کو دیکھ کر دل ہی دل میں داد دیئے بغیر نہ رہ سکا اور اب اسے محسوس ہوا تھا کہ اس کا باس کالاما اس قدر محتاط کیوں ہو رہا تھا ۔ یقیناً یہ دونوں آنے والے افراد انتہائی خطرناک تھے ورنہ ان کا باس تو کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا ۔ اس کے معمولی سے مخالف اور دشمن کو بھی اس نے اذیت ناک موت مرتے دیکھا تھا ۔ وکرم جلد ہی اپنے خیالوں سے باہر نکل آیا کہ یہ وقت خیالوں میں رہنے کا نہیں تھا بلکہ عمل کا وقت تھا۔

وہ سب عمران کے ساتھی کی طرف متوجہ تھے ۔ عمران اور اس کا ساتھی چند قدم آگے بڑھ آئے تھے ۔ کالاما نے اشارہ کیا تو کانوما تھوڑا سا اٹھا اور اس نے ریوالور کا رخ عمران اور اس کے ساتھی کی طرف کر دیا ۔ وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے سائیڈوں میں ہونے ہی لگے تھے کہ وکرم نے جلدی سے ایک بم ان کی طرف اچھال دیا ۔ بم ان کے قریب جا کر گرا اور اس کا دھواں ان کے قریب چاروں طرف پھیل گیا ۔ دھوئیں کے پھیلتے ہی وہ فرش پر ٹیڑھے میڑھے ہو کر گر گئے ۔ اسی وقت وکرم نے ایک اور بم بھی ان کی طرف اچھال دیا ۔ وہ بھی پھٹا اور اس کا دھواں بھی ان کے قریب پھیلتا چلا گیا۔

"وہ مارا ۔ اب دیکھتا ہوں یہ دونوں کیسے بچتے ہیں"..... پروفیسر لاشانبو نے کہا۔

"بڑا آقا زندہ باد ۔ ہم کامیاب ہو گئے"..... کالاما نے بھی خوشی کا

اظہار کیا اور شیطان کے حق میں نعرہ بلند کر دیا۔

" جاؤ وکرم ۔ دیکھ کر آؤ کہ یہ دونوں اچھی طرح بے ہوش ہوئے ہیں یا نہیں "۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے وکرم سے کہا تو وکرم نیچے چلا گیا انہوں نے وکرم کو عمران اور جوزف کے قریب جاتے دیکھا ۔ اس نے پہلے عمران کو اور پھر جوزف کو ہلایا جلایا لیکن وہ دونوں لاشوں کی طرح پڑے ہوئے تھے ۔ پھر وکرم نے انہیں دو دو تھپڑ بھی مارے ۔ اس کے بعد ان کی نبض بھی دیکھی اور پھر وہ ان سے دور ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد وہ چھت پر تھا۔

" آقا ۔ دونوں اچھی طرح بے ہوش ہیں"۔۔۔۔ وکرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تم جاؤ اور ایک مشین گن لے آؤ ۔ آؤ کالاما ۔ ان دونوں کا اسی بے ہوشی کی حالت میں خاتمہ کر دیں"۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے پہلے وکرم اور پھر کالاما سے کہا ۔ اس کے بعد وہ سب ہی نیچے آ گئے ۔ وہ تینوں تو عمران اور جوزف کے قریب آ گئے جبکہ وکرم ایک طرف بڑھ گیا ۔ کچھ دیر بعد وہ مشین گن لے آیا ۔ پروفیسر لاشانبو اور کالاما کے چہروں پر فتح کی چمک تھی ۔

" وکرم ۔ ان دونوں کو گولیوں سے بھون دو ۔ انہوں نے ہمیں بہت تڑپایا ہے ۔ اب ان کے بے ہوش جسموں کو تڑپنا چاہئے "۔۔۔۔ پروفیسر لاشانبو نے نفرت بھرے لہجے میں وکرم کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس نے مشین گن کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

" وکرم ۔ ان دونوں کو گولیوں سے بھون دو ۔ انہوں نے ہمیں بہت تڑپایا ہے ۔ اب ان کے بے ہوش جسموں کو تڑپنا چاہئے "۔۔۔۔
عمران کے کانوں میں خفیف سی آواز گونجی اور اس کے جسم کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے تمام احساسات یکدم جاگ اٹھے ۔ یہی حالت جوزف کی ہوئی تھی ۔ دونوں کا شعور ایک ساتھ بیدار ہوا تھا۔ دونوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ان کے سامنے چار افراد کھڑے تھے ۔ ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ باقی تین خالی ہاتھ تھے۔

" آقا ۔ انہیں رسیوں سے باندھ کر پہلے ان سے پوچھ گچھ نہ کی جائے"۔۔۔۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔

" کوئی ضرورت نہیں ہے پوچھ گچھ کرنے کی ۔ وکرم فائر کرو"۔۔۔۔ دوسرے شخص نے سخت لہجے میں کہا ۔ عمران نے اس کی آواز پہچان لی تھی ۔ یہ آواز وہ فون پر سن چکا تھا اور یہ پروفیسر لاشانبو کی آواز تھی۔

پروفیسر لاشانبو کا حکم سن کر مشین گن بردار نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا لیکن اس سے پہلے کہ فائر ہوتا جوزف اڑتا ہوا مشین گن بردار سے جا ٹکرایا جبکہ عمران اڑتا ہوا پروفیسر لاشانبو سے ٹکرایا۔ دونوں ایک ساتھ زمین پر گرے۔ زمین پر گرتے ہی پروفیسر لاشانبو کے سنبھلنے سے پہلے عمران نے اس کی شہ رگ پکڑ لی اور اسے اپنے ایک مخصوص انداز میں پکڑ کر دبایا تو پروفیسر لاشانبو تڑپنے لگا۔ عمران نے اسے چھوڑ دیا۔ یہ صرف ایک لمحے میں ہو گیا تھا۔ جوزف نے بھی اتنے ہی وقت میں مشین گن بردار کی گردن توڑ دی تھی۔ باقی دو افراد حیرت زدہ کھڑے تھے۔ حیرت کی زیادتی کی وجہ سے لگتا تھا کہ انہیں سکتہ ہو گیا ہے۔ اگلے لمحے ایک کی طرف عمران اور دوسرے کی طرف جوزف بڑھا اور اسی لمحے ان دونوں کی گردنیں بھی ٹوٹ گئیں۔ عمران ان سے فارغ ہو کر ایک بار پھر پروفیسر لاشانبو کی طرف بڑھا اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔

" باس۔ یہ تو تڑپ رہا تھا۔ کیا ابھی زندہ ہے"..... جوزف نے عمران کو نبض دیکھتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا۔

" ہاں۔ میں نے اس کی شہ رگ کو مخصوص انداز میں دبایا ہے۔ اس سے یہ بے ہوش تو ہو گیا ہے لیکن یہ مرا نہیں۔ ابھی اسے مرنا بھی نہیں چاہئے تھا کیونکہ میں نے اس سے شالاما کے بارے میں پوچھنا ہے اور اس طرح اسے بے ہوش کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے اس کا رابطہ شیطانی دنیا سے کٹ جائے"..... عمران نے کہا تو

جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اس کے بعد عمران نے اپنی جیب سے ایک کالا کپڑا نکالا اور پروفیسر لاشانبو کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اس کے بعد جوزف نے آگے بڑھ کر ست رنگی ڈوری کا ایک ٹکڑا جیب سے نکالا اور اسے بھی سیاہ پٹی کے اوپر باندھ دیا۔ اس نے ست رنگی ڈوری کو اس انداز میں باندھا تھا کہ اس کی دونوں آنکھوں پر ڈوری کی ایک ایک گرہ آ گئی تھی۔ اب ہوش میں آنے کے بعد اس کا رابطہ اپنی کالی دنیا سے نہیں ہو سکتا تھا۔ اب وہ ایک عام انسان بن گیا تھا۔

" جوزف۔ میں نے تمہیں رسی اپنے ساتھ رکھنے کو کہا تھا"..... عمران نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

" باس۔ رسی میں اپنے ساتھ لایا ہوں"..... جوزف نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب سے باریک لیکن مضبوط رسی کا چھوٹا سا گچھا نکال لیا۔

" جوزف۔ یہ پروفیسر لاشانبو ہے۔ اس کے ہاتھ رسی سے اچھی طرح باندھ دو"..... عمران نے کہا۔ جب جوزف اس کے ہاتھ باندھ چکا تو عمران نے پروفیسر لاشانبو کا ناک اور منہ اپنے ایک ہاتھ سے ہی بند کر دیا۔ پروفیسر لاشانبو کے جسم کو جھٹکا لگا تو اس نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ چند لمحوں بعد پروفیسر لاشانبو اچھی طرح ہوش میں آ گیا۔

" پروفیسر لاشانبو۔ تم شیطان کو اور اپنی دیگر طاقتوں کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو تو بلا لو۔ میں تمہیں موقع دے رہا ہوں".....

عمران نے کہا تو پروفیسر لاشانبو کے چہرے پر الجھن اور خوف سے تاثرات پھیل گئے۔

" شیطان اور اس کی طاقتیں تمہاری مدد کو نہیں آئیں گی۔ اب اگر تم اذیت ناک موت مرنا نہیں چاہتے تو میرے صرف ایک سوال کا جواب دے دو"..... عمران نے دوبارہ اس سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لینے لگا۔

" پوچھو۔ اگر مجھے معلوم ہوا تو میں تمہارے سوال کا جواب ضرور دوں گا"..... پروفیسر لاشانبو نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

" شالاما اپنا چلہ کہاں کاٹ رہا ہے"..... عمران نے کہا۔

" شالام پہاڑی کے قریب ایک سیاہ رنگ کی عمارت ہے جو ڈیول ولا کے نام سے مشہور ہے۔ شالاما اسی حویلی میں بیٹھ کر چلہ کاٹ رہا ہے۔ لیکن تم اس حویلی تک پہنچ نہیں پاؤ گے"..... پروفیسر لاشانبو نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہاں تک پہنچنا یا نہ پہنچنا تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ جوزف"..... عمران نے پہلے پروفیسر لاشانبو اور پھر جوزف کو پکارا۔

" یس باس"..... جوزف نے فوراً ہی کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکدم چمک پیدا ہو گئی تھی۔

" پروفیسر لاشانبو سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے میرے سوال کا جواب دے دیا تو میں اسے اذیت ناک موت نہیں ماروں گا"..... عمران نے کہا۔

" باس۔ یہ وعدہ آپ نے کیا تھا میں نے نہیں۔ شیطان کے اس چیلے کو اذیت ناک موت ہی مرنا چاہئے۔ جب شیطان کے دیگر پیروکاروں کو اس کی اذیت ناک موت کی خبر ہو گی تو ہو سکتا ہے چند ایک شیطانی راستہ چھوڑ دیں"..... جوزف نے عمران سے کہا تو عمران نے تحسین بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

" ٹھیک ہے۔ تم اسے اس کے انجام تک پہنچاؤ میں ذرا اس کوٹھی کی تلاشی لے لوں"..... عمران نے کہا اور اندر کمروں کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کمروں کی تلاشی لے رہا تھا۔ اس دوران اسے پروفیسر لاشانبو کی اذیت ناک چیخیں سنائی دیتی رہیں۔ اس نے ان چیخوں پر کوئی توجہ نہ دی۔ وہ تلاشی مکمل کر کے باہر آیا تو پروفیسر لاشانبو اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا جبکہ جوزف کے چہرے پر خوشی کی چمک تھی۔ پھر وہ دونوں ہوٹل واپس آ گئے۔ کچھ تیاری کے بعد وہ ایک بار پھر ہوٹل سے باہر نکلے۔ انہوں نے ٹیکسی لی اور اسے شالام پہاڑی کی طرف چلنے کو کہا۔ تقریباً دو گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی رک گئی۔

" صاحب۔ یہ سامنے جو پہاڑی نظر آ رہی ہے یہ شالام پہاڑی ہے ٹیکسی مزید آگے نہیں جا سکتی۔ آگے پیدل جانا پڑتا ہے"..... ٹیکسی ڈرائیور نے ایک پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔

" اگر تم ہماری واپسی کا انتظار کرو تو ہم پانچ ڈالر فی گھنٹہ کے حساب سے تمہیں معاوضہ دیں گے"..... عمران نے کہا۔

"بہت بہتر جناب ۔ میں یہاں رک کر آپ کا انتظار کرتا ہوں"..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو عمران اور جوزف پہاڑی کی طرف بڑھنے لگے راستہ بہت دشوار گزار تھا ۔ پھر کافی دیر چلنے کے بعد انہیں دور سے ایک سیاہ رنگ کی عمارت بھی نظر آ گئی جو ڈیول ولا تھا ۔ تقریباً آدھا گھنٹہ پیدل چلنے کے بعد وہ اس ڈیول ولا کے قریب پہنچ گئے ۔ جیسے ہی وہ ڈیول ولا کے قریب پہنچے پانچ نوجوان جن کے ڈیل ڈول پہلوانوں جیسے تھے ایک طرف سے نکل کر ان کے قریب پہنچ گئے ۔ وہ ان دونوں کو کینہ توز نظروں سے گھور رہے تھے۔

"واپس چلے جاؤ ورنہ تمہارا انجام اچھا نہیں ہو گا"..... ان میں سے ایک پہلوان نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں تم سے کہتا ہوں ۔ اگر تم شیطان کے راستے پر چل رہے ہو تو واپس آ جاؤ کیونکہ شیطان کے راستے پر چلنے والوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا ۔ مرنے سے پہلے بھی اور مرنے کے بعد بھی"..... عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا لیکن عمران کی بات ان کی سمجھ میں نہ آئی ۔ ان پانچوں نے ان دونوں پر چھلانگیں لگائیں ۔ وہ دونوں ایک جھٹکے سے اچھل کر ایک طرف ہٹ گئے اور وہ پانچوں پتھریلی زمین پر منہ کے بل جا گرے ۔ پھر وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ جوزف کے سائیلنسر لگے ریوالور سے پانچ شعلے نکلے اور وہ پانچوں تڑپنے لگے ۔

عمران اور جوزف ان کے ہلاک ہونے کا انتظار کئے بغیر اس

شیطانی عمارت کی طرف بڑھے ۔ جیسے ہی انہوں نے گیٹ عبور کیا انہیں رونے پیٹنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ کئی خوفناک شکل کی عورتیں تھیں جو ہیولوں کی طرح تھیں اور دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں لیکن وہ جوزف اور عمران کے قریب نہیں آ رہی تھیں ۔ عمران ان کی پرواہ کئے بغیر شالاما کی طرف بڑھا جو صحن میں آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا ۔ اس کے جسم پر صرف ایک لنگوٹ تھا ۔ اس کے چاروں طرف ایک دائرہ بنا ہوا تھا اور وہ اس دائرے میں بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے سامنے لکڑی کی ایک چوکی پر عمامہ بھی رکھا ہوا تھا۔

دائرے کے قریب پہنچ کر عمران نے اسم اعظم کا ورد کیا اور اپنے پورے جسم پر پھونک ماری اور پھر دائرے میں داخل ہو گیا ۔ اس کے دائرے میں داخل ہوتے ہی شالابا نے چونک کر آنکھیں کھول دیں ۔ دائرے کے اندر عمران کو دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اسے بھاگنے نہ دیا ۔ عمران نے اسے پکڑ کر سر سے بلند کیا اور پھر زمین پر پٹخ دیا ۔ منہ کے بل زمین پر گرنے سے اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کے منہ سے چیخ بلند ہوئی ۔ عمران نے اپنا بوٹ اس کی گردن پر رکھا اور اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا ۔ اس جھٹکے سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کا جسم بری طرح تڑپنے لگا ۔ اس کے ساتھ ہی اس شور میں بھی کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا ۔ پھر جیسے ہی شالاما کا جسم ساکت ہوا وہ شور بھی یکدم ختم ہو گیا اور پھر شالاما کا جسم بھی غائب ہو گیا۔ ختم شد